اخلاق
نبوت و رسالت ﷺ

حمد باری تعالیٰ

تو ہے کونین کا مالک میرے اللہ کیا لکھوں
میں حیران ہوں کہ کن الفاظ میں حمد و ثنا لکھوں

زمین تا آسمان ہر شے پہ تیری حکمرانی ہے
تجھے قیوم مولا کبریا ربّ العلیٰ لکھوں

مجھے روزِ قیامت تیری بخشش پر بھروسہ ہے
ادھر اپنے گناہوں پر بھی شرمندہ ہوں کیا لکھوں

تو ناداروں کا داتا ہے سہاروں کا سہارا
مقدس ذات کو ٹوٹے دلوں کا آسرا لکھوں

تیرا احسان کیا کم ہے محمد سا نبی بخشا
میں تیرے بعد اپنے دل پہ نام مصطفےٰ لکھوں

تری شان کریمی کے میں سو سو بار صدقے جاؤں
جو ہیں احسان مجھ ناچیز پر لا انتہا لکھوں

لطیف بے نوا کے حال پر اپنا کرم فرما
میں کس کلک شکستہ سے یہ حرف مدعا لکھوں

لطیف ملک

قاری محمد عباس نظامی

نعت

رسول مجتبےٰ کہیے، محمد مصطفےٰ کہیے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہیے

شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہیے

جبین و رُخِ محمدؐ کے تجلی ہی تجلی ہیں
کِسے شمس الضحیٰ کہیے کِسے بدر الدجیٰ کہیے

جب ان کا ذکر ہو دُنیا سراپا گوش بن جائے
جب اُن کا نام آئے مرحبا صلّی علیٰ کہیے

غبارِ راہِ طیبہ سُرمۂ چشمِ بصیرت ہے
یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاکِ شفا کہیے

صداقت پر بِنا رکھی گئی ہے دینِ فطرت کی
اسی تعبیر کو انسانیت کا ارتقا کہیے

مرے سرکارؐ کے نقشِ قدم شمعِ ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کہیے

محمدؐ کی نبوت دائرہ ہے جلوۂ حق کا
اسی کو ابتدا کہیے اسی کو انتہا کہیے

مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رُکتے
مری آنکھوں کو ماہرؔ چشمۂ آبِ بقا کہیے

ماہر القادری

سیارہ ڈائجسٹ

اخلاقِ رسولؐ نمبر

مئی 99ء

مُدیرِ اعلیٰ : امجد رؤف خان

خصوصی ادارت : محمد یونس حسرت

مُدیر : شماہ جہاں

نائب مدیر: محمد ثاقب، کامران امجد، شمس تبریز

کتابت : علی احمد

کمپوزنگ : آزاد کمپوزنگ سنٹر لاہور

نگران پرنٹنگ : خالد محمود

سرکولیشن : محمد بشیر

ناظم اشتہارات: محمد توفیق (کراچی) محمد اشرف (لاہور)

قیمت ... روپے

امجد رؤف خان پبلشر نے اللہ والا پرنٹرز سے

چھپوا کر 16۔بی سانده روڈ سے شائع کیا

دستک

اللہ کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اچھی اور پاکیزہ زندگی کا اتنا اعلیٰ نمونہ دُنیا میں کسی اور بشر میں نہیں دیکھا گیا، آپؐ جیسا نہ پہلے کبھی دیکھنے میں آیا نہ آئے گا۔ قرآن میں بھی آپؐ کے اعلیٰ اخلاق و کردار کی گواہی دی گئی۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے احکام پر کس طرح عمل کیا، بڑوں کا ادب کیسے کیا، رشتہ داروں اور دوستوں سے کیسے پیش آتے رہے۔ غریبوں، مسکینوں اور یتیموں پر کیسے رحمت و شفقت برساتے رہے، کافروں اور دشمنوں کے ساتھ آپؐ کا سلوک کیسا تھا، صدق و دیانت، عدل و انصاف عفو و درگزر، سخاوت و شجاعت کے کیسے اعلیٰ معیار آپؐ نے قائم کیے۔ حکمت و عظمت کی کیسی عظیم مثالیں آپؐ نے ساری دنیا کے سامنے پیش کیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی بھی اچھی گزرے۔ ہم دین و دنیا میں سرفراز ہوں تو ہمیں آپؐ کی سیرت پر عمل کرنا ہوگا۔ اپنے اخلاق و کردار سے دوسروں کو دوست بنانا ہوگا۔

اِسی جذبے سے سیارہ ڈائجسٹ نے آپؐ کی زندگی کے کچھ واقعات اکھٹے کیے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک واقعہ ہمارے لیے ایک ایسی روشنی کی مانند ہے جو ہماری زندگیوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِسے پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق فرمائے (آمین)

ادارہ حکیم محمد سعید صاحب کا خاص طور پر بڑا مشکور ہے اس لیے کہ اُن کی مرتّب کردہ "نقوشِ سیرت" پڑھ کر ہمیں سیّارہ ڈائجسٹ کا "اخلاقِ رسول نمبر" مرتّب کرنے کا خیال پیدا ہوا اور ہم اُن تمام کتابوں کے مصنّفین کے بھی مشکور ہیں جن کی تصانیف سے مدد حاصل کی۔

امجد رؤف خان

فہرست

Scanned with CamScanner

اللہ سے محبّت

حضورؐ کا اللہ سے تعلق ایسا تھا کہ ہر حالت میں، بیٹھے ہوں یا چلتے ہوں، سوتے ہوں یا جاگتے ہوں، آپؐ اللہ کو یاد کرتے تھے۔ اللہ کے حضور آپؐ اتنی دیر کھڑے رہتے کہ آپؐ کے پاؤں سوج جاتے اور جب آپؐ سے اس کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے:

"کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"

اللہ سے حضورؐ کا تعلق ایک لمحے کے لیے بھی ختم نہ ہوتا۔ رات اور دن کے اکثر اوقات میں آپؐ نماز کے لیے کھڑے ہوجاتے، اللہ سے دعائیں مانگتے اور التجائیں کرتے۔ راتوں کو اٹھ کر جب حضورؐ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اکثر یہ دعا مانگتے:

"اے اللہ ساری تعریف تیرے لیے ہے۔ تو ہی آسمان اور زمین کی سب چیزوں کو قائم رکھنے والا ہے۔ تو آسمان اور زمین کی سب چیزوں کا نور ہے۔ تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، تو آسمان اور زمین اور اُن کی تمام چیزوں کا مالک ہے۔

"اے اللہ! میں تیرے لیے اسلام لایا، تجھ پر

ایمان لایا، تجھ ہی پر میں نے بھروسہ کیا، تیری ہی جانب میں نے رجوع کیا، لوگوں سے دشمنی اور محبت تیرے ہی لیے کی۔ میرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے تو ہی سب سے پہلے اور تو ہی سب سے آخر ہے۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں، تمام قوت اور طاقت کا مالک، اے اللہ! صرف تو ہی ہے۔

آپؐ سوتے تو اللہ کا ذکر کرتے، سوکر اٹھتے تو اللہ کو یاد کرتے، کھانا کھاتے تو اللہ کا شکر ادا کرتے، پانی پیتے تو اللہ کا شکر ادا کرتے۔ آپ کی مرضی کے مطابق کام ہوجاتا تو فرماتے:

"ساری تعریف اللہ کے لیے ہے جس کی نعمت سے اچھے کام پورے ہوتے ہیں"۔

آپؐ کی مرضی کے خلاف کوئی کام ہوتا تو فرماتے:

"ہر حال میں اللہ کا شکر ہے"۔

اپنے رب کے نام کا ذکر کرو صبح و شام، رات کو بھی اس کے حضور سجدہ ریز رہو اور رات کے طویل اوقات میں اس کی تسبیح کرتے رہو۔

(الدھر: ۲۵-۲۶)

اچھّے اخلاق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے آئینے میں اللہ تعالیٰ کی صفات جھلکتی تھیں۔ اللہ رحیم ہے، حضورؐ بھی دنیا کے حق میں رحمت تھے، اللہ انصاف کرنے والا ہے، آپؐ بھی انصاف کرتے تھے، اللہ خطاؤں کا معاف کرنے والا ہے، آپؐ بھی خطائیں معاف کردیا کرتے تھے، قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے:

"اے محمدؐ! تم اخلاق کے بڑے درجے پر ہو"

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں:

"حضورؐ کسی کو بُرا بھلا نہیں کہتے تھے، برائی کے بدلے برائی نہیں کرتے تھے، معاف کردیا کرتے تھے۔ آپؐ نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملے میں انتقام نہیں لیا۔ آپؐ نے اپنے کسی خادم کو، عورت کو، جانور کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ آپؐ نے کبھی کسی کی کوئی درخواست نہیں ٹھکرائی۔ آپؐ جب گھر میں آتے تو مسکراتے ہوئے آتے"

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

"رسول اللہؐ بڑے نرم مزاج تھے، بہت مہربان اور رحم دل

تھے۔ کوئی بات ایسی ہوتی جو آپؐ کو ناگوار ہوتی تو خاموش ہوجاتے۔ حضورؐ نہ بحث مباحثہ کرتے اور نہ ضرورت سے زیادہ بات کرتے۔ جو بات مطلب کی نہ ہوتی اس میں کبھی نہ پڑتے۔ صرف وہی باتیں کرتے جن سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا ہو۔ آپؐ بڑے فیاض، سچ بولنے والے اور تحمل فرمانے والے تھے۔"

آپؐ وعدے کے پابند، انصاف پر قائم رہنے والے، دوسروں کا حق ادا کرنے والے، سادگی اور قناعت کا نمونہ تھے۔ حضورؐ کی ساری زندگی سادگی میں گزری۔ آپؐ کے پاس جو کچھ ہوتا آپؐ ضرورت مندوں میں اسی وقت تقسیم فرمادیتے۔

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں:

"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور آپؐ کے مبارک بدن پر اُس کے نشان بن گئے تھے۔ میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! آپ اجازت دیجیے کہ ہم آپؐ کے لیے چٹائی پر بچھانے کے لیے گدا بنادیں۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"مجھے دنیا سے کیا واسطہ۔ میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی طرح ہے جو درخت کے سائے میں تھوڑی دیر آرام کرے اور پھر وہاں سے چل دے۔"

وحی

اس مبارک ہستی کی زندگی کو دیکھیے، جس کو اللہ نے اپنا رسولؐ بنایا اور جس کے ذریعہ سے ساری دنیا کو ہدایت کی روشنی عطا کی، وہ کس طرح دنیا میں تشریف لائے۔ آپؐ کے والد محترم، عبداللہ اپنے والدین کے سب سے چہیتے بیٹے تھے۔ جوان ہوئے، حضرت آمنہ سے شادی ہوئی۔ پھر تجارت کے لیے شام گئے تو مکے واپس نہ آئے۔ راستے ہی میں یثرب کے مقام پر ان کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت آمنہ کے گھر آپؐ پیدا ہوئے۔ والدہ آپؐ کی پرورش کرتی رہیں اور جب آپؐ بڑے ہوگئے اور والدہ کی پرورش کی ضرورت نہ رہی تو حضرت آمنہ بھی اس دنیا سے رخصت ہوگئیں۔

اب آپؐ یتیم اور بے سہارا رہ گئے۔ لیکن اللہ جس نے آپؐ کو دنیا کی ہدایت کے لیے پیدا کیا تھا۔ وہی آپؐ کا مددگار رہا۔ آپؐ کو جو اہم کام سونپا جانے والا تھا اس کے لیے آپ کو شروع ہی سے تیار کیا جارہا تھا۔ نبوت ملنے سے بہت عرصے پہلے تک آپؐ اپنے پروردگار کی ایسی نشانیاں دیکھا کرتے تھے، جو آپؐ نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھیں۔ آپؐ جو کچھ خواب میں دیکھتے وہ صحیح ثابت ہوتا۔ آپؐ کو تنہائی پسند تھی، اس لیے آپؐ مکے کے شہر سے نکل کر پہاڑوں کی طرف چلے جاتے اور شہر کی گہما گہمی سے پہاڑوں کی خاموشی اور تنہائی کو پسند کرتے۔ آپؐ اپنے چاروں طرف ایک نور دیکھتے۔ چاہے سورج کی روشنی ہو یا رات کا اندھیرا

آپؐ کو ہر طرف ایک روشنی نظر آتی۔ آپؐ چلتے تو آپؐ کو ایسی آوازیں سنائی دیتیں جیسے کوئی آپؐ سے چپکے چپکے باتیں کر رہا ہو۔ ایسی آوازیں آپؐ درختوں، پتھروں اور کنکریوں سے بھی سنتے۔ آپؐ ان آوازوں سے خوف زدہ ہوگئے کیوں کہ آپؐ نہ جانتے تھے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ چناں چہ ایک دن پریشان ہوکر آپؐ نے اپنی بیوی حضرت خدیجہؓ سے اس کا ذکر کیا۔ انھوں نے آپؐ کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ آپؐ کو آپؐ کا پروردگار سب سے زیادہ پسند کرتا ہے، وہ آپؐ کو کوئی تکلیف نہیں دے گا، کیوں کہ آپؐ رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں۔

آخر کار وہ دن آگیا جب آپؐ کو پیغمبری عطا ہوئی۔ آپؐ مکے سے تین میل کے فاصلے پر منیٰ کی طرف جاتے ہوئے کوہِ حرا کے ایک غار میں تشریف لے جایا کرتے تھے جسے غارِ حرا کہتے ہیں۔ اور وہاں بیٹھ کر تنہائی میں اللہ کو یاد کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپؐ اسی طرح اللہ کی یاد میں مصروف تھے کہ یکایک جبریل امین آئے۔ ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ایک کتاب ان کے ہاتھ میں تھی۔ انھوں نے آکر حضورؐ سے کہا، "اِقْرَاْ" (پڑھو)

حضورؐ نے فرمایا: "میں نہیں پڑھ سکتا۔"

یہ سن کر جبریل امین نے آپؐ کو زور سے بھینچا، پھر آپ کو چھوڑ دیا اور دوبارہ کہا: "پڑھو۔" آپؐ نے پھر وہی جواب دیا، "میں نہیں پڑھ سکتا۔" جبریل امین نے پھر اتنی زور سے بھینچا کہ حضورؐ کو محسوس ہوا جیسے آپؐ کا دم نکل جائے گا۔ پھر انھوں نے آپؐ کو چھوڑ دیا اور تیسری بار کہا، "پڑھو۔" حضورؐ نے تیسری بار بھی یہی جواب دیا، "میں کیا پڑھوں؟"

اس پر حضرت جبریل نے یہ آیات پڑھیں:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ

الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ
چناں چہ آپؐ نے اِن الفاظ کو دُہرایا۔ اس کے بعد جبریل چلے گئے۔ آپؐ کو ایسا معلوم ہوا جیسے یہ الفاظ آپؐ کے سینے پر لکھ دیے گئے ہیں۔

آپؐ گھر واپس آئے اور حضرت خدیجہؓ کو سارا واقعہ سنایا۔ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو تسلی دی اور کہا: "آپ نیکی کرتے ہیں، صدقہ دیتے ہیں، محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کا بال بیکا نہ ہونے دے گا۔"

حضرت خدیجہؓ پھر فوراً اپنے چچا زاد بھائی، وَرَقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور انھیں سارا ماجرا سنایا۔ وَرَقہ عیسائی تھے اور توریت اور انجیل کے بڑے عالم تھے۔ انھوں نے سُن کر کہا:

"اے خدیجہ، اللہ کی قسم! یہ وہی فرشتہ تھا جو اس سے پہلے موسیٰ کے پاس کتاب لاچکا ہے۔ محمدؐ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ تم ان سے جاکر کہو کہ وہ ثابت قدم رہیں۔"

محمد رسول اللہ ﷺ
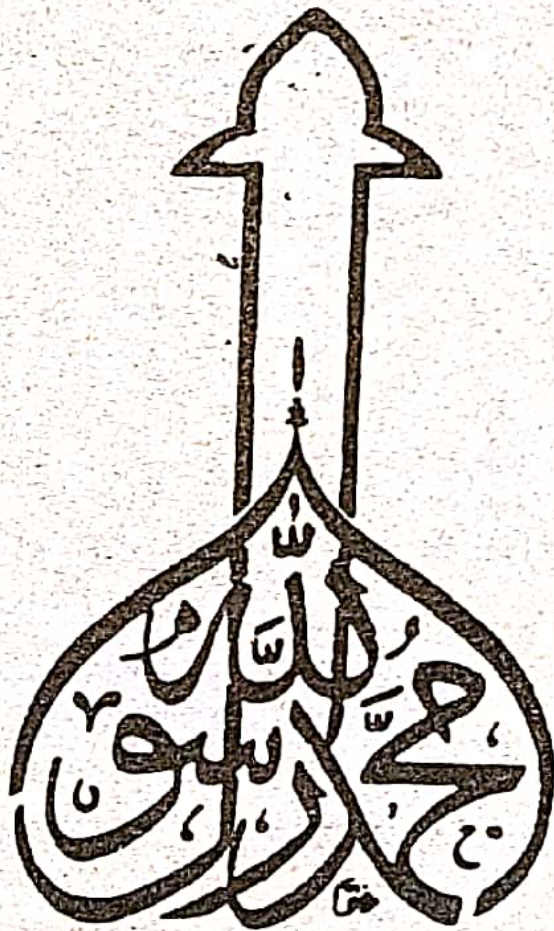
دین میں ثابت قدمی

رسول اللہؐ جب اللہ کا پیغام لے کر اُٹھے، بُت پرستی کی علانیہ مذمت شروع کی تو مکّے کے قریش آپؐ کے سخت مخالف ہوگئے اور انھوں نے آپؐ کے چچا حضرت اَبُوطَالِب سے جو آپؐ کے سرپرست تھے آکر شکایت کی۔ حضرت اَبُوطَالِب نے انھیں نرمی سے سمجھا بجھاکر واپس کردیا۔

جب حضورؐ اسی تن دہی سے دین کی تبلیغ فرماتے رہے تو قریش کے بڑے بڑے لوگ پھر ایک جماعت کی شکل میں حضرت اَبُوطَالِب کے پاس آئے اور ان سے کہنے لگے:

"تمھارا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے، ہمارے باپ دادا کو گم راہ کہتا ہے۔ ہم کو بے وقوف کہتا ہے۔ اس لیے یا تو تم بیچ میں سے ہٹ جاؤ یا پھر تم بھی میدان میں آجاؤ تاکہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہوجائے۔"

حضرت اَبُوطَالِب نے قریش کے سرداروں کی بات سن کر محسوس کیا کہ یہ لوگ اب زیادہ برداشت نہیں کریں گے اور وہ اکیلے ان لوگوں کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔ چناں چہ انھوں نے

حضورؐ کو بلایا اور آپؐ کو بتایا کہ قریش کیا کہہ گئے ہیں۔ انھوں نے کہا:

"میرے بھتیجے! مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں۔"

حضورؐ کو محسوس ہوا کہ اب اُن کے چچا بھی اُن کی حمایت سے ہاتھ اُٹھا رہے ہیں اور یہ سہارا بھی ختم ہو رہا ہے تو آپؐ کا دل بھر آیا اور آنکھوں میں آنسو آگئے۔ لیکن آپؐ تو اللہ کے حکم سے اور اسی کے بھروسے پر دین کو لے کر اُٹھے تھے، آپؐ نے فرمایا:

"چچا جان! اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے سیدھے ہاتھ پر سورج رکھ دیں اور اُلٹے ہاتھ پر چاند، تو بھی میں اپنے فرض سے باز نہیں آؤں گا۔ یہاں تک کہ اللہ اس کام کو پورا کردے گا یا میں اس پر اپنی جان قربان کردوں گا۔"

حضرت اَبُوطالِب پر حضورؐ کے ان پُر درد الفاظ کا ایسا اثر ہوا کہ انھوں نے کہا:

"جاؤ، کوئی شخص تمھارا بال بیکا نہیں کرسکے گا۔"

سب کے پیارے

اللہ کے رسول، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے انسان تھے جن کو اللہ نے ہر خوبی عطا کی تھی۔ جو آپؐ کو دیکھتا وہ مرعوب ہوجاتا اور جو آپؐ کے پاس رہ لیتا وہ آپؐ کا جاں نثار بن جاتا۔ آپؐ جیسا نہ پہلے کبھی دیکھنے میں آیا اور نہ آپؐ کے بعد۔ آپؐ سے لوگوں کو بے پناہ سچی محبت تھی۔ لوگوں کے دل آپؐ کی طرف اس طرح کھنچے چلے آتے تھے، جیسے لوہا مقناطیس کی طرف کھنچتا ہے۔

آپؐ کے صحابہؓ نے آپؐ سے ایسی محبت کی ہے، ایسی جان فدا کی ہے اور ایسا آپؐ کا حکم مانا ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپؐ پر اپنی جان اور اپنا مال قربان کرنے میں آپؐ کے صحابہؓ ایک دوسرے سے آگے بڑھ گئے۔ آپؐ کی خوشی سے بڑھ کر ان کے لیے کوئی خوشی نہ تھی، آپؐ کے راضی ہونے سے بڑھ کر ان کے لیے کوئی دولت نہ تھی۔ آپؐ کی محبت اور آپؐ کی اطاعت اللہ سے محبت اور اللہ کی اطاعت تھی۔ آپؐ راضی تھے تو اللہ بھی راضی تھا۔

ماں سے محبّت

حضورؐ چھے سال کے تھے کہ آپؐ کی والدہ بی بی آمنہ آپؐ کو آپؐ کی پردادی کے خاندان بنی عدی بن نجّار سے ملانے کے لیے اُمِ ایمن کے ساتھ مدینے لے گئیں اور ایک مہینہ وہاں رہیں۔ انھوں نے وہ مکان آپؐ کو دکھایا جہاں آپؐ کے والد حضرت عبد اللہ کا انتقال ہوا تھا۔ وہ جگہ بھی دکھائی جہاں اُن کی قبر تھی۔

اس سفر کے واقعات حضورؐ کو بعد میں اچھی طرح یاد رہے۔ ہجرت کے بعد آپؐ جب مدینے تشریف لے گئے تو صحابہؓ کو اپنے اس سفر کے واقعات سنائے جو آپؐ نے اپنی والدہ کے ساتھ کیا تھا۔ آپؐ اس جگہ کو بھی پہچان گئے جہاں آپؐ نے اس وقت قیام کیا تھا۔ فرمایا کہ میں یہاں انصار کی ایک بچی اُنیسہ کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔

اس کے بعد جب آپؐ کی والدہ آپؐ کو لے کر مکے روانہ ہوئیں تو ابواء کے مقام پر ان کا انتقال ہوگیا اور وہ وہیں دفن ہوئیں۔ اُمِ ایمنؓ حضورؐ کو لے کر مکے آگئیں۔

ابنِ سعد کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو

وہ جگہ یاد تھی جہاں آپؐ کی والدہ دفن ہوئی تھیں۔ چناں چہ جب حضورؐ صلح حدیبیہ کے موقعے پر مدینے سے مکے جاتے ہوئے ابواء سے گزرے تو فرمایا:

"اللہ نے محمدؐ کو اپنی ماں کی قبر پر جانے کی اجازت دے دی ہے۔"

پھر آپؐ قبر پر گئے، اسے اپنے ہاتھ سے ٹھیک کیا اور بے اختیار رو دیے۔

حضورؐ کو روتا دیکھ کر صحابہؓ بھی رونے لگے۔ انھوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہؐ! آپ تو رونے کو منع کرتے ہیں!"

حضورؐ نے فرمایا:

"ان کی مامتا یاد آکر مجھے رونا آگیا۔"

بڑوں کا ادب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ طفولیت میں ایک نہایت ہی شریف الطبع، متین، سنجیدہ، فرماں بردار، راست گفتار، عالی ہمت اور سعادت مند بیٹے کی حیثیت میں نظر آتے ہیں۔ جس ماحول میں حضورؐ نے پرورش پائی۔ اگر اسے دیکھا جائے تو یہ بات قطعاً محال بلکہ ناممکن نظر آتی ہے کہ اس ماحول کے اثرات کے تحت ایک ایسا سعید بیٹا پیدا ہو سکے۔

ایام طفولیت ہی میں آپؐ کا یتیم ہو جانا اور اس حالت یتیمی میں جبکہ آپ کی تعلیم و تربیت کا کوئی ضامن نہ تھا، اپنے آپ کو اخلاق رذیلہ سے بچانا اور اخلاق فاضلہ سے متصف کرنا۔۔۔ اپنی عمر کا ایک حصہ بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کے چرواہوں اور صحرا کے بدوؤں کے ساتھ گزارنا اور ان اجڈ، وحشی اور غیر مہذب لوگوں میں رہ کر فرشتوں کی سی پاکیزہ زندگی بسر کرنا صرف آپؐ ہی کا کام تھا جو دنیا میں اس لئے تشریف لائے کہ ابنائے عالم کے لئے ایک کامل نمونہ بنیں۔

لڑکے جب آپ کو اپنے تفریحی مشاغل میں شریک ہونے کے لئے بلاتے تو حضورؐ جواب میں ارشاد فرماتے:

"خدا نے مجھے کھیلنے کودنے کے لئے پیدا نہیں کیا۔"

حضورؐ کے سارے زمانہ طفولیت میں آپ سے کوئی ایسی بات یا حرکت سرزد نہیں ہوئی جو آپؐ کے ہم عمروں کے لئے بے لطفی، شکایت یا کبیدگی خاطر کا موجب بنی ہو یا جس سے آپ کے سرپرست یا بزرگ ناخوش ہوئے ہوں۔

والد اور والدہ کی وفات کے بعد آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے آپؐ کو اپنی سرپرستی میں لے لیا تھا۔ عبدالمطلب کو بھی آپ کے پاکیزہ اخلاق کی وجہ سے آپؐ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ گو عبدالمطلب کے اور بھی بہت سے پوتے تھے۔ مگر وہ آپؐ ہی کو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ بیت اللہ کی اس مسند پر جس پر اس کے سوا اور کوئی نہیں بیٹھ سکتا تھا خواہ وہ اس کا کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہو، وہ حضورؐ کو اس پر بیٹھنے سے منع نہ کیا کرتے تھے بلکہ بسا اوقات حضورؐ کو اپنے کاندھوں پر بٹھا کر کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے۔

عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپؐ کے عم محترم ابوطالب آپؐ کے چوتھے سرپرست تھے۔ حضورؐ کے بچپن کے متعلق وہ ان الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں:

"میں نے کبھی بچپن میں آپؐ کو جھوٹ بولتے دیکھا نہ ہنسی مذاق کرتے دیکھا، نہ کبھی کوئی جاہلانہ بات آپ سے سرزد ہوئی اور نہ کبھی آپؐ نے بازاری اور آوارہ گرد لڑکوں کے ساتھ راہ و رسم رکھی۔"

حضرت ابوطالب کی ایک لونڈی کی حضورؐ کے بچپن کے بارے میں شہادت ان الفاظ میں ہے:

"آپؐ نے گھر میں کبھی مانگ کر کھانا نہیں کھایا۔ جب کبھی آپؐ کو کھانا دیا جاتا، کھا لیتے اور کبھی کسی کھانے پر نہ تو کوئی اعتراض کرتے اور نہ اس میں کوئی نقص نکالتے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں بچپن ہی سے حد درجہ کا وقار، ضبطِ نفس، حیا اور سوال سے نفرت موجود تھی۔ حضورؐ دوسروں سے تو کیا، خود اپنے گھر سے بھی مانگ کر کوئی چیز نہیں لیتے تھے۔

○

ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کون سا؟ فرمایا، ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے کہا۔ اس کے بعد کون سا؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(بخاری و مسلم)

○

ماں باپ کا اولاد پر حق:

ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماں باپ کا حق ان کی اولاد پر کیا ہے؟ فرمایا دونوں تیرے حق میں بہشت اور دوزخ ہیں۔ (یعنی ان کی خدمت اور اطاعت بہشت کا مستحق بناتی ہے اور نافرمانی دوزخ کا)

(عن ابو امامہؓ، ابن ماجہ)

○

ماں خدمت کی زیادہ حقدار ہے:

ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسولؐ

اللہ! نیکی اور بہتر خدمت کا زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا تیری ماں۔ بولا' پھر کون؟ فرمایا تیری ماں۔ بولا' پھر کون؟ فرمایا تیری ماں۔ بولا' پھر کون؟ فرمایا تیرا باپ۔"

(عن ابو ہریرہؓ' بخاری و مسلم)

○

اپنی ماں کے ساتھ سلوک کرو:

حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میری ماں مکہ سے مدینہ آئی اور وہ مشرک تھی۔ میں نے حضورؐ سے فتویٰ پوچھا اور کہا کہ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ اسلام سے بیزار ہے۔ آیا اپنی ماں کے ساتھ سلوک کروں۔ فرمایا ہاں اپنی ماں کے ساتھ سلوک کر۔ (یعنی ماں باپ کافر اور مشرک ہوں تو بھی ان کے ساتھ سلوک اور احسان کرنا چاہیے۔)

(صحیحین)

○

ماں باپ کو ستانے کا گناہ:

رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر قسم کے گناہوں میں جتنے اللہ تعالیٰ چاہے بخش دے گا۔ مگر ماں باپ کو ستانے کا گناہ نہیں بخشے گا۔ سو بیشک اللہ تعالیٰ ماں باپ کے ستانے والے کو موت سے پہلے زندگی ہی میں جلد سزا دیتا ہے۔

○

ماں باپ سے بے تعلق رہنے کا گناہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض بندے ایسے بھی ہیں۔ جن سے اللہ

تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر ڈالے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ وہ کون شخص ہے؟ فرمایا اپنے ماں باپ سے بے تعلق اور بے رغبت ہونے والا۔

اللہ کی رضا ماں باپ کی خوشنودی میں ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ماں باپ کی خوشنودی میں ہے اور اس کی ناراضی ان کی ناراضی میں ہے۔

(عن ابن عمرؓ مسند حاکم)

ماں باپ کو گالی دینا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے۔

حضورؐ نے فرمایا:

ہاں یہ اس طرح ممکن ہے کہ دوسرے کے باپ کو کوئی گالی دے اور وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دے۔ اسی طرح یہ دوسرے کی ماں کو گالی دے تو وہ اس کی ماں کو گالی دے۔ (گویا اس طرح اس نے خود اپنے ماں باپ کو گالی۔)

(عن عبداللہ بن عمرؓ صحیحین)

والدین کی نافرمانی کی سزا:

ایک آدمی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں پنج گانہ نماز پڑھتا ہوں اور اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہوں اور رمضان کے روزے بھی رکھتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ان چیزوں پر رہے گا وہ نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ اس طرح پر ہوگا اور حضورؐ نے اس موقع پر دو انگلیاں جوڑ کر کھڑی کیں اور فرمایا۔ "جب تک کہ (یعنی بشرطیکہ) والدین کی نافرمانی نہ کی جائے۔"

(عن عمرو بن مرہ جہنیؓ)

○

وفات کے بعد والدین سے نیکی:

ابو اسید مالک بن ربیعہ ساعدیؓ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ اچانک قبیلہ بنی سلمہ کا ایک شخص آیا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا کوئی نیکی ایسی ہے جو میں اپنے والدین کے ساتھ ان کی وفات کے بعد کر سکوں۔

حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں چار قسم کی بھلائی ہو سکتی ہے۔

اول:۔ ان کے لئے دعا و استغفار کرنا۔

دوم:۔ ان کے عہد و پیمان کو پورا کرنا۔

سوئم:۔ احباب کی تعظیم و تکریم کرنا۔

چہارم:۔ صلہ رحمی کرنا۔

(ابوداؤد)

○

واپس جا کر والدین کی خدمت کرو:

عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاص سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ میں ہجرت اور جہاد پر آپ سے بیعت کرتا ہوں اور اجر اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے کہا۔ دونوں زندہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ سے اجر مانگتا ہے۔ اس نے کہا۔ "ہاں! یارسولؐ اللہ" آپؐ نے فرمایا کہ اپنے والدین کی خدمت میں واپس جا اور ان کی اچھی طرح خدمت کر۔

(مسلم)

○

تم اور تمہارا مال والدین کیلئے ہے:

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ میرے پاس مال ہے اور میرے ماں باپ کو میرے مال کی ضرورت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا مال اور تم اپنے والدین کے لئے ہو۔ بے شک تمہاری اولاد تمہاری پاک کمائی ہے۔ اس لئے تم اپنی اولاد کی کمائی سے بلا تکلف کھاؤ۔

(ابوداؤد)

بدزبان ماں کا بھی حق ادا کرو:

رسول اکرمؐ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ یارسولؐ اللہ میری ماں زندہ ہے۔ میں اس کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دیتا۔ اس پر بھی وہ اپنی بدزبانی سے مجھے ستاتی ہے۔ اب میں کیا کروں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اس کا حق ادا کرتا رہ۔ سو قسم ہے خدا کی اگر تو اپنا گوشت کاٹ کر اسے دے ڈالے۔ جب بھی اس کا چوتھائی حق ادا نہ ہوگا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ ماں کے قدموں کے نیچے بہشت ہے۔ یہ سن کر وہ بولا۔ خدا کی قسم اب میں اسے کچھ نہ کہوں گا۔ پھر اپنی ماں کے پاس آیا اور اس کے دونوں قدم چوم کر بولا۔ اے ماں رسولؐ خدا نے مجھے ایسا ہی حکم دیا ہے۔

(عثمان بن حسن، بدرۃ الناصحین)

○

بزرگوں کا ادب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وہ شخص ہمارے گروہ سے نہیں ہے۔ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بزرگوں کا ادب نہ کرے۔

(عن انسؓ، ترمذی)

○

بوڑھے مسلمان کی توہین:

تین آدمیوں کی توہین سوائے منافق کے کوئی نہیں کرتا۔ بوڑھے مسلمان کی، عالم کی اور امام عادل کی۔

(عن ابی امامہؓ، ترغیب و ترہیب)

○

بوڑھے شخص کی عزت کا اجر:

اگر کوئی جوان کسی بوڑھے شخص کی اس کی کبر سنی کی وجہ سے عزت کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس جوان کے بڑھاپے میں ایسا شخص پیدا کر دیتا ہے جو اس کی عزت کرے۔

(عن انسؓ، ترمذی)

○

حضورؐ کا ام ایمن کی عزت کرنا:

ام ایمن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ کی لونڈی تھی اور آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔ آپؐ ام ایمن کی بہت عزت کیا کرتے تھے اور ان کے مکان پر جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے:

"یہ میری ماں کے بعد دوسری ماں ہے۔"

○

حضورؐ کا اپنی والدہ ماجدہ کو یاد کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حقیقی والدہ سیدہ آمنہ سے بے حد محبت تھی جو بچپن ہی میں جبکہ حضورؐ کی عمر صرف چھ سال تھی، اس دنیا سے رخصت ہو گئی تھیں۔ جب وہ مقام ابواء پر فوت ہوئیں تو حضورؐ اس وقت بھی ان کے ساتھ سفر میں تھے۔

زمانہ نبوت میں جب کبھی آپؐ کو ادھر سے گزرنے کا اتفاق ہوتا تو آپؐ اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ بہت سے صحابہؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ حضورؐ والدہ

کی قبر کو دیکھ کر رو پڑے۔ حضورؐ کے رونے میں ایسا درد، ایسی رقت تھی کہ صحابہؓ تاب نہ لاسکے اور ان کی آنکھیں بھی آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔

اس کے بعد حضورؐ نے صحابہؓ کو بتایا کہ میں چھ سال کا تھا جب میری والدہ فوت ہوئی تھیں۔ وہ میرے والد کی قبر دیکھنے کے لئے یثرب تشریف لائیں۔ ام ایمن ساتھ تھیں۔ انیسہ نامی ایک لڑکی تھی جو ہمارے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ فلاں قلعہ کے اوپر ایک پرندہ آ بیٹھا کرتا تھا جسے ہم اڑایا کرتے تھے۔ فلاں مکان میں ہم ٹھہرتے تھے اور فلاں تالاب میں، میں تیرا کرتا تھا۔

○

حضورؐ کی حلیمہ سعدیہ سے محبت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضاعی والدہ حلیمہؓ سعدیہ سے بہت انس و محبت رکھتے تھے اور باوجود کم سنی کے ان کی ہر ممکن خدمت کے لئے تیار رہتے تھے۔ جب حضورؐ نے دیکھا کہ حلیمہؓ سعدیہ غریب ہیں تو وہ ان کی بکریاں چرانے کے لئے تیار ہو گئے اور حلیمہ سعدیہؓ کے منع کرنے کے باوجود ان کی بکریاں چراتے رہے حالانکہ اس وقت حضورؐ کی عمر زیادہ سے زیادہ پانچ سال تھی۔

○

حضورؐ کی حلیمہ سعدیہؓ کی سفارش قبول کرنا:

ایک دفعہ قبیلہ بنو سعد کے بہت سے مرد اور عورتیں جنگ میں اسیر ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ جب حلیمہ سعدیہؓ کو معلوم ہوا تو وہ ان کو چھڑانے کے لئے آئیں۔ حضورؐ اپنی رضاعی والدہ کو دیکھ کر استقبال کے لئے آگے بڑھے اور دریافت کیا:

"کیسے تشریف لائیں؟"

حلیمہ سعدیہؓ نے جواب میں کہا:

"بیٹا آپ نے اپنی خالاؤں کو اور پھوپھیوں کو قید کر لیا ہے۔ یہ کیا کیا؟"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اپنے اور قبیلہ قریش کے حصے کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور ظہر کے وقت باقی مسلمانوں سے بھی سفارش کرتے ہوئے فرمایا:

"میری رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہؓ ان قیدیوں کی رہائی کے لئے آئی ہیں۔ میں نے قریش کا حصہ تو آزاد کر دیا ہے، اب تم سے سفارش کرتا ہوں کہ تم بھی میری رضاعی والدہ کی قوم کو آزاد کر دو۔"

چنانچہ حضورؐ کے ارشاد پر بنو سعد کے سب قیدی رہا کر دیئے گئے۔ اس طرح جب بھی حضرت حلیمہ سعدیہؓ آپؐ کے پاس آتیں، آپؐ ان کا بہت احترام فرماتے۔ میری اماں کہہ کر اٹھ کھڑے ہوتے اور اپنی اوپر کی چادر اتار کر ان کے لئے نیچے بچھا دیتے۔

اولاد سے سلوک

بیٹے سے محبت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیمؑ جب پیدا ہوئے تو حضورؐ نے دودھ پلانے کے لیے انھیں اُمِ بُردہ خولہ کے سپرد کیا۔ وہ مدینے کی ایک نواحی بستی میں رہتی تھیں۔ حضورؐ اکثر وہاں جاتے، ابراہیم کو گود میں لیتے اور پیار کرتے۔

ابراہیم ابھی دودھ پیتے ہی تھے کہ بیمار ہوگئے۔ حضورؐ کو خبر ہوئی تو آپؐ انھیں دیکھنے گئے۔ اس وقت ابراہیم کی حالت خراب تھی، آخری دم تھا۔ حضورؐ نے انھیں گود میں لے لیا۔ بچّے کی حالت دیکھ کر آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

جب ابراہیم کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہؐ نے فرمایا:

"اے ابراہیم! ہم تمھاری موت سے غمگین ہیں۔ آنکھ روتی ہے، دل اُداس ہے لیکن ہم کوئی بات ایسی نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو جائے۔"

ابراہیم کو دفنانے اور قبر پر پانی چھڑکنے کے بعد رسول اللہؐ قبر کے سرہانے کھڑے ہوئے اور وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی۔ پھر آپؐ نے فرمایا:

"اے میرے بیٹے! قیامت کے دن جب تم سے سوال

ہو تو تم کہنا کہ اللہ میرا رب ہے، اسلام میرا دین ہے اور رسول اللہؐ میرے باپ ہیں۔"

یہ سُن کر صحابہؓ رونے لگے۔ ان میں حضرت عمرؓ بھی تھے روتے روتے اُن کی چیخیں نکل گئیں۔ اس پر رسول اللہؐ نے ان سے کہا:

"عمر! کیوں روتے ہو؟"

حضرت عمرؓ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہؐ! یہ آپؐ کا لڑکا ہے۔ ابھی تو یہ بڑا بھی نہیں ہوا تھا۔ اس نے کچھ کیا بھی نہ تھا۔ فرشتوں کا قلم بھی اس پر نہیں چلا تھا۔ یہ آپؐ جیسے شخص کی طرف سے توحید کی تلقین کا محتاج ہے، تب عمر کا کیا حال ہوگا جو بالغ ہے، فرشتوں کا قلم بھی اس پر چل چکا ہے اور آپؐ جیسا اس کو کوئی تلقین کرنے والا بھی نہیں ہے۔"

جس روز ابراہیمؓ کا انتقال ہوا اس دن سورج کو گہن لگ گیا تھا۔ بعض لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ ابراہیم کے انتقال کی وجہ سے سورج کو گہن لگا ہے۔ حضورؐ نے یہ سنا تو اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور فرمایا:

"سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ کسی کی موت یا زندگی سے ان کو گہن نہیں لگتا۔"

اولاد کا حق:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"جس کے اولاد ہو اس کو چاہیے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اچھی تربیت کرے۔ جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے اس لئے کہ اگر وہ بالغ ہو جائے اور اس کا نکاح نہ کیا جائے اور کوئی گناہ اس سے سرزد ہو تو اس کا گناہ اس کے باپ پر بھی ہو گا۔"

(عن عبداللہ بن عباسؓ، مشکوٰۃ)

اولاد کی پرورش اور خبر گیری:

آدمی کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ جن کی پرورش اور خبر گیری اس کے ذمہ ہے ان کی خبر گیری نہ کرے اور ان کو ضائع کر دے۔

(عن عبداللہ بن عمرؓ، ابوداؤد)

اولاد کے لئے بہترین عطیہ:

کسی باپ نے اپنی اولاد کو نیک ادب سے اچھا کوئی عطیہ نہیں دیا۔

(عن ایوب بن موسیٰ، ترمذی)

اولاد کو نماز کا حکم دو:

اپنی اولاد کو نماز کا حکم دیا کرو جب کہ وہ سات برس کے ہوں اور ترک نماز پر مارو۔ جب وہ دس برس کے ہو جائیں تو ان کو الگ سلایا کرو۔

(عن عمرو بن شعیبؓ، ترمذی)

بیٹی کا حق:

جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو پس وہ نہ اسے زندہ درگور کرے اور نہ ذلت کی حالت میں رکھے اور نہ اولاد نرینہ کو اس پر ترجیح دے تو خدا تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

(عن ابن عباسؓ، ابوداؤد)

کامل ترین ایمان والا:

سب سے کامل ایمان والا مومن وہ ہے جو خلق میں بہت اچھا اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ نرم ہو۔

(عن ابو ہریرہؓ، ترمذی)

اولاد کو ادب کی تعلیم:

اپنی اولاد کو ادب کی تعلیم دینا ایک صاع (تقریباً چار سیر) خیرات کرنے سے بہتر ہے۔

(عن جابر بن سمرہؓ، ترمذی)

○

دو لڑکیوں کی کفالت کرنے والا:

جو شخص دو لڑکیوں کا ان کے بالغ ہونے تک متکفل ہو تو قیامت کے روز میں اور وہ اس طرح آئیں گے اور آپ نے اپنی انگلیاں ملا کر دکھائیں۔

(عن انسؓ، مسلم)

○

سواری تو خوب ہے:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے حضرت حسنؓ کو (جو ابھی بچے ہی تھے) اپنے دوش مبارک پر سوار کئے تشریف لا رہے تھے۔ ایک شخص نے دیکھ کر کہا:

"واہ میاں صاحبزادے! سواری تو خوب ہے۔"

یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سوار بھی تو اچھا ہے۔"

○

حضورؐ کی حضرت حسنؓ سے محبت:

اہل بیت نبویؐ میں حضرت حسنؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت شکل میں سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو سب سے زیادہ چاہتے

تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ حضورؐ حالت سجدہ میں ہوتے اور حضرت حسنؓ اس وقت آجاتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سوار ہو جاتے۔ حضورؐ بھی سجدہ لمبا کر دیتے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ حضورؐ رکوع کی حالت میں ہوتے تو حضرت حسنؓ آپؐ کی ٹانگوں سے لپٹ جاتے حضور پاؤں پھیلا دیتے تاکہ وہ دوسری طرف جائیں۔

○

حضورؐ کا حضرت حسینؓ سے پیار:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضورؐ نے دیکھا کہ حضرت حسینؓ (جو کم سن تھے اور ابھی چلنا ہی سیکھے تھے) گرتے پڑتے ان کی طرف آ رہے ہیں۔ حضورؐ یہ کیفیت دیکھ کر منبر سے اتر آئے، حضرت حسینؓ کو اٹھایا اور انہیں منبر پر لا کر اپنے ساتھ بٹھالیا۔

○

حضورؐ کا حسینؓ کے ساتھی بچے سے پیار:

ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے۔ وہاں چند چھوٹے چھوٹے بچے کھیل کود میں مصروف تھے۔ حضورؐ نے ایک لڑکے کو گود میں اٹھا لیا اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ ایک صحابی پاس ہی کھڑے تھے۔ انہوں نے پوچھا:

"حضورؐ! یہ کس کا لڑکا ہے جس سے آپ اس قدر محبت کرتے ہیں؟" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ لڑکا ایک دن میرے حسینؓ کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اسکے پاؤں کی خاک اٹھا کر اس نے اپنی آنکھوں سے ملی۔ پس اس دن سے میں بھی اسے محبت کی نگاہ سے

دیکھنے لگا ہوں کیونکہ جو حسین سے محبت کرتا ہے، وہ مجھے بھی پیارا ہے۔"

○

حضورؐ کا سیدہ فاطمہ زہراؓ سے پیار:

سیدۃ النساء فاطمہ زہراؓ حضورؐ کی پیاری بیٹی تھیں جن کے متعلق حضورؐ نے ارشاد فرمایا تھا:

"فاطمہؓ میرے جسم کا پیارا ٹکڑا ہے جو اس کو ناراض کرے گا۔ وہ مجھے ناراض کرے گا۔"

سیدہ فاطمہؓ زہرا جب حضورؐ کے پاس آتیں تو حضورؐ اٹھ کر آگے بڑھتے، ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور مرحبا، مرحبا فرما کر ان کو اپنے پاس بٹھا لیتے اور جب کبھی حضورؐ بیٹی سے ملنے جاتے تو وہ بھی اسی طرح سے ملا کرتی تھیں۔ حضورؐ جب کسی سفر سے لوٹ کر آتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں مل کر اپنے گھر تشریف لاتے۔

مرض الموت میں حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور کان میں کچھ فرمایا تو وہ رونے لگیں۔ پھر ان کو بلایا اور کان میں کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے (جو پاس ہی موجود تھیں) بڑا تعجب کیا۔ ان سے رہا نہ گیا اور انہوں نے پوچھا:

"یہ کیا بات ہے؟ اس سے قبل میں نے ایک ہی وقت میں خوشی اور غمی (ہنسنے اور رونے) کا اجتماع نہیں دیکھا جیسا کہ اس موقع پر دیکھ رہی ہوں۔"

حضرت فاطمہؓ خاموش رہیں لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال فرما جانے کے بعد پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ان سے پوچھا:

"اس رونے اور ہنسنے کا سبب کیا تھا؟"

سیدہ فاطمہ زہراؓ نے جواب دیا:

پہلی مرتبہ آپؐ نے یہ فرمایا تھا کہ "میں اس مرض میں انتقال کر جاؤں گا۔" یہ سن کر میں رو پڑی پھر دوسری مرتبہ آپؐ نے یہ فرمایا تھا کہ "تو خاندان کے سب اشخاص سے پہلے مجھے ملے گی۔" یہ سن کر میں خوش ہو گئی تھی۔

○

حضورؐ کی اپنی آل کو صدقہ کھانے سے ممانعت:

ایک دفعہ حضرت حسینؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بیت المال کے صدقہ کی کھجوریں آئیں۔ حضرت حسینؓ اٹھے اور بھولپن سے ایک کھجور پکڑ کر منہ میں ڈال لی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پڑی تو فوراً اٹھے اور حضرت حسینؓ کے منہ میں انگلی ڈالتے ہوئے فرمایا:

"کخ کخ! کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہمارا خاندان صدقہ نہیں کھایا کرتا۔"

حضرت حسینؓ نے کھجور اگل دی اور اس کے بعد پھر کبھی کوئی چیز بھولپن سے بھی ہاتھ میں نہیں لی۔ حضورؐ یا والدین کچھ دیتے تو کھا لیتے ورنہ آنکھ اٹھا کر بھی کسی چیز کی طرف نہ دیکھتے۔

○

حضورؐ کی اپنی بیٹی کو حکیمانہ تلقین:

ایک دفعہ حضرت علیؓ کی طرف سے ایسا برتاؤ ہوا جو حضرت فاطمہؓ کو ناگوار گزرا۔ وہ ناراض ہو کر اپنے میکے آ گئیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

"بیٹی کیوں کر آئیں؟"

سیدہ فاطمہؓ نے سب کچھ سنایا کہ حضرت علیؓ نے مجھے یہ یہ کہا۔ اس لئے میں ناراض ہو کر آ گئی۔

"بیٹی! مناسب یہی ہے کہ تم فوراً علیؓ کے گھر چلی جاؤ اور ان سے معذرت چاہو۔ خدا کی قسم اگر آج تم مرجاؤ اور علیؓ تم پر ناراض ہو تو میں تمہارا جنازہ نہ پڑھوں گا۔"

پھر حضورؐ نے نرمی سے سمجھایا:

"وہ کون سے مرد عورت ہیں جن کے درمیان کوئی رنجش واقع نہ ہو اور یہ کیا ضروری ہے کہ مرد تمام کام عورت کی منشاء کے مطابق ہی کرے اور اپنی بیوی سے کچھ نہ کہے۔"

سیدہ فاطمہؓ اٹھیں اور اپنے گھر چلی گئیں لیکن جب حضرت علیؓ کو اس کا علم ہوا تو ان پر حضورؐ کے اس مصلحانہ جواب کا اس قدر اثر پڑا کہ انہوں نے قسم کھا کر کہا:

"اب میں کبھی بھی ایسا طرزِ عمل اختیار نہ کروں گا جس سے تمہیں تکلیف پہنچے یا جس سے تمہاری دل شکنی ہو۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضورؐ کی اس حکیمانہ تلقین و تعلیم سے حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ دونوں پر ایسا اثر ہوا کہ پھر ان میں کبھی رنجیدگی پیدا نہ ہوئی۔

حضرت اسماءؓ کو ہدایت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور ساتھی، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی اسماءؓ ایک مرتبہ حضورؐ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں:

"حضورؐ، میری ماں میرے پاس مدینے آئی ہیں اور مجھ سے کچھ روپے مانگ رہی ہیں۔ وہ مشرک ہیں۔ کیا ایسی حالت میں میں ان کی مدد کرسکتی ہوں؟"

حضورؐ نے فرمایا۔ "ہاں، اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔"

حضرت اسماءؓ کی شادی حضرت زبیر بن عوامؓ سے ہوئی تھی۔ غربت کی وجہ سے وہ ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں۔ حضورؐ نے دیکھا تو منع کیا اور فرمایا۔ "اگر تم ناپ تول کر اور گن گن کر خرچ کروگی تو اللہ بھی ناپ تول اور گن گن کر دے گا۔"

اس وقت سے انھوں نے یہ عادت چھوڑ دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی آمدنی بڑھ گئی اور پھر کبھی ان کا ہاتھ تنگ نہیں ہوا۔

ازواج مطہرات سے سلوک

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی ازواج سے محبت کروں' انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھوں اور جو رحمتیں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کی ہیں' ان میں سے ایک رحمت یہ ہے کہ اس نے میرے دل میں اپنی ازواج کے لئے محبت پیدا کردی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گوناگوں مصروفیتوں اور بھاری ذمہ داریوں کے باوجود روزانہ بعد عصر ہر ایک بیوی کے پاس اس کے مکان پر تشریف لے جاتے اور ان کی ضروریات معلوم کرتے۔ پھر بعد نماز مغرب سب سے ایک مختصر ملاقات فرماتے اور شب کو مساویانہ طور پر باری باری ہر ایک گھر میں استراحت فرمایا کرتے تھے۔ ہر بیوی کا مکان الگ الگ تھا اور سب مکان باہم پیوستہ تھے۔

فتح خیبر کے بعد حضورؐ نے ہر ایک بیوی کے لئے اسی وسق کھجور اور بیس وسق جو سالانہ مقرر کردیئے تھے۔ دودھ کے لئے ہر بیوی کو ایک ایک دودھ دینے والی اونٹنی ملا کرتی تھی۔ حضورؐ کھانے' پینے' گزارہ اور ملاقات وغیرہ جملہ امور میں ہر ایک بیوی کے ساتھ ایسے عدل و

انصاف اور مساویانہ سلوک سے پیش آیا کرتے تھے جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ حضر میں سب بیویوں کے ہاں روزانہ قیام کی باری مقرر تھی مگر سفر میں روانگی کے وقت قرعہ اندازی کی جاتی اور جس بیوی کا نام نکلتا، حضورؐ اس کو سفر میں ساتھ لے جاتے۔ اس طرح دوسری بیویوں کو اعتراض کا موقع نہ ملتا تھا۔

حضورؐ کی یہ عادت تھی کہ جب گھر میں داخل ہوتے تو خود السلام علیکم فرمایا کرتے اور رات کے وقت حضورؐ ایسی آہستگی سے سلام کہتے کہ بیوی جاگتی ہو تو سن لے اور سو گئی ہو تو جاگ نہ پڑے۔ آپؐ ان کی دلداری کا بڑا خیال رکھتے اور ان کے ساتھ شفقت و مہربانی اختیار کرتے۔ کام کاج میں بھی حسب موقع حضورؐ ہاتھ بٹاتے اور اگر کوئی کام وقت پر نہ ہوتا تو ناراض ہونے کی بجائے نرمی سے سمجھاتے۔ حضورؐ ان کے دکھ درد میں برابر کے شریک رہتے اور ان کی خوشی کے ساتھ اپنے خوشی کا اظہار فرماتے۔

○

حضورؐ کا حضرت خدیجہ کو یاد کرنا:

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے انتقال کے بعد ان کی بہن ہالہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئیں اور اذن کے قاعدے سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ ان کی آواز حضرت خدیجہؓ سے ملتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں آواز پڑی تو حضرت خدیجہ یاد آگئیں۔ آپؐ بے جھجک اٹھے اور فرمایا:

"ہالہ ہوں گی۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی موجود تھیں۔ انہوں نے کہا:

"یا رسولؐ اللہ! آپؐ کیا ایک بڑھیا کو یاد کرتے رہتے ہیں جو مر چکی ہیں اور اللہ نے

آپؐ کو ان سے اچھی بیویاں دی ہیں۔"

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عائشہ! ہرگز نہیں۔ جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انہوں نے تصدیق کی۔ جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں، جب میرا کوئی معین و مددگار نہ تھا، انہوں نے میری مدد کی۔"

○

تمہارا بھائی مجھے بھی پیارا ہے:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مبارکہ ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان سے ان کے بھائی معاویہؓ ملنے آئے۔ ان دونوں بہن بھائیوں کا آپس میں بہت پیار تھا۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:

"ام حبیبہؓ! کیا معاویہؓ تمہیں بہت پیارا ہے؟"

ام حبیبہؓ نے جواب میں کہا:

"ہاں حضورؐ! بھائی مجھے بہت پیارا ہے۔"

یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر یہ تمہیں بہت پیارا ہے تو مجھے بھی بہت پیارا ہے۔"

○

حضرت عائشہ صدیقہ کی دلداری:

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے (جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سب سے کم عمر تھیں) کسی برتن سے منہ لگا کر پانی پیا۔ جب وہ پانی پی چکیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی برتن کو اٹھایا اور اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیا جہاں سے

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پیا تھا۔

○

حضورؐ کا حضرت صفیہؓ کو خوش کرنا:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ کے پاس تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا:

"کیوں روتی ہو؟"

حضرت صفیہؓ نے جواب دیا:

"حضرت حفصہؓ نے مجھے طعن دیا ہے کہ تو یہودن ہے۔ ہم رسولؐ اللہ کی صرف بیویاں ہی نہیں بلکہ آپؐ کی برادری سے اور آپؐ کی ہم پلہ بھی ہیں۔"

یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"واہ! یہ رونے کی کونسی بات ہے۔ تم نے کیوں نہ یہ جواب دیا کہ میرا باپ ہارونؑ ہے اور میرا چچا موسیٰؑ ہے اور میرا شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے پھر مجھ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے؟"

اس بات سے حضرت صفیہؓ کا دل خوش ہو گیا۔ بعد ازاں حضورؐ نے حضرت حفصہؓ کو بھی منع فرمادیا کہ آئندہ ایسی بات کبھی نہ کہنا جس سے اس کا دل دکھے۔"

○

حضورؐ کا عائشہ صدیقہؓ کی ناراضی کو پہچاننا:

ایک دفعہ رسول اکرمؐ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہا:

"حمیرا! جب تم ناراض ہوتی ہو تو میں فوراً تمہارے غصے کو پہچان لیتا ہوں۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا:

"حضورؐ! میں نے تو کبھی آپ پر اپنے غصے کا اظہار نہیں ہونے دیا۔ پھر کس طرح آپؐ میری دلی کیفیت کو پہچان لیتے ہیں؟"

"یہی تو بات ہے کہ تم اگرچہ ناراضگی کا اظہار نہیں ہونے دیتیں مگر ہم پھر بھی پہچان لیتے ہیں۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا:

"قربان جاؤں! ذرا مجھے بھی تو بتایئے کہ آپ کو کس طرح میری ناراضگی کا پتا چل جاتا ہے؟"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

"عائشہ! جب تم مجھ سے راضی ہو اور قسم کا کوئی موقع آئے تو کہتی ہو۔ "مجھے محمدؐ کے رب کی قسم!" اور جب کسی وجہ سے ناراضگی ہو تو پھر یوں کہتی ہو کہ "مجھے ابراہیمؑ کے رب کی قسم!"

حضرت عائشہ صدیقہؓ ہنس پڑیں اور کہنے لگیں:

"واللہ! آپ نے خوب پہچانا۔"

○

حضورؐ کا عائشہ صدیقہ کو باپ کی مار سے بچانا:

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بات پر برہم ہو کر بلند آواز سے باتیں کر رہی تھیں کہ جناب ابوبکر صدیقؓ تشریف لے آئے۔ انہوں نے کہا۔

"تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چلا کر بولتی ہے!؟"

پھر انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو تھپڑ مارنا چاہا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آڑے آگئے اور انہیں بچالیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ غصے میں بھرے ہوئے باہر چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنستے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا:

"کیوں عائشہ! دیکھا کس طرح تم کو بچالیا؟"

چند روز کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو برہمی کی حالت بدل چکی تھی۔ انہوں نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! مجھ کو بھی صلح میں شریک کرلیجئے جیسے کہ اس موقع پر میں نے جنگ میں شرکت کی تھی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہاں، اور ہاں۔"

○

حضرت عائشہ صدیقہ کا حبشیوں کا تماشا دیکھنا:

حبشی اپنے پاس ایک چھوٹا سا نیزہ رکھتے تھے جس کو حراب کہا جاتا تھا۔ وہ گتکے اور پٹہ بازی کی طرح اس سے کھیلا کرتے تھے اور اس سے بازی گروں کی طرح مختلف قسم کے کرتب دکھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حبشی عید کے دن مسجد نبویؐ میں یہ تماشا دکھا رہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ تماشا دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے کھڑے ہوگئے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ دوش مبارک پر رخسار رکھ کر تماشا دیکھنے لگیں اور

دیر تک دیکھتی رہیں، یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا:

"کیوں عائشہ! ابھی تک تم سیر نہیں ہوئیں؟"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جواب دیا:

"نہیں۔"

حضورؐ خاموش رہے اور اس وقت تک کھڑے رہے جب تک کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ خود تھک کر وہاں سے ہٹ نہیں گئیں۔

جنت میں رفاقت کی شرط:

ایک دن حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہاں کسی نے تھوڑی سی کھجوریں بھجوائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کئی دنوں کے فاقے سے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بھی کئی دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ بھوک کے باوجود حضرت عائشہ صدیقہؓ نے وہ کھجوریں خود نہ کھائیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ چھوڑیں۔ حضورؐ گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے وہ کھجوریں آپؐ کی خدمت میں پیش کردیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھالیں۔ بعد میں خیال آیا تو حضورؐ نے پوچھا:

"عائشہ! تم نے بھی کچھ کھایا ہے؟"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا:

"یارسول اللہؐ! میرے لئے اپنے رب کی رضا کافی ہے۔"

حضورؐ سمجھ گئے کہ عائشہ صدیقہؓ نے کچھ نہیں کھایا۔ آپؐ کو بڑا افسوس ہوا۔ آپؐ نے فرمایا:

"عائشہ! تم نے کھا لی تھیں۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ مسکرائیں اور کہنے لگیں۔

"اللہ کے رسول نے کھا لیں تو میں نے کھا لیں۔"

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اے اللہ! عائشہ کو اس صبر کا اجر عطا فرما!"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا:

"حضور! میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت میں آپ کی بیوی بنائے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عائشہ! اگر جنت میں میری رفاقت مطلوب ہے تو پھر زاہدہ اور صابرہ بن جاؤ۔ کل کے لئے سالن خوراک جمع نہ کرو۔ جو زائد ہو اللہ کی راہ میں صدقہ دے دیا کرو۔"

○

ملعون چیز ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں تک کو برا کہنے سے منع فرماتے تھے۔ ایک بار سفر میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک اونٹ پر سوار تھیں۔ چلتے چلتے اونٹ کچھ تیزی سے چلنے لگا تو عام عورتوں کی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبان سے بھی فقرہ لعنت نکل گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور فرمایا:

"یہ اونٹ واپس کر دو۔ جس چیز پر لعنت کی گئی ہو وہ ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔"

(مسلم)

○

حضورؐ کا عائشہ صدیقہ کو لونڈی کا گانا سنوانا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ایک لونڈی کو لئے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس تشریف لائے۔ پھر پوچھا:

"عائشہ! تم اس کو پہچانتی ہو؟"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا:

"نہیں یا رسولؐ اللہ!"

حضورؐ نے فرمایا:

"یہ فلاں شخص کی لونڈی ہے۔ کیا تم اس کا گانا سننا چاہتی ہو؟"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنی مرضی ظاہر کی تو اس لونڈی نے گانا شروع کیا۔ وہ تھوڑی دیر تک گاتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گانا سن کر فرمایا:

"اس کے نتھنوں میں شیطان باجا بجاتا ہے۔"

(مسند احمد)

○

جب حضرت عائشہ صدیقہ کی آنکھ کھلی:

ایک شب حضرت عائشہ صدیقہؓ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر نہیں ہیں۔ آدھی رات گزر چکی تھی۔ ادھر ادھر ڈھونڈا لیکن حضورؐ کہیں دکھائی نہ دیئے۔ آخر حضرت عائشہ صدیقہؓ تلاش میں نکلیں اور تلاش کرتے ہوئے قبرستان پہنچ گئیں۔ وہاں دیکھا کہ حضورؐ دعا و استغفار میں مشغول ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ الٹے پاؤں

واپس گھر آ گئیں۔ صبح کو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا تو حضورؐ نے خوش طبعی سے فرمایا:

"ہاں! رات کو کالی کالی چیز سامنے جاتی معلوم ہوتی تھی۔ اب معلوم ہوا کہ وہ تم ہی تھیں۔"

(نسائی)

○

کیا عائشہؓ کی بھی دعوت ہے؟:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عجمی پڑوسی نے آپؐ کی دعوت کی۔ اس روز خانہ نبویؐ میں فاقہ تھا۔ حضورؐ نے یہ بات مروت اور لطف و اخلاق سے دور سمجھی کہ گھر میں فاقہ ہو اور بیوی کو بھوکا چھوڑ کر خود شکم سیری کرتے پھریں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا:

"عائشہ بھی ساتھ ہوں گی؟"

میزبان پڑوسی نے صرف ایک ہی آدمی کے لئے دعوت کا سامان کیا تھا' اس لئے اس نے کہا:

"نہیں۔"

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تو پھر میں بھی قبول نہیں کرتا۔"

میزبان دوبارہ آیا اور پھر یہی سوال جواب ہوئے اور وہ واپس چلا گیا۔ تیسری دفعہ کچھ سامان کر کے حاضر ہوا اور حضورؐ کو کھانے کی دعوت دی۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا:

"عائشہ کی بھی ہے؟"

میزبان نے عرض کیا:

"جی ہاں!"

اس پر آپ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اس کے گھر تشریف لے گئے۔

(صحیح مسلم)

○

جب حجرے میں بند قیدی بھاگ گیا:

ایک غزوے میں ایک قیدی گرفتار ہو کر آیا۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں بند تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ ادھر عورتوں سے باتیں کر رہی تھیں' ادھر وہ قیدی لوگوں کو غافل پا کر نکل بھاگا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو گھر میں قیدی کو نہ پایا۔ دریافت کیا تو واقعہ معلوم ہوا۔ حضورؐ نے غصے سے فرمایا:

"تمہارے ہاتھ کٹ جائیں۔"

پھر باہر نکل کر صحابہ کرامؓ کو خبر کی۔ صحابہ کرامؓ نے بھاگ دوڑ کر کے اس قیدی کو دوبارہ گرفتار کر لیا۔ قیدی کے دوبارہ گرفتار ہو جانے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اندر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے ہاتھوں کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا:

"عائشہ کیا کرتی ہو؟"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا:

"دیکھ رہی ہوں کہ کونسا ہاتھ کٹے گا!"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے متاثر ہوئے اور پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے لئے

دعا فرمائی۔

(مسند جلد ۶)

جب سوسمار کا گوشت تحفے میں آیا:

عربوں میں سوسمار یعنی گوہ کا گوشت کھانے کا عام رواج تھا مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک بار کسی نے سلد (گوہ) کا گوشت تحفے کے طور پر خدمت اقدس میں بھیجا مگر حضورؐ نے اسے تناول نہیں فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! محتاجوں کو نہ کھلادیں؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عائشہ! جس چیز کو تم آپ کھانا پسند نہ کرو، وہ دوسروں کو بھی نہ کھلاؤ۔"

(مسند جلد ۶)

جب بکری آٹا کھا گئی:

ایک دفعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے ہاتھ سے آٹا پیسا اور اس کی ٹکیاں پکائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے اور آتے ہی نماز میں مشغول ہوگئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ذرا آنکھ لگ گئی۔ ایک ہمسایہ کی بکری آئی اور ان ٹکیوں کو کھا گئی جو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے نہایت محنت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اٹھ کر بکری کو مارنے دوڑیں۔ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے انہیں روکتے ہوئے فرمایا:

"عائشہؓ! ہمسائے کو تکلیف نہ دو۔"

(ادب المفرد بخاری)
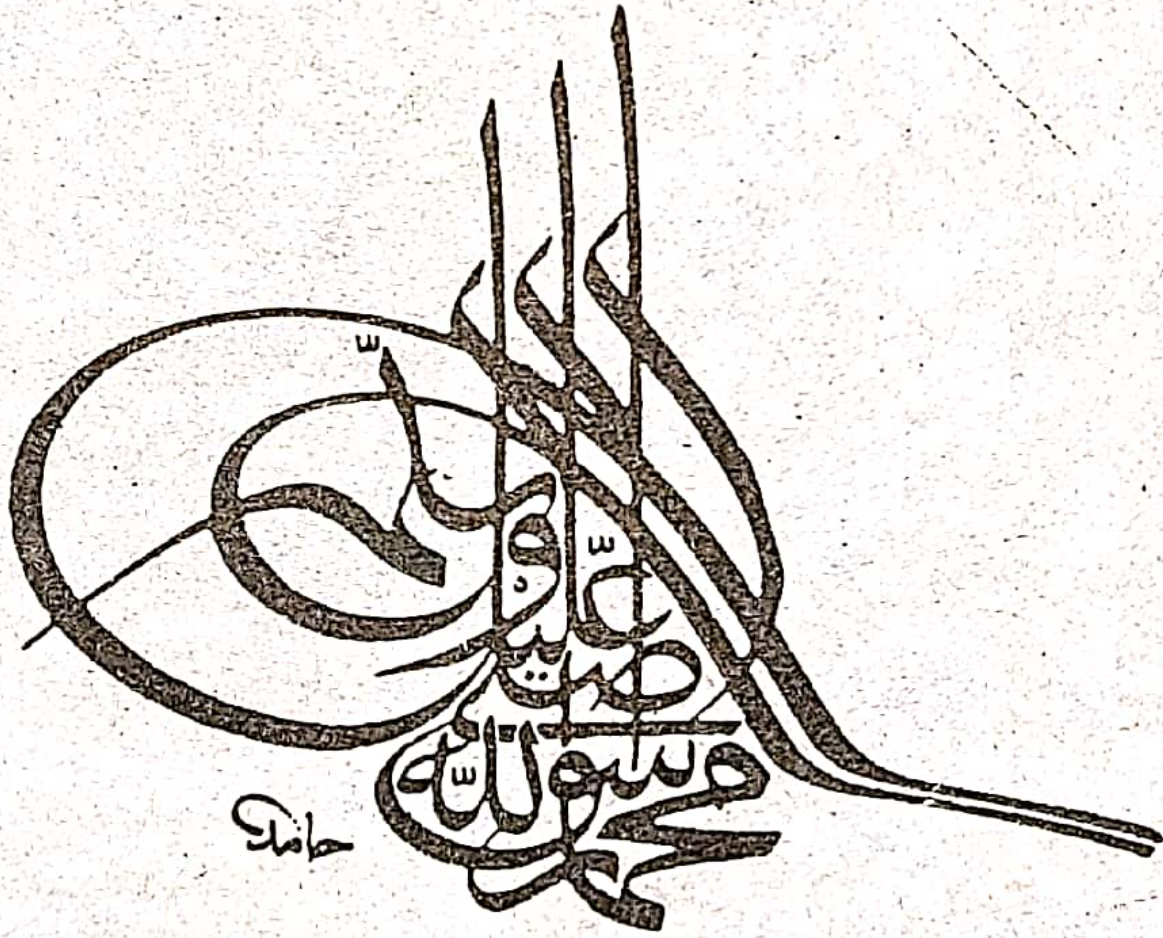
صدق و دیانت

جھوٹ کی بدبو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتے اس سے میل بھر (کوس بھر) دور چلے جاتے ہیں۔

(عن ابن عمرؓ، ترمذی)

○

سچ بولو اور جھوٹ سے بچو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچائی کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ سچ بولنا نیکی کو پہنچاتا ہے اور نیکی بہشت میں پہنچاتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا اور سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا کے نزدیک بڑا سچا لکھا جاتا ہے۔ (صدیق کا درجہ پاتا ہے) اور جھوٹ سے بچو کہ جھوٹ نافرمانی (فسق و فجور) کا راستہ دکھاتا ہے اور نافرمانی دوزخ میں پہنچاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا کے نزدیک بڑا جھوٹا (کذاب) لکھا جاتا ہے۔

(عن عبداللہ بن مسعودؓ صحیحین)

○

مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا مومن بزدل بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا ہاں ہو سکتا ہے۔ پھر آپؐ سے پوچھا گیا کہ مومن بخیل بھی ہو سکتا ہے۔ فرمایا ہاں ہو سکتا ہے پھر پوچھا گیا کہ مومن کبھی جھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔ فرمایا "نہیں۔"

(عن صفوان بن سلیمؓ مشکوٰۃ)

○

سب سے بڑی خیانت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے جھوٹی بات اس طریقے سے بیان کرو کہ وہ اس کو سچ سمجھے۔

(عن سفیان بن سعدؓ ادب المفرد)

○

جھوٹ بولنے سے رزق گھٹتا ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ بولنے سے رزق گھٹ جاتا ہے۔

(عن ابوہریرہؓ بخاری و مسلم)

○

بات کو بلا تحقیق آگے بیان کرنا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کو جھوٹا بنانے کے لئے یہی کافی ہے کہ

جو کچھ کسی سے سنے اسے بے تحقیق دوسروں کے آگے بیان کردے۔

(عن ابوہریرہؓ، مسلم)

○

منافق کی تین نشانیاں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ اگرچہ وہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ میں مسلمان ہوں کہ جب وہ بات کرے تو اس میں جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو اسے ایفا نہ کرے اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو بددیانتی کرے۔

○

مومن جھوٹا اور خائن نہیں ہوسکتا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن میں تمام خصائل پیدا ہوسکتے ہیں سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔

(عن انسؓ، مشکواۃ)

○

خیانت کے بدلے خیانت نہ کرو:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تمہارے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کرو اور جو تم سے خیانت کرے تم اس سے خیانت نہ کرو۔

○

جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا شاید ہی کوئی خطبہ ایسا ہو جس میں آپ نے یہ نہ فرمایا ہو کہ جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جسکا عہد مضبوط نہیں اس کا دین نہیں۔

○

اللہ کی راہ میں خیانت کرنے والا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کو معلوم ہو کہ کسی شخص نے اللہ کی راہ میں خیانت کی تو اس کا اسباب جلا دو اور اس کو مارو۔

○

جب امانت ضائع ہونے لگے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امانت ضائع کی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا چاہیے۔ کسی نے عرض کی اس کے ضائع کرنے کی صورت کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جب حکومت نالائق کے سپرد کی جائے۔

○

چھ چیزیں جنت کی ضمانت ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ چیزوں کی تم ضمانت دو میں تمہارے لئے جنت کی ضمانت کرتا ہوں۔ جب کوئی بات کہو سچ کہو اور جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو۔ اگر تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اس کو ادا کرو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور آنکھیں نیچی رکھو اور ہاتھوں کو روکو (برے کاموں سے۔)

○

عیب دار چیز کا فروخت کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عیب دار چیز فروخت کرے اور اس کے عیب کو ظاہر نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں مبتلا رہتا ہے یا یہ کہ فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

(عن واثلہ بن اسقع، مشکوٰۃ)

○

کم تولنا اور کم ماپنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماپنے اور تولنے والوں سے فرمایا کہ تم دو ایسی باتوں کے متولی بنائے گئے ہو جن کی وجہ سے (یعنی بے ایمانی کے سبب سے) پہلی امتیں ہلاک ہوئیں۔

○

خیانت اور بے ایمانی سے پرہیز کرو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کپڑے کی قیمت اور سینے والے کی اجرت ادا کر دو اور خیانت اور بے ایمانی سے پرہیز کرو کہ یہ قیامت کے دن خیانت کرنے والوں کے لئے عار کا باعث ہوگی۔

○

خائن کی پردہ پوشی بھی خیانت ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص خائن کی پردہ پوشی کرے۔ وہ بھی اسی کی مثل ہے۔

حضورؐ کی دیانت و امانت کو سب مانتے تھے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن بھی حضورؐ کی صداقت' دیانت اور امانت کے قائل تھے۔ انہی اوصاف کی بدولت تمام قوم نے حضورؐ کو "صادق" اور "امین" کا خطاب دے رکھا تھا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلائیں تو حضورؐ ایک روز کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور بہ آواز بلند تمام قبائل قریش کو بلایا۔ جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو حضورؐ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے کے لئے آ رہا ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کر لو گے؟"

اس پر سب نے بیک زبان کہا:

"بے شک ہم یقین کر لیں گے کیونکہ ہم نے آج تک تمہیں جھوٹ بولتے نہ کبھی سنا' نہ کبھی دیکھا۔"

○

اے محمدؐ! ہم تمہیں جھوٹا نہیں کہتے:

ابوجہل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا۔ جب حضورؐ کہیں تبلیغ کے لئے جاتے تو وہ پیچھے پیچھے جاتا اور چلا چلا کر لوگوں سے کہتا:

"یہ صابی ہے' اس کی باتوں پر دھیان نہ دینا ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔"

عکاظ کے میلے میں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو ابوجہل نے طیش میں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخِ انور پر طمانچہ مار دیا

تھا جس پر حضورؐ نے نہایت صبر سے کام لیتے ہوئے خاموشی اختیار کی تھی اور وہاں سے چلے آئے تھے۔

یہی دشمن اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید عداوت رکھنے کے باوجود حضورؐ کی صداقت و دیانت کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا تھا:

"اے محمدؐ! ہم تمہیں جھوٹا نہیں کہتے لیکن جو کچھ تم لائے ہو' اس سے ہم انکار کرتے ہیں۔"

○

ان کا چہرہ دروغ گو کا چہرہ نہیں:

حضرت عبداللہ بن سلام ابھی ایمان نہ لائے تھے۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سن تو رکھا تھا کہ مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مگر انہوں نے حضورؐ کو دیکھا نہ تھا۔ پھر جب دیکھا تو وہ فوراً پکار اٹھے:

"ان کا چہرہ دروغ گو کا چہرہ نہیں۔"

○

محمدؐ جھوٹ نہیں بولتا:

ایک روز قریش مکہ نے باہمی مشورے کے بعد اپنے سردار قوم عتبہ بن ربیعہ کو (جو حضرت امیر معاویہ کی والدہ ہند کا باپ تھا) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے حضورؐ سے کہا:

"اے برادر زادے! اس نئے دین سے اگر آپ کا مقصود مال ہے تو ہم آپ کے لئے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ آپ ہم سب سے زیادہ مالدار بن جائیں۔ اگر اس سے ہم پر شرف

مقصود ہے تو ہم آپ کو اپنا سردار بنالیتے ہیں۔ پھر ہم آپ کے مشورے اور اجازت کے بغیر کوئی کام نہ کیا کریں گے۔ اگر آپ کو بادشاہی مطلوب ہے تو ہم آپؐ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں۔ اگر ہم آپؐ سے اس جن کو نہ روک سکیں جو آپ کے پاس آتا ہے تو آپ کا علاج کرائیں گے اور علاج میں اپنا خرچ کریں گے یہاں تک کہ وہ جن بھاگ جائے۔"

حضورؐ نے عتبہ بن ربیعہ کی ساری باتیں سن کر پوچھا:

"اے ابوالولید! کیا تو کہہ چکا جو کہنا تھا؟"

عتبہ نے جواب دیا:

"ہاں!"

عتبہ بن ربیعہ کی بات کے جواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ حم السجدہ پڑھنی شروع کی۔ جب حضور آیت **"فان اعرضوا"** پر پہنچے تو عتبہ نے حضورؐ کے منہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"آپ کو قرابت کی قسم! آگے نہ پڑھیں۔"

اس کے بعد عتبہ نے واپس جا کر قریش سے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا:

"محمدؐ نے مجھے قرآن سنایا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا:

(ترجمہ) اگر وہ منہ پھیریں تو کہہ دیجئے کہ میں نے تمہیں ایک کڑاکے سے ڈرایا ہے جیسا کہ عاد و ثمود پر آیا تھا۔

تو میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور قرابت کی قسم دے کر کہا بس آگے نہ پڑھئے۔ تمہیں معلوم ہے کہ محمد جب کچھ کہہ دیتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا۔ اس لئے میں ڈر گیا کہ کہیں تم پر وہ عذاب نازل نہ ہو جائے جس سے اس نے ڈرایا تھا۔"

علیؓ! امانتیں واپس کر کے آنا:

کفار مکہ مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے۔ جب ان کے ظلم بہت بڑھ گئے تو اللہ پاک نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ مکہ چھوڑ کر مدینے چلے جائیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے جانے کی تیاریاں کر ہی رہے تھے کہ ایک رات کافروں نے حضورؐ کے مکان کو گھیر لیا۔ ان کا ارادہ تھا کہ جب حضورؐ صبح کی نماز کے لئے باہر نکلیں گے تو وہ ایک دم حضورؐ پر حملہ کر دیں گے۔

ادھر کافروں نے یہ ارادہ کیا' ادھر اللہ پاک نے حضورؐ کو کافروں کے اس ارادے کی خبر دے دی اور حکم دیا کہ آپؐ اسی رات مکے سے نکل جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ملنے پر حضورؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

"اے علیؓ! تم چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو جاؤ۔ جن کافروں نے ہمارے پاس امانتیں رکھی ہیں' دن نکلتے ہی ان کی امانتیں انہیں واپس کر دینا' اور پھر تم بھی مدینے چلے آنا۔"

حقیقت یہ تھی کہ حضورؐ کی اتنی مخالفت کرنے اور حضورؐ اور حضورؐ کے ساتھیوں کو طرح طرح سے تنگ کرنے اور ستانے کے باوجود کفار مکہ اپنی امانتیں حضورؐ ہی کے پاس رکھواتے تھے' اس لئے کہ حضورؐ کو اللہ کا رسول نہ ماننے کے باوجود انہیں حضورؐ کے امین اور دیانت دار ہونے میں کسی قسم کا شک نہ تھا اور لوگ اپنا روپیہ پیسہ وغیرہ لا کر حضورؐ ہی کے پاس امانت رکھواتے تھے۔ چنانچہ اس رات بھی جبکہ ابوجہل کے مشورے سے ہر قبیلے سے ایک ایک جوان لے کر' تمام جوانوں کو ننگی تلواروں کے ساتھ حضورؐ کے گھر کے باہر متعین کر دیا گیا تھا' حضورؐ کے ہاں بہت سے کافروں کی امانتیں پڑی تھیں اور حضورؐ نے حضرت علیؓ کو

انہی امانتوں کے بارے میں تاکید کی تھی کہ انہیں ان کے مالکوں کو واپس کر دینا۔

حضرت علیؓ بے خوف ہو کر حضورؐ کے بستر پر لیٹ گئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل گئے۔ اللہ کے حکم سے کسی بھی کافر کو حضورؐ کے باہر جانے کا پتا نہ چلا۔

کافر باہر کھڑے صبح تک انتظار کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو وہ اندر آئے اور جب بستر پر حضورؐ کی جگہ حضرت علیؓ کو دیکھا تو سر پیٹ کر رہ گئے۔ حضرت علیؓ نے چند دن مکے میں ٹھہر کر لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور پھر مدینے چلے گئے۔

○

غلہ اندر سے گیلا کیوں ہے؟:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غلے کے ایک ڈھیر پر سے گزرے۔ حضورؐ نے اس ڈھیر میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو آپؐ کی انگلیوں کو کچھ تری محسوس ہوئی۔ حضورؐ نے غلے کے مالک سے پوچھا:

"اندر غلہ گیلا ہے۔ یہ کیا بات ہے؟"

اس نے جواب دیا:

"یا رسولؐ اللہ! اس پر کچھ بارش ہو گئی تھی۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"تو نے اس بھیگے ہوئے غلے کو اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ دیکھتے اور جان لیتے۔ یاد رکھو جو شخص دھوکا دے، وہ میرے طریقے پر نہیں۔"

○

قیصر روم کے دربار میں ابو سفیانؓ کی گواہی:

ابوسفیانؓ حالت کفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے۔ حضورؐ نے اپنے خطوط کے ذریعے سے اپنے زمانے کے مختلف فرماں رواؤں کو دعوت اسلام دی تھی۔ ان میں سے ایک خط قیصر روم کے نام تھا۔ جو قیصر روم کو اس وقت پہنچا جب وہ بیت المقدس میں تھا۔ ابوسفیان اس وقت تجارت کی غرض سے غزہ گئے ہوئے تھے۔ قیصر روم نے حکم دیا تھا کہ اس مدعی نبوت کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ملے تو لے آؤ چنانچہ ابوسفیانؓ اور ان کے ساتھیوں کو قیصر روم کے پاس لے جایا گیا۔ وہاں قیصر روم اور ابوسفیان کے درمیان جو مکالمہ ہوا' اس میں علاوہ اور باتوں کے قیصر روم نے یہ بھی پوچھا:

"کیا تم نے اس مدعی نبوت کو دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی دروغ گو بھی پایا ہے؟"

تو ابوسفیانؓ نے جواب دیا:

"نہیں!"

گویا آپؐ کی راست گوئی کا سکہ آپؐ کے بدترین دشمنوں کے دلوں پر بھی ایسا بیٹھا ہوا تھا کہ انہیں اس سے انکار کرنے کی جرات ہی نہیں ہوتی تھی۔

○

ہم نے اونٹ ناواقف آدمی کو دے دیا:

طارق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جب اسلام عرب میں پھیلنا شروع ہوا تو ایک دفعہ ہمارے قبیلے کے چند لوگ جن میں' میں بھی شامل تھا' مدینہ سے کھجوریں خریدنے گئے اور ستانے کے لئے شہر سے باہر ٹھہر گئے۔ اتنے میں شہر کی طرف سے ایک شخص آیا جس کا لباس دو پرانی سفید چادروں پر مشتمل تھا۔ اس نے سلام کے بعد ہم سے پوچھا۔

"آپ لوگ کدھر سے آئے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں؟"

ہم نے جواب دیا:

"ہم ربذہ سے مدینہ کی کھجوریں خریدنے آئے ہیں۔"

ہمارے پاس ایک سرخ اونٹ تھا جس کو مہار ڈالی ہوئی تھی۔ اس شخص نے ہم سے کہا:

"یہ اونٹ بیچتے ہو؟"

ہم نے کہا:

"ہاں! کھجوروں کی اتنی مقدار کے عوض ہم دے دیں گے۔"

اس شخص نے اونٹ کی مہار پکڑی اور شہر کے اندر چلا گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد ہمیں خیال آیا کہ ہم نے اپنا اونٹ ایک ایسے آدمی کو دے دیا ہے جسے ہم جانتے تک نہیں۔ اب ہم اونٹ کی واپسی یا اس کی قیمت کی وصولی کا کیا انتظام کریں۔

ابھی ہم اسی فکر میں تھے کہ شہر سے ایک اور آدمی کھجوروں کی کثیر مقدار لے کر آیا اور ہم سے کہنے لگا:

"مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے۔ اپنے اونٹ کی قیمت کے برابر کھجوریں تول کر پوری کرلو۔ باقی تمہاری ضیافت کے لئے ہیں' کھاؤ پیو۔"

ہم کھاپی کر شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہ پہلا شخص مسجد کے منبر پر کھڑا خطبہ دے رہا تھا۔۔۔اور یہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

○

حیاء داری

حضورؐ حیاء کا مکمل نمونہ تھے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیا کا مکمل نمونہ تھے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیاء دار تھے جو پردہ میں بیٹھی رہتی ہو۔ جب حضورؐ کسی ناگوار بات کو دیکھتے تو ہم اسے آپؐ کے چہرہ مبارک سے معلوم کرلیتے تھے۔ کیونکہ اس کا اثر آپ کے چہرہ مبارک پر ظاہر ہو جاتا تھا، یعنی غایت حیاء کے سبب سے حضورؐ اپنی کراہت کی تصریح نہ فرماتے تھے ہم اسکے آثار چہرہ انور میں پاتے تھے۔

○

حیاء ایمان کی علامت ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

حیاء ایمان کی علامت ہے اور ایمان جنت کا ذریعہ ہے اور بے حیائی گندگی ہے اور گندگی دوزخ کا موجب ہے۔

(عن ابی بکرہؓ، مشکوٰۃ)

○

حیاء سے زینت بڑھتی ہے:

جس چیز میں فحش ہوتا ہے اسے عیب لگاتا ہے اور جس چیز میں حیا ہوتی ہے اس کی زینت بڑھاتی ہے۔

(عن انسؓ، مشکواۃ)

○

حیاء اور بھلائی:

حیا سے صرف بھلائی ہی حاصل ہوتی ہے۔

(عن عمران بن حصینؓ، مشکواۃ)

○

حیاء ایمان کی شاخ ہے:

ایمان کی ساٹھ یا ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے افضل کلمہ لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور ان میں سب سے ادنیٰ دکھ دینے والی چیز کو راہ سے دور کرنا ہے اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

(عن ابو ہریرۃؓ، صحیحین)

○

حیاء اسلام کی صفت ہے:

ہر ایک دین کی ایک صفت ہوتی ہے اور اسلام کی صفت حیا ہے۔

(عن زید بن طلحہؓ، موطا)

○

حیاء اور ایمان کا ساتھ:

حیا اور ایمان دونوں باہم ملے ہوئے ہیں۔ جب ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

(عن عبداللہ بن عمرؓ، مشکواۃ)

○

جب حیا نہ رہے:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء سابقین کی باتوں میں سے جو بات لوگوں نے پائی ہے وہ یہ ہے کہ جب ہم میں حیا نہ رہے تو جو چاہے سو کرو۔

(بخاری)

○

حضورؐ کی بچپن میں حیاداری:

جب کعبہ کی تعمیر ہونے لگی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کم سن تھے۔ تمام شرفائے مکہ اور ان کے بچے اس کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے چچا حضرت عباسؓ کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے۔ حضرت عباسؓ نے آپؐ سے فرمایا:

"اپنا تہبند کھول کر گردن پر رکھ لو تاکہ پتھر کی خراش نہ لگے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند کھولا ہی تھا کہ دفعتاً بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے:

"میرا تہبند! میرا تہبند!"

لوگوں نے آگے بڑھ کر تہبند آپؐ کی کمر سے باندھ دیا۔

○

حضورؐ کا اندازِ ناپسندیدگی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کسی کی کوئی بات ناپسند ہوتی تھی تو اول تو حضورؐ اسے برداشت کرلیتے تھے یا چہرے پر اثر دیکھ کر ناپسندیدہ حرکت کرنے والا سمجھ جاتا تھا یا دوسرے صحابہؓ اس کو سمجھادیتے تھے مگراس شخص کا نام لے کر کبھی منع نہ فرماتے تھے۔ بعض اوقات حضورؐ دوسروں سے کہہ دیا کرتے تھے کہ فلاں شخص کو سمجھادو کہ ایسی حرکت نہ کیا کرے اور بعض اوقات حضورؐ خود بھی سمجھادیا کرتے تھے مگراس طرح کہ غلط حرکت کرنے والے کی تذلیل نہ ہو۔ اس کا طریقہ بالعموم یہ ہوتا تھا کہ حضورؐ وقت ٹال کر عام خطاب کردیا کرتے تھے کہ فلاں حرکت نامناسب اور ناشائستہ ہے یا فلاں فلاں کام نہیں کرنا چاہیے۔

○

کسی کے اعتراف قصور پر حضورؐ کا عمل:

جب کوئی خطاکار شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے معافی کا خواستگار ہوتا تھا تو حضورؐ شرم سے گردن مبارک جھکا لیتے تھے۔

○

حضورؐ کا ننگے نہانے سے منع کرنا:

عرب میں اور ممالک کی طرح شرم وحیا کا بہت کم لحاظ تھا۔ ننگے نہانا عام بات تھی بلکہ

حرم کعبہ کا طواف بھی عرب ننگے ہو کر کرتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات طبعاً سخت ناپسند تھی۔ ایک بار حضورؐ نے فرمایا:

"حمام سے پرہیز کرو۔"

لوگوں نے عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! حمام میں نہانے سے میل چھوٹتا ہے اور بیماری میں افاقہ ہوتا ہے۔"

اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"نہاؤ تو پردہ کرلیا کرو۔"

عرب میں حمام نہ تھے لیکن شام و عراق کے جو شہر عرب کی سرحد سے ملے ہوئے تھے وہاں کثرت سے حمام تھے۔ چنانچہ حضورؐ نے فرمایا:

"تم جب عجم فتح کروگے تو وہاں حمام ملیں گے۔ ان میں جانا تو چادر کے ساتھ جانا۔"

○

عورت کا کسی اور گھر میں کپڑے اتارنا:

ایک دفعہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں حمص کی چند عورتیں آئیں۔ حضرت ام سلمہؓ نے ان سے پوچھا:

"کیا تمہارے ہاں عورتیں حمام میں نہاتی ہیں؟"

ان عورتوں نے کسی قدر حیرانی سے کہا:

"کیا حمام بری چیز ہے؟"

حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو عورت اپنے گھر کے سوا کسی

گھر میں کپڑے اتارتی ہے' خدا تعالیٰ اس کی پردہ دری کرتا ہے۔"

○

رفع حاجت کے لئے حضورؐ کا معمول:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ رفع حاجت کے لئے باہر جاتے تو شہر سے اس قدر دور نکل جاتے تھے کہ نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے تھے۔

○

رفع حاجت کے لئے آمنے سامنے بیٹھنے کی ممانعت:

دورِ جاہلیت میں عربوں کا معمول یہ تھا کہ وہ لوگ رفع حاجت کے لئے میدانوں میں جا کر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ جاتے تھے اور باتیں کرتے رہتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس حرکت سے منع فرمایا اور تنبیہہ کی کہ اس سے خدا ناراض ہوتا ہے۔

○

طعن و تشنیع شرم و حیا کے خلاف ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی پر طعن و تشنیع نہیں فرماتے تھے کیونکہ حضورؐ کے نزدیک ایسا کرنا بھی شرم و حیا کے خلاف تھا۔ حضورؐ بازار سے گزرتے تو نظریں جھکا کر اور نہایت خاموشی کے ساتھ گزرتے۔ حضورؐ قہقہہ لگا کر کبھی نہیں ہنستے تھے۔ ہنسی کے موقع پر بھی حضورؐ اکثر تبسم زیر لب ہی پر اکتفا فرماتے تھے۔

○

حضورؐ کی عورتوں سے پردے کے ساتھ بیعت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری زندگی کسی ایسی عورت کو نہیں چھوا جس کے آپؐ مالک نہ ہوں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ سے تو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت لیا کرتے تھے مگر حضورؐ نے عورتوں سے کبھی ایسی بیعت نہیں لی۔ وہ ہمیشہ حضورؐ سے پردہ کرتیں اور پردے ہی میں بیعت ہوا کرتی۔

فتح مکہ کے دن جب بہت سی عورتوں نے بیعت کرلی تو کچھ عورتیں ایسی رہ گئیں جو اس وقت بیعت نہ کر سکی تھیں۔ وہ بعد میں جمع ہو کر آئیں اور کہنے لگیں:

"حضورؐ! ہاتھ دیجئے کہ ہم آپؐ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھیں۔"

ان عورتوں نے یہی سمجھا تھا کہ جس طرح حضورؐ مردوں کے ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت لیتے ہیں، اسی طرح ان سے بھی لیں گے۔ مگر حضورؐ نے فرمایا:

"میں عورتوں کے ہاتھ پر ہاتھ نہیں دیا کرتا۔"

چنانچہ حضورؐ نے نہ تو ان عورتوں کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور نہ انہیں سامنے آنے کا حکم دیا بلکہ پس پردہ ہی ان سے بیعت لی اور پردے ہی میں ان سے چند باتوں کا عہد لیا۔

ابن کثیر نے عورتوں کی بیعت کی یہ صورت بھی نقل کی ہے کہ حضورؐ ایک چادر کا سرا اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے تھے اور اس کا دوسرا سرا عورتوں کی طرف پھینک دیتے تھے۔ عورتیں اسی کو تھام لیتیں۔

یتیموں، مسکینوں اور غلاموں پر شفقت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں پر خصوصیت کے ساتھ شفقت فرماتے تھے۔ حضورؐ فرماتے تھے۔

"یہ تمہارے بھائی ہیں۔ جو خود کھاتے ہو، ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنتے ہو، ان کو پہناؤ۔"

حضورؐ نے غلاموں کے آزاد کرنے کو موجب نجات فرمایا ہے۔ چنانچہ حضورؐ کا ارشاد ہے:

"جو کوئی کسی مسلمان غلام کو آزاد کرتا ہے، اس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کا ایک عضو دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے۔"

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں جو غلام آتے، ان کو آپؐ ہمیشہ آزاد فرمادیتے تھے لیکن وہ حضورؐ کے احسان و کرم کی زنجیر سے آزاد نہیں ہوسکتے تھے اور ماں، باپ، قبیلہ، رشتہ سب کو چھوڑ کر عمر بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو سب سے بڑا شرف

جانتے تھے۔

○

خادم کو ساتھ بٹھا کر کھلاؤ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کرتا ہے اور اس نے آگ کی گرمی اور دھوئیں کی تکلیف برداشت کی ہو تو چاہیے کہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائے اور کھانا بہت کم ہو تو اس میں سے خادم کے ہاتھ پر ایک دو لقمے رکھ دے۔

(عن ابو ہریرہؓ، مسلم)

○

غلاموں کے ساتھ اچھا برتاؤ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلاموں کے ساتھ خوش خلقی کا برتاؤ کرنا برکت کا باعث ہے اور بد خلقی کا برتاؤ بے برکتی کا موجب۔

(عن رافع بن کیثؓ، ابوداؤد)

○

غلام پر تہمت نہ لگاؤ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام پر ایسی بات کی تہمت لگائے۔ جو اس میں نہیں ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس پر حد جاری کرے گا۔ بجز اس کے کہ وہ فی الواقع ایسا ہی ہو جیسا اسے کہا گیا ہے۔

(عن ابو ہریرہؓ، ترمذی)

غلام تمہارے بھائی ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ پس جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو جو کھانا خود کھائے۔ اس میں سے اسے کھلائے اور جو کپڑا خود پہنے وہی اسے پہنائے اور ایسی مشقت نہ لے جو اس کی طاقت سے باہر ہو اور اگر اس کی طاقت سے بڑھ کر کام لے تو اس میں اس کی مدد کرے۔

(عن ابوذرؓ، صحیحین)

○

بیواؤں اور مسکینوں کا حق:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیواؤں اور مسکینوں کے حق میں کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا یا دن میں ہمیشہ روزہ رکھنے والا اور شب بیداری کرنے والا۔

(عن ابو ہریرۃؓ، صحیحین)

○

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے والا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص محض اللہ کے لئے یتیم کے سر پر مہربانی سے ہاتھ پھیرے گا تو ہر بال کے عوض اس کے لئے بھلائی ہوگی اور دو انگلیاں کھڑی کر کے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جو یتیم کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے گا میں اور وہ اسی طرح بہشت میں داخل ہوں گے، جیسے یہ انگلیاں۔

(عن ابی امامہؓ، مشکواۃ)

○

یتیم کی عزت کرنے والا گھر:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب گھروں میں محبوب تر وہ ہے، جس میں یتیم کی عزت کی جاتی ہے۔

(عن ابن عمرؓ، مشکواۃ)

○

مالدار یتیم کا متولی:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مال دار یتیم کا متولی ہو اسے چاہئے کہ اس کے مال سے تجارت کرے تاکہ وہ صدقہ ہی میں ختم نہ ہو جائے۔

(عن عمرو بن شعیبؓ، ترمذی)

○

یتیم اور عورت کا حق:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اے اللہ میں دو ضعیفوں یعنی یتیم اور عورت کا حق ضائع کرنے سے لوگوں کو منع کرتا ہوں اور تیرے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

(عن ابی شریح خویلد بن عمرو خزاعیؓ، نسائی)

○

سخت دلی کیسے دور ہو؟:

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

اپنی سخت دلی کی شکایت کی۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔

(مسند احمد)

○

یتیم کو ساتھ کھلانا پلانا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب کردے گا۔ بشرطیکہ وہ کسی ایسے گناہ کا مرتکب نہ ہو جو معافی کے قابل نہ ہو۔

(عن ابی عباسؓ، شرح السنہ)

○

زید بن حارثہؓ اور ان کے والد:

زید بن حارثہؓ آٹھ سال کے تھے کہ ان کی والدہ سعدیٰ انہیں ساتھ لے کر اپنے میکے گئیں۔ دوران سفر ان کے پڑاؤ پر ڈاکہ پڑا اور قافلے کا سامان لوٹ لیا گیا۔ زید کو ڈاکو پکڑ کر لے گئے اور انہیں طائف کے قریب عکاظ کے میلے میں لے جا کر بیچ دیا۔

زید کو حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم بن حزام نے خریدا اور مکہ لا کر حضرت خدیجہؓ کے حوالے کر دیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کی عادات کو پسند کرتے ہوئے انہیں اپنے لئے مانگ لیا۔ اس طرح زیدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے لگے۔ اس وقت ان کی عمر پندرہ برس کی تھی۔

کچھ عرصہ بعد ان کے والد حارثہ بن شرجیل اور چچا کو پتا چلا کہ زید مکے میں ہیں۔ وہ تلاش کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا:

"ہمارا لڑکا ہمیں دے دیجئے۔ آپؐ اس کا جو معاوضہ مانگیں گے، ہم دینے کو تیار ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں لڑکے کو بلاتا ہوں اور سارا معاملہ اس کی مرضی پر چھوڑ دیتا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہے یا میرے پاس ہی رہنا چاہتا ہے۔ اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے گا تو میں کوئی معاوضہ نہیں لوں گا۔ تم اسے اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو لیکن اگر اس نے میرے پاس ہی رہنا چاہا تو میں ایسا نہیں ہوں کہ جو شخص میرے پاس رہنا چاہے، اسے بلاوجہ گھر سے نکال دوں۔"

زید کے والد اور چچا نے بیک وقت کہا:

"یہ تو آپؐ نے انصاف سے بھی بڑھ کر بات کی ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ کو بلایا اور ان کے باپ اور چچا کی طرف اشارہ کر کے پوچھا:

"انہیں پہچانتے ہو؟"

زیدؓ نے عرض کیا:

"جی ہاں! یہ میرے باپ اور چچا ہیں۔"

پھر حضورؐ نے فرمایا:

"اچھا، تم ان کو پہچانتے ہو اور مجھے بھی جانتے ہو۔ یہ تمہیں لینے آئے ہیں۔ اب

تمہیں اختیار ہے' چاہے ان کے ساتھ چلے جاؤ' چاہے میرے پاس ہی رہو۔"

زیدؓ نے فوراً جواب دیا:

"میں آپؐ کو چھوڑ کر کسی کے پاس نہیں جانا چاہتا۔"

زید کے والد اور چچا یہ سن کر حیران رہ گئے۔ انہوں نے کہا:

"زید! کیا تمہیں آزادی کے مقابلے میں غلامی پسند ہے جو اپنے ماں باپ اور گھر والوں کو چھوڑ کر دوسروں کے پاس رہنا چاہتے ہو؟"

زید نے کہا:

"میں نے حضورؐ کے جو اوصاف دیکھے ہیں' اس کے بعد اب میں کسی کو بھی ان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔"

زید کا یہ جواب سن کر ان کے والد حارث بن شرجیل اور چچا خوشی سے انہیں حضورؐ کے پاس چھوڑنے کے لئے تیار ہو گئے اور مطمئن ہو کر واپس گئے کہ ان کا لڑکا ایک ایسی ہستی کی پناہ میں ہے جسے وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ مرتبہ دیتا ہے۔

اس طرح حضرت زید بن حارثہؓ حضورؐ کے آستانہ رحمت پر باپ کے ظل عاطفت کو ترجیح نہ دے سکے اور والد اور چچا کے ساتھ جانے سے قطعاً انکار کر دیا۔ انہی حضرت زید کے بیٹے اسامہ سے حضورؐ اس قدر محبت کرتے تھے کہ اپنے دست مبارک سے اسامہ کی ناک صاف کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر اسامہ بیٹی ہوتی تو میں اس کو زیور پہناتا۔

○

یتیم سے نیکی کا اجر:

حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص محض رضائے الٰہی کے لئے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے' اس کے لئے ہر بال کے مقابلے میں جس پر اس کا ہاتھ پھیرتا ہے' نیکیاں ہیں اور جو کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ (جو اس کی کفالت میں ہو) نیکی کرتا ہے۔ میں اور وہ بہشت میں ان دو انگلیوں (آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر اشارہ فرمایا) کی مانند ہوں گے۔

○

غلام کو مارنا:

حضرت ابو مسعود انصاریؓ کسی قصور پر اپنے غلام کو پیٹ رہے تھے۔ اتفاق سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر تشریف لے آئے۔ آپؐ نے کسی قدر رنجیدہ ہو کر فرمایا:

"ابو مسعود! اس غلام پر تمہیں جس قدر اختیار ہے' اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے۔"

حضرت ابو مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر تھرا اٹھے اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ! میں اس غلام کو اللہ کی راہ میں آزاد کرتا ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر تم ایسا نہ کرتے تو دوزخ کی آگ تم کو چھو لیتی۔"

○

یہ کیا جاہلیت کی حرکت ہے؟:

حضرت ابوذرؓ غفاری نے ایک دفعہ ایک عجمی غلام کو سخت سست کہا۔ غلام نے جا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ حضورؐ نے ابوذرؓ غفاری کو بلا کر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

''ابوذرؓ! یہ کیا جاہلیت کی حرکت ہے؟ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں۔ خدا نے تم کو ان پر فضیلت عطا کی ہے۔ اگر وہ تمہارے مزاج کے موافق نہ ہوں تو ان کو فروخت کر ڈالو اور خلق خدا کو عذاب نہ دو۔ جو خود کھاؤ' وہ ان کو کھلاؤ۔ جو خود پہنو' وہ ان کو پہناؤ۔ ان کو اتنا کام نہ دو جو کر نہ سکیں اور اتنا کام دو تو خود بھی ان کی اعانت کرو۔''

○

غلام کا قصور معاف کرنا:

ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا:

''یا رسولؐ اللہ! ہم اپنے غلام کا قصور کتنی بار معاف کریں؟''

حضورؐ جواب دینے کی بجائے خاموش رہے۔ اس شخص نے دوسری بار دریافت کیا۔ حضورؐ نے پھر خاموشی اختیار کی۔ اس شخص نے تیسری بار عرض کیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا:

''ہر روز ستر (۷۰) بار معاف کیا کرو۔''

○

لونڈی غلام کو تھپڑ مارنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے غلام یا لونڈی کو تھپڑ مارے' اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔ حضرت سویدؓ بن مقرن سات بھائی تھے اور ان سات بھائیوں کی ایک ہی خادمہ یا لونڈی تھی۔ ایک دفعہ ان میں سے ایک نے اس لونڈی کو تھپڑ مارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے حضرت سویدؓ سے فرمایا:

''اس خادمہ کو آزاد کر دو۔''

انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! ہم سات بھائیوں کے ہاں یہی ایک خادمہ ہے۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"اچھا وہ اس وقت تک خدمت گزاری کرتی رہے جب تک تم اس سے بے نیاز نہ ہو جاؤ۔ جب تمہیں اس کی ضرورت نہ رہے تو وہ آزاد ہے۔"

○

غلام کا قصور اور سزا:

ایک صاحب کے پاس دو غلام تھے جن کے وہ بہت شاکی تھے۔ وہ ان کو مارتے تھے' برا بھلا کہتے تھے مگر وہ دونوں روبراہ نہ ہوتے تھے۔ انہوں نے آکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور اس کا علاج پوچھا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"اگر تمہاری دی ہوئی سزا ان کے قصور کے برابر ہوئی پھر تو خیر ہے ورنہ سزا کی جو مقدار زاید ہوگی' اس کے برابر تمہیں بھی اللہ سزا دے گا۔"

یہ سن کر وہ بے قرار ہوگئے اور گریہ وزاری کرنے لگے۔ پھر انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! بہتر یہ ہے کہ میں ان کو اپنے سے جدا کردوں۔ آپؐ گواہ رہیں کہ اب وہ آزاد ہیں۔"

○

لونڈی غلاموں کی شادی اور طلاق:

لوگ اپنے غلاموں اور لونڈیوں کا بیاہ کردیتے تھے اور پھر جب چاہتے تھے' ان میں زبردستی علیحدگی کرادیتے تھے۔ ایک شخص نے اپنی لونڈی سے اپنے ایک غلام کا عقد کردیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد ان دونوں میں علیحدگی کرانی چاہی۔ غلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی۔ حضورؐ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا:

"لوگو کیوں غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کر کے پھر ان میں تفریق کرانا چاہتے ہیں۔ یاد رکھو، نکاح اور طلاق کا حق صرف شوہر کو ہے۔"

○

غلام کو غلام نہ کہو:

غلاموں کو "غلام" کا لفظ سن کر اپنی نظر میں آپ ہی ذلت محسوس ہوتی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ تکلیف بھی گوارا نہ تھی۔ چنانچہ حضورؐ نے فرمایا:

"کوئی آقا اپنے غلام کو میرا عبد نہ کہے بلکہ میرا جوان کہے۔ اسی طرح غلام اپنے آقا کو رب نہ کہیں بلکہ مولیٰ کہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلاموں پر شفقت اتنی ملحوظ تھی کہ مرض الموت میں سب سے آخری وصیت یہ فرمائی:

"غلاموں کے معاملے میں خدا سے ڈرا کرنا۔"

○

نو آزاد غلاموں سے حسن سلوک:

اکثر کافروں کے غلام بھاگ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حضورؐ انہیں آزاد فرما دیتے تھے۔ جب مال غنیمت تقسیم ہوتا تو حضورؐ اس میں سے غلاموں کو بھی حصہ دیتے تھے۔ جو غلام نئے آزاد ہوتے تھے، چونکہ ان کے پاس کوئی مالی سرمایہ نہیں ہوتا تھا، اس لئے حضورؐ کے پاس جو مال آتا تھا۔ اس میں سے آپؐ سب سے پہلے انہی نو آزاد غلاموں کو عطا فرماتے تھے۔

اب اللہ کے رسولؐ میرے باپ ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں آپؐ نے دیکھا کہ کچھ لڑکے کھیل رہے ہیں۔ ان میں ایک لڑکا الگ بیٹھا تھا اور رو رہا تھا۔ اس کے کپڑے بھی پھٹے پرانے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے' شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پوچھا:

"کیا بات ہے؟ کیوں رو رہے ہیں؟ دوسرے لڑکوں کے ساتھ کیوں نہیں کھیلتے؟"

لڑکے نے حضورؐ کو نہیں پہچانا۔ وہ کہنے لگا:

"میں روؤں نہ تو اور کیا کروں؟ میرے باپ لڑائی میں رسولؐ اللہ کی خاطر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ہیں۔ میری ماں نے دوسری شادی کر لی ہے اور میری ماں کے دوسرے شوہر نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اور میرا مال لے لیا ہے۔ اب نہ میرا کوئی گھر ہے' نہ میرے پاس کپڑے ہیں اور نہ کھانے کو کچھ ہے۔ سارا دن محنت مزدوری کرتا ہوں۔ شام کو بچوں کے ساتھ کھیلنے آتا ہوں تو کوئی میرے ساتھ نہیں کھیلتا۔ روؤں نہ تو اور کیا کروں؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

"کیا تم اس سے خوش نہیں ہو گے کہ رسولؐ اللہ تمہارے باپ ہوں' عائشہؓ تمہاری ماں ہوں' علیؓ تمہارے چچا ہوں اور حسنؓ اور حسینؓ بھائی ہوں؟"

لڑکے نے اب حضورؐ کو پہچان لیا۔ وہ کہنے لگا:

"یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں بھی آپ پر قربان! میں کیوں نہ خوش ہوں گا؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لڑکے کو اپنے گھر لے گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اسے نہلایا دھلایا' اچھے کپڑے پہنائے اور کھانا کھلایا۔

لڑکا اب بہت خوش تھا۔ وہ ہنستا دوڑتا لڑکوں کے پاس آیا۔ لڑکوں نے اسے خوش خوش دیکھا تو کہنے لگے:

"ابھی تھوڑی دیر پہلے تو تم رو رہے تھے' اب اتنے خوش ہو --- کیا بات ہے؟"

لڑکے نے جواب دیا:

"بات جو خوشی کی ہے۔ پہلے میں بھوکا تھا' اب میرا پیٹ بھر چکا ہے۔ پہلے میں ننگا تھا۔ اب میں اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔ پہلے میں یتیم تھا' اب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ ہیں' عائشہؓ میری ماں ہیں' علیؓ میرے چچا ہیں اور حسنؓ اور حسینؓ میرے بھائی ہیں۔ کیا مجھے خوش نہیں ہونا چاہیے؟"

لڑکوں نے یہ سن کر کہا:

"کاش ہمارے باپ بھی اس لڑائی میں مارے گئے ہوتے۔"

وہ لڑکا ہمیشہ حضورؐ کی خدمت میں رہا اور جب حضورؐ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو وہ روتا تھا اور کہتا تھا:

"آج میں یتیم ہو گیا' آج میں غریب ہو گیا' آج میں بے گھر ہو گیا۔

○

مسکینوں کو حقیر نہ جانو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے خاک آلود اور پراگندہ مو لوگ جو لوگوں کے دروازوں سے پھرائے گئے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کی قسم کھائیں تو اللہ ان کی قسم

پوری کردے۔"

(عن ابو ہریرۃؓ، مسلم)

جنتی اور بہشتی کون ہیں؟:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو اہل جنت کی خبر نہ دوں (کہ کون لوگ ہوں گے) ہر ضعیف جس کو لوگ ذلیل سمجھتے ہوں گے۔ اگر اللہ پر قسم کھائے تو اللہ اس کی قسم پوری کردے۔ ہاں میں تم کو بہشتی لوگ بتاؤں۔ جو بے چارہ غریب ہے اور لوگوں کی نظروں میں حقیر۔ اگر وہ خدا کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو سچا کردے۔ کیا میں تمہیں دوزخیوں کی خبر نہ دوں۔ ہر درشت گو جھگڑالو۔ باطل پر جمع کرنے والا۔ مال کا بخیل، تکبر کرنے والا۔

اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ:

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی:

"اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مجھے مسکین موت دے اور قیامت کے دن مساکین کے گروہ میں میرا حشر کر۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! یہ کیوں؟"

حضورؐ نے جواباً فرمایا:

"اس لئے کہ مساکین دولت مندوں سے چالیس سال پہلے بہشت میں جائیں گے۔
اے عائشہ! کسی مسکین کو اپنے دروازے سے نامراد نہ پھیرنا گو نصف کھجور ہی کیوں نہ ہو۔
اے عائشہ! مساکین سے محبت رکھ اور ان کو اپنے نزدیک کر۔ اللہ تجھے قیامت کے دن اپنے نزدیک کرے گا۔"

○

یہ ایک غریب سب سے بہتر ہے:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اس اثناء میں ایک شخص سامنے سے گزرا۔ حضورؐ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے دریافت کیا:

"اس کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے؟"

اس آدمی نے جواب دیا:

"یہ امراء کے طبقہ میں سے ایک صاحب ہیں۔ خدا کی قسم! یہ شخص اس لائق ہے کہ اگر رشتہ چاہے تو کیا جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو قبول کی جائے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ کچھ دیر بعد ایک اور شخص اس راہ سے گزرا۔ حضورؐ نے اس آدمی سے استفسار فرمایا:

"اور اس کی نسبت کیا کہتے ہو؟"

اس آدمی نے جواب میں عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! یہ فقرائے مہاجرین میں سے ایک ہے اور اس لائق ہے کہ اگر رشتہ چاہے تو واپس کر دیا جائے اور اگر سفارش کرے تو رد کر دی جائے اور اگر کچھ کہنا چاہے تو نہ سنا جائے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمام روئے زمین میں اگر اس امیر جیسے آدمی ہوں، تب بھی ان سب سے یہ ایک غریب بہتر ہے۔"

○

فقرائے مہاجرین کو بشارت ہو:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں مسجد نبویؐ میں بیٹھا اور غریب و مہاجر لوگ حلقہ باندھے ایک طرف بیٹھے تھے۔ اسی اثناء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہی لوگوں کے ساتھ گھل مل کر بیٹھ گئے۔ یہ دیکھ کر میں بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فقرائے مہاجرین کو بشارت ہو کہ وہ دولت مندوں سے چالیس برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔"

میں نے دیکھا کہ یہ سن کر ان کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے اور مجھے حسرت ہوئی کہ کاش میں بھی انہی میں سے ہوتا۔

○

جنتی زیادہ تر مسکین اور غریب ہی ہونگے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت اسامہ بن زیدؓ سے فرمایا:

"میں نے جنت کے دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھا کہ زیادہ تر مساکین اور غریب و مفلس لوگ ہی اس میں داخل ہیں۔"

○

یہ نصرت الٰہی غریبوں کی بدولت ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں اور مساکین کے ساتھ اس طرح پیش آتے تھے کہ دنیاوی دولت کی محرومی ان کے دلوں کو صدمہ نہیں پہنچاتی تھی۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے مزاج میں کسی قدر تعلی تھی اور وہ اپنے آپ کو غریبوں سے بالاتر سمجھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف خطاب کرکے فرمایا:

"سعد! تم کو جو نصرت اور روزی میسر آتی ہے' ان ہی غریبوں کی بدولت آتی ہے۔"

فرماں برداری

حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ حضورؐ کے صحابی تھے۔ ان کے ذمے یہ خدمت تھی کہ سفر میں حضورؐ جس اونٹ پر سوار ہوتے وہ اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلتے۔

ایک مرتبہ سفر میں اپنی یہی خدمت انجام دے رہے تھے کہ حضورؐ نے وہ اونٹ جس پر آپؐ سوار تھے بٹھادیا اور خود اُتر کر فرمایا:

"عقبہ! اب تم سوار ہو لو۔"

انھوں نے عرض کیا، "سبحان اللہ یا رسول اللہؐ! میں اور آپؐ کی سواری پر سوار ہوں، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟"

حضورؐ نے پھر حکم دیا:

"عقبہ! اب تم سوار ہوجاؤ۔"

عقبہؓ نے پھر وہی عرض کیا:

"حضور! میں آپؐ کی سواری پر نہیں بیٹھ سکتا۔"

آپؐ نے جب زیادہ اصرار کیا تو فرماں برداری کے لیے عقبہ اونٹ پر بیٹھ گئے اور حضورؐ ان کی اونٹ کی نکیل تھام کر آگے آگے چلنے لگے۔

غریبوں کی مدد

ایک بار رسول اللہؐ اپنی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ مہاجرین کی ایک جماعت حضورؐ کے پاس آئی۔ یہ سب مہاجر اتنے غریب تھے کہ نہ اُن کے بدن پر کپڑے تھے اور نہ اُن کے پاؤں میں جوتے۔ صرف ایک چادر ان کے بدن پر تھی اور گلے میں ایک تلوار لٹکی ہوئی تھی۔

حضورؐ نے انھیں اس حال میں دیکھا تو آپؐ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ نماز کا وقت ہو رہا تھا۔ آپؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ اذان دو۔ صحابہؓ جمع ہوگئے۔ آپؐ نے نماز کے بعد صحابہؓ سے خطاب کیا اور فرمایا کہ یہ تمھارے بھائی اس حال میں ہیں، ان کی مدد کرو۔

حضورؐ کی تقریر سُن کر فوراً ایک انصاری اُٹھے اور ایک توڑا جس کا اتنا وزن تھا کہ مشکل سے اُٹھ سکتا تھا لاکر حضورؐ کے سامنے ڈال دیا اور عرض کیا، "یا رسول اللہؐ، یہ حاضر ہے۔ اس سے ان مہاجروں کی مدد فرمائیے۔"

انصاری کا یہ ایثار دیکھ کر صحابہؓ میں اور جوش پیدا ہوگیا اور وہ سب اُٹھ اُٹھ کر اپنے گھروں سے سامان لانے لگے۔ ذرا سی دیر میں ان بے سرو سامان مہاجرین کے آگے غلّے اور کپڑوں کا ڈھیر لگ گیا۔

غریبوں سے محبت

اللہ کے رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دُعا مانگا کرتے تھے:

"اے اللہ! مجھے مسکین رکھ، مسکین اُٹھا اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر کر۔"

حضرت عائشہؓ حضورؐ کو یہ دعا مانگتے دیکھا کرتی تھیں۔ ایک دن انھوں نے حضورؐ سے پوچھا:

"یا رسول اللہؐ! آپؐ یہ دعا کیوں مانگتے ہیں کہ دنیا میں مجھے غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ رکھ، انھی کے ساتھ میرا خاتمہ ہو اور قیامت کے دن غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ ہی مجھے اُٹھا؟"

حضورؐ نے فرمایا:

"اس لیے کہ یہ دولت مندوں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔"

پھر آپ نے فرمایا:

"اے عائشہؓ! کبھی کسی غریب مسکین کو اپنے دروازے سے نامراد نہ پھیرنا۔ اُسے کچھ ضرور دے دینا چاہے چھوارے کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔

"اے عائشہ! غریبوں سے محبت رکھو، اُن کو اپنے قریب کرلو۔ ایسا کروگی تو اللہ بھی تمھیں اپنے قریب کرلے گا۔"

غریب بھائیوں کی مدد کرو

مہاجرین مکّے سے بالکل لُٹے پٹے مدینے آئے تھے، اس لیے شروع میں ان کا سارا بوجھ انصار پر تھا۔ مہاجرین اسے پسند نہیں کرتے تھے۔ اگرچہ انصار ان کی ہر طرح مدد کرتے تھے اور انھوں نے مہاجرین کی تنگ دستی دور کرنے اور ان کی ضرورتیں پوری کرنے میں کوئی کمی نہیں کی تھی، لیکن مہاجرین کسی طرح بھی یہ نہیں چاہتے تھے کہ مدینے میں ان کے انصار بھائیوں پر ان کا بوجھ پڑے۔ مہاجرین مکّے میں مال دار تھے اور اپنا سارا مال اسباب ہجرت کے وقت مکّے میں چھوڑ آئے تھے جس پر کافروں نے قبضہ کرلیا تھا۔ ان کے لیے یہ صورتِ حال اور بھی زیادہ تکلیف دہ تھی۔

چناں چہ جب مدینے کے یہودی قبیلے، بَنو نُضیر کو ان کی شرارتوں اور سازشوں کی وجہ سے مدینے سے نکال دیا گیا اور حضورؐ ان کا مال و اسباب مسلمانوں میں تقسیم فرمانے لگے تو آپؐ نے انصار سے فرمایا:

"تمھارے مہاجر بھائیوں کے پاس کچھ نہیں ہے۔ وہ خالی ہاتھ ہیں۔ اگر تم اجازت دو تو یہ مال میں ان کو دے دوں، لیکن اگر تمھاری مرضی نہ ہو تو میں یہ مال غنیمت تمھارے اور مہاجرینؓ کے درمیان تقسیم کردوں۔"

انصارؓ حضورؐ کی یہ بات سن کر کھڑے ہوگئے اور ادب سے عرض کرنے لگے:

"یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں، آپ نہ صرف یہ مال مہاجرین میں تقسیم کردیجیے، بلکہ ہمارے مال میں سے بھی جو چاہیں ان کو دے دیجیے۔"

یتیم بچوں سے معاملہ

مدینے پہنچنے کے بعد سب سے پہلا کام اللہ کے گھر کی تعمیر تھی۔ اب تک تو یہ طریقہ تھا کہ جہاں موقع مل جاتا آپؐ نماز پڑھ لیا کرتے تھے، لیکن اب ایک مسجد کی ضرورت تھی۔

حضورؐ جہاں ٹھہرے ہوتے تھے اس کے قریب نجّار کے لوگوں کی ایک زمین تھی۔ اس پر کچھ قبریں تھیں اور کچھ کھجور کے درخت۔ آپؐ نے ان لوگوں کو بلا کر فرمایا:

"میں یہ زمین اس کی قیمت ادا کر کے لینا چاہتا ہوں۔"

نجّار کے لوگوں نے عرض کیا:

"ہم قیمت لیں گے، مگر آپؐ سے نہیں، اللہ سے۔"

یہ زمین دراصل دو بچوں کی تھی جن کے باپ مر چکے تھے۔ حضورؐ نے ان یتیم بچوں کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ وہ یہ زمین دے دیں اور اس کی جو قیمت ہو وہ لے لیں۔ ان بچوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! آپ خوشی سے یہ زمین لے لیجیے، ہمیں اس کی کوئی قیمت نہیں چاہیے۔ یہ زمین ہماری طرف سے

آپ کی نذر ہے۔"
مگر حضورؐ نے بغیر قیمت ادا کیے زمین لینا پسند نہ فرمایا اور حضرت ابو ایوب انصاریؓ کو ہدایت کی کہ وہ اس کی قیمت دے دیں۔ انھوں نے قیمت دے کر وہ زمین لے لی۔
اسی زمین پر مسجد نبوی تعمیر ہوئی۔

ہاتھ پھیلانا اچھا نہیں ہے

حضورؐ کے ایک صحابی تھے۔ اُنھوں نے اپنی کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے قرض لیا۔ جب قرض ادا کرنے کا وقت آیا تو ان کے پاس اتنا مال نہ تھا کہ قرض ادا کرسکیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی حالت بیان کرکے حضورؐ سے مدد کی درخواست کی۔
حضورؐ نے ان کی ضرورت پوری کردی، پھر آپؐ نے فرمایا:
"سوال کرنا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا صرف تین آدمیوں کے لیے ٹھیک ہے۔ ایک وہ جس پر قرضہ زیادہ ہوگیا ہو، وہ مانگ سکتا ہے۔ لیکن جب اُس کی ضرورت پوری ہوجائے تو پھر اُس کو مانگنا نہیں چاہیے۔ دوسرا وہ آدمی جس پر اچانک کوئی

مصیبت آگئی ہو اور اس کا مال تباہ و برباد ہوگیا ہو۔ اس کو بھی اس وقت تک مانگنا جائز ہے جب تک اس کی حالت ٹھیک نہ ہوجائے۔ مالی حالت ٹھیک ہوجانے کے بعد کسی سے کچھ مانگنا جائز نہیں۔ تیسرا آدمی وہ ہے جس کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہو، وہ فاقے سے ہو اور محلے کے تین معتبر آدمی یہ گواہی دیں کہ یہ شخص فاقے سے ہے۔ اس کے علاوہ جو کوئی مانگ کر کچھ حاصل کرتا ہے، وہ حرام ہے۔"

حکیم بن حزامؓ ایک اور صحابی تھے جو مکہ فتح ہونے کے بعد اسلام لائے تھے۔ ایک دفعہ انھوں نے رسول اللہؐ سے کچھ مانگا۔ حضورؐ نے انھیں دے دیا۔

کچھ دن بعد وہ پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر کچھ مانگا۔ حضورؐ نے دے دیا۔

چند روز بعد حکیم بن حزامؓ پھر حضورؐ کے پاس آئے اور سوال کیا۔ حضورؐ نے اس مرتبہ بھی ان کو کچھ عطا کردیا۔

پھر آپؐ نے فرمایا، "اے حکیم! یہ دولت اچھی ہے۔ جو اس کی پرواہ نہیں کرتا اس کو برکت ملتی ہے اور جو لالچ سے اس کو حاصل کرتا ہے وہ اس سے محروم رہتا ہے۔ دولت کو لالچ سے حاصل کرنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کھاتا چلا جاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ یاد رکھو، اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (یعنی دینے والا، مانگنے والے سے بہتر ہے)"

حکیمؓ پر حضورؐ کی اس نصیحت کا یہ اثر ہوا کہ اس کے بعد جب تک زندہ رہے کبھی کسی سے معمولی چیز تک نہیں مانگی۔

محنت کی تلقین

حضورؐ ضرورت مندوں اور محتاجوں کی ہر طرح مدد فرماتے تھے، لیکن آپؐ کو گداگری سے سخت نفرت تھی۔

ایک دفعہ ایک انصاری رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چہرے سے پریشانی ٹپکتی تھی۔

حضورؐ نے پوچھا، "کیا بات ہے؟"

عرض کیا، "حضورؐ! محتاج ہوں۔ کھانے کو نہیں ہے۔ کچھ مدد فرمائیے۔"

حضورؐ نے فرمایا: تمھارے پاس کوئی چیز ہے؟"

عرض کیا، "حضورؐ! میرے پاس کچھ نہیں۔ صرف ایک بچھونا ہے آدھا بچھاتا ہوں اور آدھا اوڑھتا ہوں اور ایک پیالہ ہے جس میں کھاتا اور پیتا ہوں۔"

حضورؐ نے فرمایا، "جاؤ وہی لے آؤ۔"

انصاری اُٹھے اور یہ دونوں چیزیں لے آئے۔ حضورؐ نے صحابہؓ سے پوچھا:

"ان چیزوں کو کون خریدے گا؟"

ایک صحابیؓ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہؐ! میں یہ چیزیں خریدتا ہوں۔"

حضورؐ نے دو درہم میں وہ پیالہ اور بچھونا فروخت فرمادیا۔ پھر آپؐ نے ان انصاری سے فرمایا:

"یہ دو درہم ہیں۔ ایک درہم کا کھانے کا سامان خریدکر گھر لے آؤ۔ دوسرے درہم سے ایک رسّی خریدو، جنگل میں جاکر لکڑیاں جمع کرو اور اس رسّی سے باندھ کر شہر میں بیچ آؤ۔"

وہ انصاری فوراً کھڑے ہوگئے اور جیسا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا ویسا ہی کیا۔

پندرہ دن کے بعد حضورؐ اپنے صحابہؓ کے درمیان تشریف فرما تھے کہ وہ انصاری حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب ان کے چہرے پر اطمینان تھا۔ آکر سلام عرض کیا اور کہا:

"یا رسول اللہؐ! آپؐ نے جو حکم مجھے دیا تھا، اس پر میں نے عمل کیا۔ اب اللہ کے فضل سے میرے پاس دس درہم جمع ہوگئے ہیں۔"

حضورؐ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

"یہ اس سے بہتر ہے کہ تم قیامت میں اس طرح اٹھتے کہ تمہارا چہرہ بھیک مانگنے والوں جیسا ہوتا۔"

غلاموں سے محبت

مکّے سے ہجرت کرکے مدینے آنے والے مہاجرین میں ایسے لوگ بھی تھے جو کافروں کے غلام رہے تھے اور اب آزاد تھے۔ انھوں نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے آقاؤں نے ان پر شدید ظلم کیے اور انھیں مجبور کیا کہ وہ اسلام چھوڑ دیں۔ لیکن وہ دین پر جمے رہے اور ہر طرح کی تکلیف اور مصیبت برداشت کرتے رہے۔ رسول اللہؐ سے محبت اور اسلام سے وفاداری نے ان کو پوری اُمّت کا محبوب بنادیا تھا۔ حضورؐ ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔

انھی میں حضرت بلال حبشیؓ تھے جو سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے۔ اسلام لانے کے بعد ان کے مالک نے ان کو بہت ستایا، لیکن وہ اسلام پر قائم رہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انھیں خرید کر آزاد کردیا اور وہ اس کے بعد رسول اللہؐ کی خدمت میں رہنے لگے۔ صحابہؓ ان کی بہت عزّت کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت سلمان فارسیؓ تھے جو ایک یہودی کے غلام تھے۔ وہ حضورؐ کے پاس آئے اور مسلمان ہوگئے۔ حضورؐ نے اس یہودی کو معاوضہ دے کر حضرت سلمان فارسیؓ کو آزاد کرالیا۔

ایک دن حضرت بلالؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ ایک جگہ بیٹھے آپس میں باتیں کررہے تھے کہ انھیں ابوسفیان نظر آئے۔ وہ مکّے کے کافروں کے نمائندے بن کر رسول اللہؐ سے بات کرنے مدینے آئے تھے تاکہ حدیبیہ میں

مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اس کی تجدید کرالیں۔
حضرت بلالؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کو انھیں دیکھ کر غصہ آگیا۔ انھیں وہ زمانہ یاد آگیا جب مکے میں کافر مسلمانوں پر ظلم و ستم کرتے تھے۔ وہ کہنے لگے :
" اللہ کے دشمن ابھی تک تلوار کی زد میں نہیں آئے۔"
حضرت ابوبکر صدیقؓ اُدھر سے گزر رہے تھے۔ انھوں نے یہ الفاظ سنے، تو انھیں بُرا لگا کیوں کہ اَبوسفیان قریش مکہ کے سفیر بن کر آئے تھے۔ انھوں نے حضرت بلالؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ سے کہا، "تم کو ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔" اور پھر جاکر رسول اللہؐ سے یہ واقعہ بیان کیا۔
حضورؐ نے جب یہ واقعہ سنا تو آپؐ فکر مند ہوگئے۔ آپؐ نے حضرت اَبوبکرؓ سے فرمایا: " اَبوبکر! شاید تم نے ان کو ناراض کردیا۔ اگر تم نے ان کو ناراض کیا تو اپنے رب کو ناراض کیا۔"
حضورؐ کی زبان سے یہ الفاظ سُن کر حضرت ابوبکرؓ گھبرا گئے۔ ان کی تو ہر وقت یہی کوشش تھی کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ان سے راضی رہیں۔ انھیں اللہ کی ناراضی کیسے گوارا ہوسکتی تھی۔ وہ دوڑتے ہوئے حضرت بلالؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کے پاس آئے اور ان سے کہنے لگے :
" میرے بھائیو، میں نے تمھیں ناراض کیا۔ تم مجھ سے خفا تو نہیں ہو؟"
وہ دونوں بول اٹھے، " نہیں، اے ہمارے بھائی، اللہ آپ کو معاف کرے۔ ہم آپ سے خفا نہیں۔"

بچوں پر شفقت و رحمت

بچوں سے پیار:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے نہایت شفقت فرماتے تھے، انہیں چومتے اور پیار کرتے تھے اور کبھی کبھی ان سے مذاق اور ہنسی دل لگی بھی کرلیا کرتے تھے۔

○

بچوں کو ساتھ سوار کرلینا:

جب حضورؐ سفر سے واپس تشریف لاتے تو راستے میں جو بچے ملتے، انہیں نہایت شفقت سے سواری پر اپنے آگے یا پیچھے بٹھالیا کرتے تھے۔

○

شیر خوار بچے سے پیار:

ایک روز ام قیس بنت محصن اپنے شیر خوار بچے کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائیں۔ حضورؐ نے اس بچے کو اپنی گود میں بٹھالیا۔ بچے نے آپؐ کے کپڑے پر پیشاب کردیا۔ آپؐ نے اس پر پانی بہادیا اور کچھ نہ کہا۔

○

بچوں کو چومنا:

ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسے حضرت حسن بن علیؓ کو گود میں لئے چوم رہے تھے۔ اقرع بن حابس تمیمی آپؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ وہ کہنے لگے:

''یا رسولؐ اللہ! میرے دس لڑکے ہیں۔ میں تو ان میں سے کسی کو نہیں چومتا۔''

حضورؐ نے فرمایا:

''جو رحم نہیں کرتا' اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

○

بچوں کی محبت:

ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے پیار محبت کا اظہار کر رہے تھے۔ ایک بدوی حضورؐ کے پاس آکر کہنے لگا۔

''تم بچوں کو چومتے ہو' ہم تو نہیں چومتے۔''

حضورؐ نے فرمایا:

''اگر اللہ تمہارے دل سے رحمت اور محبت سلب کرلے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔''

○

حضورؐ کا دستِ شفقت:

حضرت جابرؓ بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ظہر پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپؐ دولت خانہ کو تشریف لے گئے تو میں بھی آپؐ کے ساتھ ہولیا۔ راستے میں بچے ملے۔ حضورؐ نے ہر ایک کے رخساروں پر دست شفقت پھیرا

اور میرے رخساروں پر بھی پھیرا۔ میں نے آپؐ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو ایسی پائی گویا آپؐ نے اپنا دست مبارک عطار کے صندوقچی میں سے نکالا تھا۔

○

حضورؐ نے مجھے آگے سوار کرلیا:

حضرت عبداللہ بنؓ جعفر بن ابی طالب کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے تشریف لاتے تو آپ کے اہل بیت کے بچے خدمت اقدس میں لائے جاتے۔ ایک دفعہ آپؐ کسی سفر سے تشریف لائے تو پہلے مجھے خدمت اقدس میں لے جایا گیا۔ آپؐ نے مجھے آگے سوار کرلیا۔ پھر حضرت فاطمہ زہراؓ کے دو لڑکوں میں سے ایک لائے گئے۔ آپؐ نے ان کو اپنے پیچھے سوار کرلیا۔ اس طرح تینوں ایک سواری پر داخل مدینہ ہوئے۔

○

بچوں کو سواری پر بٹھالیا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ میں تشریف لائے تو آپؐ نے اپنے عم محترم حضرت عباسؓ کے صاحبزادوں قثم اور فضل کو اپنی سواری پر آگے پیچھے بٹھالیا۔

○

نیچے گری کھجوریں کھالیا کرو:

حضرت ابو رافع بن عمرو غفاریؓ کے چچا بیان کرتے ہیں کہ میں لڑکپن میں انصار کے نخلستان میں جاتا اور درختوں پر ڈھیلے مارتا۔ لوگ مجھے پکڑ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور شکایت کی۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا:

"لڑکے تو درختوں پر ڈھیلے کیوں مارتا ہے؟"

میں نے جواب دیا:

"کھجوریں کھانے کے لئے۔"

حضورؐ نے مجھے محبت سے بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور کہا:

"ڈھیلے نہ مارا کرو۔ جو کھجوریں نیچے گری ہوں۔ وہ اٹھا کر کھالیا کرو۔"

پھر حضورؐ نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور یوں دعا فرمائی:

"اے اللہ! اس کا پیٹ بھر دے۔"

حضورؐ کی شفقت کا مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ میں نے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کی۔

○

چھوٹے بچے کا پہلا حق ہے:

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ فصل کا کوئی پھل پکتا تو لوگ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا کرتے۔ حضورؐ اس پر یہ دعا پڑھتے:

"اے اللہ! ہمیں مدینے میں اور اپنے پھل میں اور اپنے مد میں اور اپنے صاع میں برکت دے۔"

اس دعا کے بعد بچے جو حاضر خدمت ہوتے' ان میں سب سے چھوٹے بچے کو وہ پھل عنایت فرماتے۔

○

راہ چلتے بچوں سے پیار:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے میں بچے کھیلتے ہوئے مل جاتے تو حضورؐ نہایت متبسم ہو کر بڑی محبت سے انہیں سلام کرتے اور سلام میں پہل کرنے کا موقع ہی نہ دیتے۔ پھر

ان سے پیار بھری باتیں کرتے۔

○

لڑکیوں کی پرورش کا اجر:

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی۔ اس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں اس نے مجھ سے کچھ مانگا۔ اس وقت میرے پاس صرف ایک کھجور تھی، میں نے وہی اسے دے دی۔ اس نے اسے نصف نصف کر کے دونوں لڑکیوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر وہ چلی گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو میں نے یہ قصہ عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"جس شخص کے ہاں لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی پرورش اچھی طرح کرے تو وہ دوزخ کی آگ اور اس کے درمیان حائل ہو جائیں گی۔"

○

بچے بھی حضورؐ سے پیار کرتے تھے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچوں سے شفقت و محبت بھرے سلوک کی وجہ سے بچے بھی حضورؐ سے بڑی محبت کرتے تھے اور جہاں آپؐ کو دیکھتے، لپک کر آپؐ کے پاس پہنچ جاتے تھے۔ حضورؐ ایک ایک بچے کو گود میں اٹھاتے، پیار کرتے اور کوئی نہ کوئی کھانے کی چیز عنایت فرماتے۔ کبھی کھجوریں، کبھی تازہ پھل اور کبھی کوئی اور چیز۔

○

انصاری بچیوں کا گیت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکے سے ہجرت کر کے مدینے میں داخل ہو رہے

تھے تو انصار کی چھوٹی چھوٹی بچیاں خوشی سے دروازوں سے نکل نکل کر گیت گا رہی تھیں:

"ہم خاندان بنو نجار کی بیٹیاں ہیں
محمدؐ کیا ہی اچھے ہمسایہ ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب اُن کی طرف گزر ہوا تو آپؐ نے فرمایا:

"اے بچیو! کیا تم مجھے پیار کرتی ہو؟"

سب نے بیک زبان جواب دیا:

"ہاں یا رسولؐ اللہ!"

حضورؐ نے فرمایا:

"میں بھی تمہیں پیار کرتا ہوں۔"

بیٹیاں ہیں ہم بنو نجار کی
ہم کو ہمسائے محمدؐ سے ملے

○

بچوں سے ہنسی دل لگی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کا جی خوش کرنے کے لئے ان سے ہنسی، دل لگی کی باتیں کیا کرتے تھے۔ ام خالد جب چھوٹی سی تھیں تو ایک روز اپنے والد خالد بن سعید کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت انہوں نے سرخ رنگ کا کرتا پہن رکھا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"سنہ، سنہ!"

حبشی زبان میں سنہ "خوش نما" یا "خوب صورت" کو کہتے ہیں۔ چونکہ ام خالد کی پیدائش حبشہ میں ہوئی تھی اس لئے حضور نے کرتے کو حبشی زبان میں "خوش نما" کہا اور اس طرح ان کا جی خوش کر دیا۔ پھر تین بار فرمایا:

"تو اس کو پہن کر پرانا کرے۔"

○

یہ سنہ ہے' یہ سنہ ہے:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفے کے طور پر ایک سیاہ پھول دار چادر آئی' جس میں دونوں طرف آنچل تھے۔ حضورؐ نے حاضرین سے پوچھا:

"یہ چادر کس کو دوں؟"

کسی نے جواب نہ دیا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"ام خالد کو بلاؤ۔"

وہ آئیں تو حضورؐ نے وہ چادر ان کو اوڑھائی اور دو دفعہ فرمایا:

"تو اسے پہن کر پرانی کرے۔"

پھر حضورؐ نے چادر کے بیل بوٹوں پر ہاتھ رکھ رکھ کر ام خالد کو دکھاتے اور فرماتے:

"یہ سنہ ہے' یہ سنہ ہے۔"

اور وہ سن سن کر باغ باغ ہوئی جاتی تھیں۔

○

مشرکوں کے بچوں سے برتاؤ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و شفقت محض مسلمان بچوں تک محدود نہ

تھی۔ حضورؐ اپنے دشمنوں تک کے بچوں سے بھی نہایت مشفقانہ برتاؤ کرتے تھے اور مشرکوں کے بچے بھی مسلمان بچوں کی طرح دوڑ دوڑ کر آپؐ کے پاس آتے تھے۔ کافروں سے جنگ ہوتی تو حضورؐ صحابہؓ کو بطور خاص حکم دیتے:

"دیکھو! کسی بچے کو مت مارنا۔ وہ بے گناہ ہیں' انہیں کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ یاد رکھو' جو کوئی بچوں کو دکھ دیتا ہے' خدا اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔"

○

خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو:

ایک دفعہ ایک غزوے میں ایسا ہوا کہ چند بچے لڑائی کی جھپیلٹ میں آکر مارے گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو حضورؐ نہایت آزردہ ہوئے۔ ایک صحابیؓ نے کہا:

"یا رسولؐ اللہ! وہ تو مشرکوں کے بچے تھے۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"مشرکوں کے بچے بھی تم سے بہتر ہیں۔ خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو۔ خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو۔ یاد رکھو' ہر بچہ اللہ ہی کی فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔"

○

میں نے اپنی بچی کو مار ڈالا تھا!:

ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔

"یا رسولؐ اللہ! ہم اہل جاہلیت و بت پرست تھے۔ اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے۔ میرے ہاں ایک لڑکی تھی۔ میں نے اسے بلایا۔ وہ خوشی خوشی میرے پیچھے پیچھے ہولی۔ جب میں نزدیک ہی اپنے اہل کے ایک کنوئیں پر پہنچا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کنوئیں میں گرا دیا۔ وہ

ابا' ابا کہتی تھی۔"

"یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ آپؐ نے فرمایا:

"یہ قصہ مجھے پھر سناؤ!"

اس شخص نے دہرایا تو آپؐ اتنا روئے' اتنا روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

○

اگر کسی کی تین بیٹیاں ہوں؟:

زمانہ جاہلیت میں بعض عرب بچیوں کو زندہ زمین میں دفن کر دیا کرتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیح اور ظالمہ رسم کا خاتمہ کر دیا تھا۔ پھر بھی بعض لوگ بیٹیوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ ایک بار ایک صحابی نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! اگر کسی شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور بیٹا کوئی نہ ہو تو پھر؟"

حضورؐ نے فرمایا:

"دو یا تین تو کیا اگر ایک ہی بیٹی ہو اور وہ شخص اس کے ساتھ بھلا برتاؤ کرے اور اسے اچھی تربیت دے تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ سے بچالے گا۔"

○

غلام زادے سے پیار:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زیدؓ بن حارثہ کے کمسن بیٹے حضرت اسامہؓ سے اس قدر محبت تھی کہ خود اپنے دست مبارک سے ان کی ناک صاف کرتے۔ حضورؐ اپنے

ایک زانو پر اسامہ کو اور دوسرے زانو پر حسنؓ کو بٹھا کر دعا کرتے:

"اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ تو بھی ان دونوں سے محبت کر۔"

○

بچیو! پہلے کی طرح کھیلتی رہو:

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نکاح جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تو وہ کم سن تھیں۔ وہ محلے کی لڑکیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ حضورؐ جب گھر میں تشریف لاتے تو لڑکیاں آپؐ کا لحاظ کرتے ہوئے ادھر ادھر چھپ جاتیں۔ حضورؐ انہیں بلا کر تسکین دیتے اور کھیلنے کو کہتے۔

○

ہجرت کے بعد پہلا مسلمان بچہ:

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے ہاں جو سب سے پہلا بچہ پیدا ہوا، وہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ تھے۔ ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ نومولود عبداللہ کو لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضورؐ نے نہایت لطف و محبت سے نومولود عبداللہ کو اپنی گود میں لیا۔ پھر ایک کھجور منگائی۔ اسے دہن مبارک میں ڈال کر خوب اچھی طرح چبایا اور پھر اسے اپنے لعاب دہن کے ساتھ نومولود کے منہ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد حضورؐ نے نومولود عبداللہ کو ماں کی گود میں دے دیا اور اس کے لئے دعائے خیر و برکت فرمائی۔

○

یتیم بچے کی عید:

رسولؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار عید الفطر کی نماز پڑھنے کے لئے جا رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ اور حضرت حسنؓ و حسینؓ ساتھ تھے۔ راستے میں بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹانگوں سے لپٹ لپٹ کر اپنی خوشی کا اظہار کرتے تھے اور حضورؐ بھی ان کے سروں پر دست شفقت پھیرتے جاتے تھے۔ بچے خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی گھر سے کچھ دور ہی گئے تھے کہ آپؐ کی نظر ایک بچے پر پڑی جو دوسروں سے الگ تھلگ کھڑا تھا۔ اس کے کپڑے بھی نئے نہیں تھے اور لگتا تھا کہ وہ نہا دھو کر بھی نہیں آیا۔ اس کے چہرے سے اداسی ٹپک رہی تھی۔ حضورؐ بچوں کو پیار کرتے کرتے اس بچے کی طرف گئے اور پوچھا:

"آج عید کا دن ہے، تم اداس کیوں ہو؟"

بچے نے تقریباً روتے ہوئے جواب دیا:

"یا رسولؐ اللہ! میں یتیم ہوں۔ میرے والدین نہیں پھر کون تھا جو مجھے نہلاتا، دھلاتا اور مجھے نئے کپڑے پہناتا؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار سے اس بچے کو گود میں اٹھایا اور اس کے سر پر دست مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا۔

"پیارے بچے! کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ محمدؐ تمہارا باپ اور عائشہ تمہاری ماں بنے، تجھے نہلائے، نئے کپڑے پہنائے، خوشبو لگائے اور میں تمہیں اپنے کندھوں پر اٹھا کر نماز عید کے لئے لے چلوں؟"

یہ کہتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بچے کو خانہ اقدس پر لے گئے۔ حضورؐ

کے ارشاد کے مطابق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے نہلا دھلا کر اسے نئے کپڑے پہنائے اور پھر حضورؐ اسے اپنے کندھوں پر بٹھا کر نماز عید کے لئے لے گئے۔

○

تو میرے ساتھ سوار ہو جا!:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ نے حضورؐ کی خاطر تواضع کی۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد جب حضورؐ واپس آنے لگے تو حضرت سعدؓ بن عبادہ نے حضورؐ کے لئے ایک دراز گوش تیار کیا جس پر کمبل کا پالان تھا۔ حضورؐ اس پر سوار ہو گئے۔ جب چلنے کو ہوئے تو حضرت سعدؓ نے اپنے بیٹے قیس سے کہا:

"قیس! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا۔"

قیس ساتھ ہو لئے۔ حضورؐ نے فرمایا:

"قیس! تو میرے ساتھ سوار ہو جا۔؟"

قیس نے بے ادبی سمجھتے ہوئے انکار کیا تو حضورؐ نے دوبارہ ارشاد فرمایا:

"یا تو سوار ہو جا یا واپس چلا جا۔"

قیس سوار ہونے کے بجائے گھر واپس چلے گئے۔

○

خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے:

صلح حدیبیہ سے اگلے سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ مکہ میں آکر عمرہ ادا کیا۔ شرط یہی تھی کہ مسلمان مکہ میں تین دن قیام کرکے واپس چلے جائیں

گے۔ رؤسائے شہر نے عموماً شہر خالی کر دیا۔ تین دن قیام کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے روانہ ہونے لگے تو چلتے وقت حضرت حمزہ کی کم سن صاحبزادی امامہ جو مکہ میں رہ گئی تھی۔ "چچا! چچا!" کہتی دوڑی دوڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر انہیں ہاتھوں میں اٹھالیا۔ حضرت علیؓ کے بھائی جعفرؓ بن ابی طالب اور حضرت زید بن حارثہؓ نے اپنے دعوے پیش کیے۔ حضرت جعفر نے کہا:

"یہ میرے چچا کی لڑکی ہے۔"

حضرت زیدؓ نے کہا:

"حمزہ میرے دینی بھائی تھے۔"

حضرت علیؓ نے کہا:

"یہ میری ہمشیرہ بھی ہے اور پہلے میری ہی گود میں آئی ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے دعوے مساوی الدرجہ دیکھ کر امامہ کو حضرت اسماء کی گود میں ڈال دیا جو امامہ کی خالہ تھیں پھر فرمایا:

"خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے۔"

عورتوں پر رحمت و شفقت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب میں عورتوں کو بہت ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ حضورؐ نے عورتوں کو معاشرے میں عزت و احترام کا مقام عطا فرمایا۔ حضورؐ سفر ہو یا حضر، عورتوں کے آرام و آسائش کا بے حد خیال رکھتے تھے اور صحابہؓ کو بھی یہی تاکید فرماتے تھے کہ عورتوں کا خیال رکھو، ان کے حقوق پورے کرو اور ان کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔

عورتوں پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا یہ عالم تھا کہ اگر آپؐ نماز کی حالت میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس خیال سے نماز مختصر کر دیتے کہ بچے کی ماں بے چین نہ ہو۔

اولاد کی محبت کا حق:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی ماں کو دیکھتے کہ وہ اپنے بچے کو پیار کر رہی ہے تو بہت متاثر ہوتے۔ کبھی ماؤں کی بچوں سے محبت کا ذکر آتا تو حضورؐ فرماتے:

"اللہ تعالیٰ جس شخص کو اولاد دے اور وہ اس سے محبت کرے اور اس کا حق بجالائے تو وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔"

○

عورتوں کو تکلیف نہ ہو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام انجشہ نامی تھے۔ وہ حالت سفر میں اونٹوں کے آگے حدی پڑھا کرتے تھے جس سے اونٹوں کی رفتار تیز ہو جاتی تھی۔ ایک دفعہ سفر میں ازواج مطہراتؓ حضورؐ کے ساتھ تھیں۔ انجشہ نے حدی پڑھنی شروع کی۔ اونٹ تیز چلنے لگے تو حضورؐ نے فرمایا:

"انجشہ! دیکھنا شیشوں کو آہستہ لے چل۔"

اس ارشاد سے حضورؐ کا مطلب یہ تھا کہ کہیں اونٹوں کے تیز چلنے سے عورتوں کو تکلیف نہ ہو۔

○

حضرت اسماءؓ کے لئے خادمہ:

حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر صدیقؓ کی شادی مکہ میں حضرت زبیر بن العوام سے ہوئی تھی۔ حضرت زبیرؓ کے پاس ایک گھوڑے اور ایک اونٹ کے سوا کوئی مال و مملوک نہ تھا، اس لئے حضرت اسماءؓ گھر کا کام کاج کرنے کے علاوہ گھوڑے کے لئے گھاس لاتیں اور اونٹ کو کھجور کی

گٹھلیاں کوٹ کر کھلاتیں۔ ہجرت کے بعد اموال بنو نضیر میں سے جو زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کو عطا فرمائی تھی، وہ ان کے مکان سے دو میل کے فاصلے پر تھی اور حضرت اسماءؓ وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر لاد کر لایا کرتی تھیں۔

ایک روز وہ گٹھلیاں سر پر لادے آ رہی تھیں کہ اس حالت میں ان کی نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی۔ آپؐ کے ساتھ انصار کی ایک جماعت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آواز دی اور اونٹ کو بٹھا دیا کہ حضرت اسماء کو اپنے پیچھے سوار کر لیں مگر انہیں مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم محسوس ہوئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضورؐ کے پاس غلام آئے تو حضورؐ نے ابوبکر صدیقؓ کی وساطت سے ایک خادمہ گھوڑے اور اونٹ کی خدمت کے لئے حضرت اسماءؓ کو بھجوا دی۔

عورتوں کی درخواست:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں چونکہ ہر وقت مردوں کا ہجوم رہتا تھا۔ عورتوں کو وعظ و نصیحت سننے اور مسائل دریافت کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ چنانچہ ایک روز عورتوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا:

"یارسول اللہ! آپؐ کے پاس مردوں کا ہر روز ہجوم رہتا ہے۔ آپؐ ہمارے لئے ایک خاص دن مقرر فرمائیں۔"

چنانچہ حضورؐ نے ان عورتوں کی درخواست قبول فرمائی اور عورتوں کے لئے ایک دن خاص کر دیا۔ عورتیں اس روز خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں اور حضورؐ انہیں وعظ و نصیحت فرماتے اور ضروری دینی مسائل کی تعلیم دیتے۔

○

پہلے عورت کی خبر لو:

ایک دفعہ اونٹنی پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المومنین حضرت صفیہؓ بھی سوار تھیں۔ اونٹنی کا پاؤں پھسل گیا۔ حضورؐ اور حضرت صفیہؓ دونوں گر پڑے۔ حضرت ابو طلحہؓ قریب تھے۔ وہ دوڑتے ہوئے آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھانے لگے۔ حضورؐ نے فرمایا:

"پہلے عورت کی خبر لو!"

○

عورتوں سے اچھا برتاؤ کرو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو عورتوں کی کج خلقی پر صبر کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے:

"میں جو تمہیں عورتوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں، تم میری وصیت کو قبول کرو۔ کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر والی پسلی ہوتی ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے سیدھا کرنے کی بجائے توڑ دو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی رہے گی۔ پس تم عورتوں کے بارے میں میری وصیت کو قبول کرو۔"

○

ازواج مطہرات کو سوار کرانا:

سفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اگر ازواج مطہراتؓ ہوتیں تو حضورؐ

ان کو اونٹ پر اس طرح سوار کراتے کہ اپنا گھٹنا آگے بڑھا دیتے اور وہ اپنا پاؤں حضورؐ کے گھٹنے پر رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتیں۔

○

رضاعی خالہ سے حسن سلوک:

حضرت انسؓ بن مالک جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے' ان کی خالہ کا نام ام حرام تھا اور وہ رضاعت کے رشتے سے حضورؐ کی خالہ بھی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپؐ قبا تشریف لے جاتے تو ام حرام کے پاس ضرور جاتے۔ وہ اکثر کھانا لا کر پیش کرتیں اور آپ تناول فرماتے۔

○

انہوں نے حضورؐ کا پسینہ جمع کر لیا:

حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیمؓ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبت تھی۔ حضورؐ اکثر ان کے گھر تشریف لے جاتے۔ وہ بچھونا بچھا دیتیں اور حضورؐ آرام فرماتے۔ جب حضورؐ سو کر اٹھتے تو وہ آپؐ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کر لیتیں۔ مرتے وقت انہوں نے وصیت کی کہ کفن میں حنوط (خوشبودار اشیاء کا مرکب) ملایا جائے۔ تو حضورؐ کے پسینہ مبارک کے ساتھ ملایا جائے۔

○

تم نے دو ہجرتیں کی ہیں:

جن لوگوں نے آغاز اسلام میں حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی' ان میں اسماء بنت عمیسؓ بھی تھیں۔ خیبر کی فتح کے زمانے میں مہاجرین حبشہ مدینہ آئے تو وہ بھی آئیں۔ ایک دن وہ

حضرت حفصہؓ سے ملنے گئیں۔

اتفاق سے حضرت عمرؓ بھی وہاں موجود تھے۔ ان کو دیکھ کر پوچھا:

"یہ کون ہیں؟"

حضرت حفصہؓ نے نام بتایا تو حضرت عمرؓ نے کہا:

"وہ حبش والی اور سمندر والی؟"

اسماء بنت عمیسؓ نے جواب دیا:

"ہاں، وہی۔"

حضرت عمرؓ ہنے کہا:

"ہم نے تم لوگوں سے پہلے ہجرت کی، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا زیادہ حق ہے۔"

اسماء بنت عمیسؓ کو سخت غصہ آیا۔ وہ کہنے لگیں۔ "ہرگز نہیں۔ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ وہ بھوکوں کو کھلاتے تھے۔ ہمارا یہ حال تھا کہ گھر سے دور بیگانے جبشیوں میں رہتے تھے۔ لوگ ہم کو ستاتے تھے اور ہر وقت جان کا ڈر سا لگا رہتا تھا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ اسماءؓ نے کہا:

"یا رسولؐ اللہ! عمرؓ نے یہ یہ کہا ہے۔" حضورؐ نے فرمایا: "تم نے کیا جواب دیا؟"

انہوں نے ماجرا سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عمرؓ کا حق مجھ پر تم سے زیادہ نہیں۔ عمرؓ اور ان کے ساتھیوں نے صرف ایک ہجرت کی اور تم لوگوں نے دو ہجرتیں کیں۔"

دایہ کا احترام

حضورؐ کبھی کسی کے احسان کو نہیں بھولتے تھے۔ آپؐ نے ہمیشہ ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جنھوں نے بچپن میں آپؐ کی پرورش کی۔ اس زمانے کے واقعات آپؐ کبھی نہیں بھولے۔

آپؐ کی والدہ نے آپؐ کو دودھ پلانے کے لیے حلیمہ سعدیہ کے سپرد کیا تھا، لیکن اس سے پہلے چند روز تک اُبولہب کی ایک لونڈی، ثُوبیَہ نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا۔ جب بڑے ہوکر آپؐ کو یہ معلوم ہوا تو آپؐ نے چاہا کہ اُس کے اِس احسان کا بدلا دیا جائے۔ آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کے ذریعہ سے کوشش کی کہ ابولہب سے ثُوبیَہ کو خرید کر آزاد کردیا جائے، لیکن ابولہب ہمیشہ اس سے انکار کرتا رہا۔

جب تک آپؐ مکے میں رہے، اُبولہب سے چُھپاکر کوئی نہ کوئی چیز ثُوبیَہ کو بھجواتے رہے۔ مدینے تشریف لے جانے کے بعد بھی آپؐ ان کو کپڑے اور دوسری چیزیں بھجواتے رہے۔

رسول اللہؐ جب خیبر کی جنگ سے واپس آئے تو آپؐ کو اطلاع ملی کہ ثُوبیَہ کا انتقال ہوگیا۔ آپؐ نے پوچھا کہ ان کے قریبی

رشتے دار کون کون ہیں تاکہ انھیں اس نسبت سے تحفے بھجوا سکیں۔ لیکن معلوم ہوا کہ ان کا کوئی رشتے دار زندہ نہیں ہے۔

ایک مرتبہ آپؐ کی دایہ، حلیمہ سعدیہ مکّے میں آپؐ کے پاس آئیں اور اپنی محتاجی کا ذکر آپؐ سے کیا۔ حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ سے ذکر کیا۔ انھوں نے حلیمہ سعدیہ کو اسی وقت ایک اونٹ اور چالیس بکریاں دے دیں۔

اسی طرح ایک مرتبہ وہ مدینے میں حضورؐ کے پاس آئیں۔ آپؐ انھیں دیکھتے ہی "اماں، اماں" کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ زمین پر ایک کپڑا بچھایا اور انھیں اس پر بٹھایا۔ اس کے بعد ان سے ان کی ضرورت پوچھی اور جس کام سے وہ آئی تھیں وہ کردیا۔

فتحِ مکّہ کے موقع پر حلیمہ سعدیہ کی بہن حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپؐ کو حلیمہ کے انتقال کی خبر دی تو حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ پھر آپؐ نے ان کو دو سو درہم اور کپڑے دیے اور سواری کے لیے کجاوے سمیت ایک اونٹ عطا فرمایا۔

معذور لڑکی کی دل جوئی

امیر ہو یا غریب، سمجھ دار ہو یا نا سمجھ، تن درست ہو یا معذور، حضورؐ سب کا یکساں خیال رکھتے تھے۔

مدینے میں ایک پاگل سی لڑکی تھی، وہ شہر کی گلیوں میں پھرتی رہتی اور اپنے آپ سے باتیں کرتی رہتی۔ لوگوں کو معلوم تھا کہ یہ لڑکی پاگل ہے اس لیے کوئی اس کی طرف توجہ بھی نہ دیتا تھا۔

ایک دن حضورؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ یہ لڑکی آ گئی اور کہنے لگی:

"یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ میرا ایک کام کر دیں گے؟"

حضورؐ نے فرمایا: "ہاں، بتاؤ کیا کام ہے؟"

لڑکی نے کہا: "آپؐ میرے ساتھ آیئے۔"

حضورؐ نے فرمایا: "تم مجھے کہاں لے جانا چاہتی ہو؟"

لڑکی نے عرض کیا: "اُس گلی تک۔ پھر میں آپؐ کو بتاؤں گی کہ میرا کیا کام ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا: "اچھا، چلو۔ میں تمھارے ساتھ چلتا ہوں۔"

صحابہؓ کو بڑا تعجب ہوا کہ حضورؐ اس لڑکی کے کہنے پر اُس کے ساتھ تشریف لے جا رہے ہیں حال آں کہ وہ پاگل ہے اور اُسے خود بھی نہیں معلوم کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

حضورؐ اس لڑکی کے ساتھ تشریف لے گئے۔ وہ مدینے کی گلیوں میں چلتی رہی اور اپنے آپ سے باتیں کرتی رہی۔ آپؐ اُس کے ساتھ چلتے رہے۔ ایک جگہ پہنچ کر وہ رُک گئی اور وہاں بیٹھ گئی اور حضورؐ سے کہنے لگی:

"یا رسول اللہؐ آپ بھی بیٹھ جائیے۔" حضورؐ اُس پاگل لڑکی کی دل جوئی کے لیے بیٹھ گئے۔

بعض لوگوں کو اس بات پر حیرت ہوئی کہ حضورؐ ایک پاگل لڑکی پر اتنی توجہ دے رہے ہیں لیکن صحابہؓ جانتے تھے کہ اللہ کے رسولؐ پوری اُمت کے والی ہیں، سب کے ہمدرد اور غم گسار ہیں۔ ایک معمولی، پاگل سی لڑکی کی دل جوئی کی خاطر آپؐ صحابہؓ کو چھوڑ کر اُٹھ گئے۔ آپؐ تو سراپا رحمت تھے۔

(اے نبیؐ) بے شک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہو۔

(القلم : ۴)

جانوروں پر شفقت

جانوروں پر رحم:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"جو شخص کسی جانور پر رحم نہیں کرتا۔ خدا بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔"

(عن ابن عمرؓ، صحاح)

○

جانوروں کی صورت نہ بگاڑو:

جس نے کسی جانور کا مثلہ کیا۔ (یعنی ناک، کان وغیرہ کاٹ کر اس کی صورت بگاڑ دی) خدا تعالیٰ اس مثلہ کرنے والے کا قیامت کے دن مثلہ کرے گا۔

(عن ابن عمرؓ، مسند احمد)

○

ذبح ہونے والے جانور کا خیال:

رسول اکرمؐ ایک شخص پر گزرے جو جانور کے سینہ کو گھٹنے سے دبائے چھری تیز کر رہا

تھا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تیرا برا ہو تو نے جانور پر بہت سی موتیں جمع کر دیں۔ جانور کو پچھاڑنے سے پہلے ہی چھری کو چھپا کر تیز کرنا چاہیے۔

(عن ابن عباسؓ، مسند حاکم)

○

جانوروں کو نشانہ مت بناؤ:

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ اس پر لعنت کرتے تھے جو کسی ذی روح کو (اپنی تیراندازی وغیرہ کے لئے) نشانہ بنائے۔

(عن ابن عمرؓ، مشکوٰۃ)

○

جانوروں کے داغنے والے پر لعنت:

حضورؐ نے ایک گدھے کو دیکھا جس کے منہ پر کسی نے داغ دیا تھا اور اس کی ناک سے خون جاری تھا۔ آپؐ نے فرمایا، خدا اس پر لعنت کرے جس نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

(عن جابرؓ بن عبداللہ، زواجر)

○

جانوروں کی بابت اللہ سے ڈرو:

ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ وہاں ایک اونٹ ہے۔ جب اس اونٹ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضورؐ اس اونٹ کے پاس آئے

اور اس کے کانوں کے پیچھے ہاتھ پھیرا۔ اونٹ چپ ہو گیا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا:

"اس اونٹ کا مالک کون ہے؟"

"ایک انصاری نوجوان نے سامنے آ کر عرض کیا:

"یا رسول اللہ! یہ اونٹ میرا ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"کیا تو اس چوپائے کے بارے میں، جس کا اللہ نے تجھے مالک بنایا ہے، اللہ سے نہیں ڈرتا۔ اس نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور کثرت سے تکلیف دیتا ہے۔"

○

جانوروں پر کب سوار ہوں؟:

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی پیٹھ (بھوک اور پیاس کے سبب سے) پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا:

"ان بے زبان چوپایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم ان پر صرف اس حالت میں سوار ہو جبکہ وہ سواری کے لائق ہوں۔ اگر نہ ہوں تو انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ پھر سوار ہونے کے لائق ہو جائیں۔"

○

زندہ جانور سے کاٹا ہوا گوشت:

حضرت ابو راقد لیثیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ اونٹوں کی کوہان، دنبے کی چکی اور بھیڑ بکریوں کی سرین کا گوشت

کھانے کے لئے کاٹ لیتے ہیں۔ حضورؐ نے اس کی ممانعت کی اور فرمایا:

"جو گوشت کسی زندہ چوپائے سے کاٹا جائے، وہ مردار ہے۔ مسلمان کے لئے اس کا کھانا حرام ہے۔"

○

سفر میں اونٹوں سے سلوک:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو آداب سفر تعلیم کرتے ہوئے فرمایا:

"جب فراخ سالی اور گھاس بکثرت ہو تو تم سفر میں دن کو کسی وقت اونٹوں کو چھوڑ دیا کرو تاکہ وہ گھاس چرلیں اور جب قحط سالی ہو تو ان کو تیز چلاؤ تاکہ وہ اچھی حالت میں منزل مقصود پر پہنچ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ بصورت تاخیر وہ بھوک کے مارے کمزور ہو کر راستے ہی میں مرجائیں اور جب تم آخر شب میں کسی جگہ اترو تو راستہ چھوڑ کر ڈیرہ ڈالو کیونکہ رات کے وقت چوپائے اور حشرات الارض راستے میں پھرا کرتے ہیں اور کھانے کی گری پڑی چیزیں اور ہڈیاں وغیرہ (جو کہ راستے میں ہوں) کھایا کرتے ہیں۔"

○

چوپاؤں پر ہر وقت سوار نہ رہو:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم اپنے چوپایوں کی پیٹھوں کو نشست گاہ اور کرسی نہ بناؤ (یعنی ہر وقت ان پر چڑھے نہ رہا کرو) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے تابع کیا ہے تاکہ وہ تم کو ایسے شہروں میں پہنچا دیں جہاں تم بغیر مشقت جان نہ پہنچتے اور تمہارے واسطے زمین بنائی پس اس پر اپنی حاجتیں پوری کرو۔"

○

بلی سے بے رحمی کا نتیجہ:

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایک عورت ایک بلی کے سبب سے دوزخ میں گئی۔ اس نے اس بلی کو باندھ رکھا اور نہ تو کھانا کھلایا اور نہ چھوڑا تاکہ حشرات الارض (کیڑے مکوڑے) وغیرہ کھاتی۔ یہاں تک کہ وہ مر گئی۔"

○

پیاسے کتے کو پانی پلانے کا اجر:

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ایک شخص راستے میں چل رہا تھا۔ اسے سخت پیاس لگی۔ ایک کنواں نظر پڑا تو اس نے اس کنوئیں میں اتر کر پانی پیا، پھر نکل آیا۔ اچانک اس کی نظر ایک کتے پر پڑی جس کی زبان پیاس کے مارے باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ اس شخص نے سوچا کہ اس کتے کو پیاس سے ویسی ہی تکلیف ہے جیسی مجھے تھی۔ اس لئے وہ دوبارہ کنوئیں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا۔ پھر اسے اپنے منہ سے پکڑا یہاں تک کہ اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا۔ خدا نے اس کی قدر دانی کی اور اسے بخش دیا۔"

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! کیا چوپایوں میں بھی ہمارے واسطے کچھ اجر ہے؟"

حضورؐ نے فرمایا:

"ہر ذی روح میں اجر ہے۔"

○

اونٹ کے گلے میں قلادہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے زبان حیوانات پر رحم فرماتے ہوئے ایسے بہت سے ظلم موقوف کرا دیئے جو مدت سے عرب میں چلے آتے تھے۔ اونٹ کے گلے میں قلادہ لٹکانے کا عام دستور تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا کہ اس طرح خواہ مخواہ ایک جاندار کو تکلیف میں ڈال دیا جاتا ہے۔

○

جانوروں کے بال نہ کاٹو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کی دم اور ایال کاٹنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا۔

”دم جانور کا مور چھل ہے (جس سے وہ اپنے جسم سے مکھیاں اڑاتا ہے) اور ایال ان کا لحاف ہے۔“

○

جانوروں کو باہم نہ لڑاؤ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باہم لڑانے کی ممانعت فرمائی۔ عربوں میں ایک بے رحمانہ دستور یہ تھا کہ کسی جانور کو باندھ کر اس کا نشانہ بناتے تھے اور اس پر تیر اندازی کی مشق کرتے تھے۔ حضورؐ نے جانوروں کے ساتھ اس سنگ دلانہ سلوک کی قطعاً ممانعت کر دی۔ اسی طرح حضورؐ نے جانوروں کا مثلہ بنانے یعنی ان کے اعضاء کاٹ کر شکل بگاڑنے سے بھی منع فرمایا۔

پرندوں کو دکھ نہ دو:

حضرت عبدالرحمٰن کے والد عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ایک مقام پر ٹھہرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ ہم نے اک زورک (ایک پرندہ) دیکھی جس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے۔ ہم نے دونوں بچوں کو پکڑ لیا۔ زورک آئی اور اترنے کے لئے بے قراری سے پر پھیلانے لگی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ زورک کی بے قراری کو دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا:

"اس کے بچوں کو پکڑ کر اسے کس نے دکھ دیا ہے؟"

ہم نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! یہ غلطی ہم سے ہوئی ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"اس کے بچے اسے واپس دے دو۔"

کسی کو آگ کا عذاب نہ دو:

ایک روز حضرت عثمان بن حبانؓ نے ایک پسو کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا۔ اس پر حضرت ام درداءؓ نے کہا:

"میں نے ابوالدرداءؓ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگ کے مالک (یعنی اللہ) کے سوا کوئی کسی کو آگ کا عذاب نہ دے۔"

○

انڈہ چڑیا کو واپس پہنچاؤ:

ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں جا رہے تھے.. لوگوں نے ایک منزل پر قیام کیا۔ وہاں ایک جھاڑی میں ایک چڑیا نے انڈا دے رکھا تھا۔ ایک صحابیؓ نے وہ انڈا اٹھالیا۔ چڑیا بے قرار ہو کر اس صحابیؓ کے سر پر منڈلانے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

"کس نے اس چڑیا کا انڈا چھین کر اسے تکلیف پہنچائی ہے؟"

اس صحابی نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! یہ قصور مجھ سے ہوا۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"یہ انڈا وہیں رکھ دو جہاں سے اٹھایا ہے۔"

○

چیونٹیوں کا گھر کیوں جلایا؟:

ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ایک جگہ قیام کیا۔ وہاں چیونٹیوں کا گھر تھا۔ اس خیال سے کہ چیونٹیاں تکلیف نہ دیں، صحابہؓ نے اس گھر کو جلا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ واپس آئے اور چیونٹیوں کا گھر جلا ہوا دیکھا تو دریافت فرمایا:

"اسے کس نے جلایا ہے؟"

ایک صحابی نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! ہم نے۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"جائز نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی کسی کو آگ کا عذاب دے۔"

○

ان بچوں کو واپس چھوڑ کر آؤ:

عامر تیرانداز سے روایت ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اچانک ایک شخص آیا جس نے کمبل لے رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی۔ اس نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! درختوں کے جنگل میں میرا گزر ہوا۔ میں نے ایک جھاڑی میں ایک پرندے کے بچوں کی آوازیں سنیں۔ میں نے ان کو پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں رکھ لیا۔ ان کی ماں آئی اور میرے سر پر منڈلانے لگی۔ میں نے کمبل کو بچوں پر سے ہٹا دیا تو وہ ان پر گر پڑی اور وہ یہ میرے پاس ہیں۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"ان کو رکھ دے۔"

اس شخص نے ان بچوں کو ماں سمیت نیچے رکھ دیا مگر ان کی ماں ان کا ساتھ چھوڑنے کو تیار نہیں تھی۔ حضورؐ نے فرمایا:

"کیا تم ان بچوں پر ماں کے رحم کرنے پر تعجب کرتے ہو۔ تحقیق اللہ اپنے بندوں پر ان بچوں کی ماں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ تو ان کو واپس لے جا اور ان کو ماں سمیت وہیں رکھ دے جہاں سے انہیں پکڑا ہے۔"

چنانچہ وہ شخص انہیں لے گیا اور واپس اسی جھاڑی میں رکھ آیا جہاں سے اس نے انہیں پکڑا تھا۔"
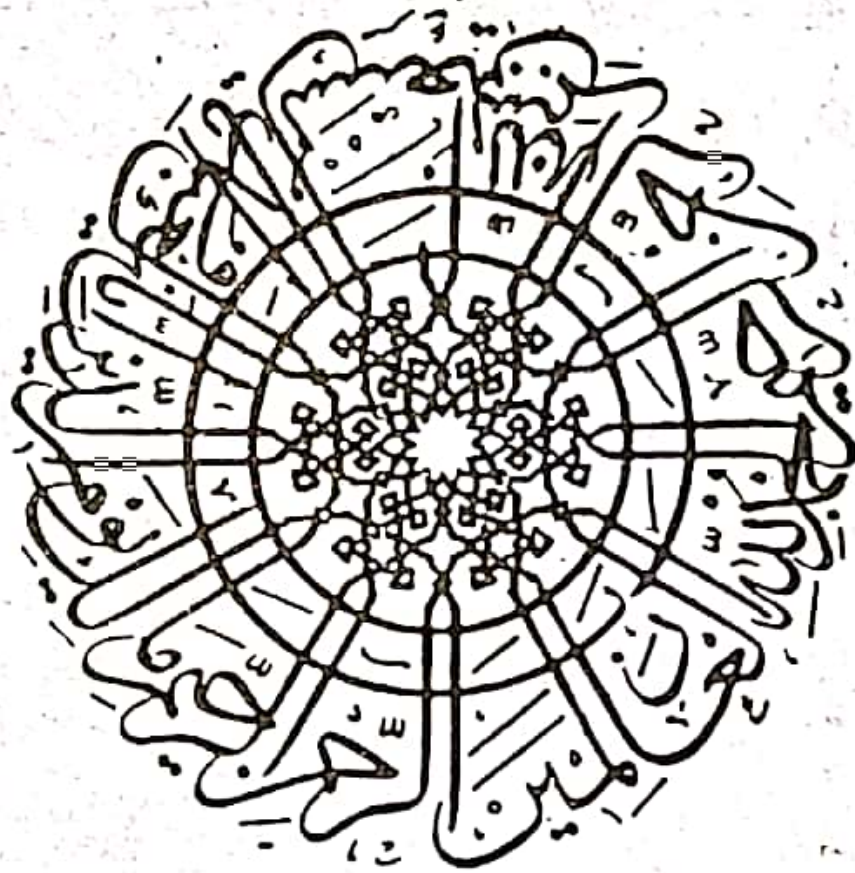
اللہ بندوں سے محبت کرتا ہے

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا۔ اس کے پاس ایک چادر تھی جس میں ایک پرندہ اور اس کے بچے لپٹے ہوئے تھے۔ اس نے آکر حضورؐ سے عرض کیا:

"یا رسول اللہؐ! ایک جھاڑی میں مجھے یہ بچے نظر آئے تو میں نے ان کو اٹھا لیا اور اس چادر میں لپیٹ لیا۔ ان بچوں کی ماں نے یہ دیکھا تو وہ میرے سر پر منڈلانے لگی۔ میں نے چادر ذرا سی کھولی تو وہ فوراً بچوں پر گر پڑی۔"

حضورؐ نے کہا:

"کیا اپنے بچوں کے ساتھ ماں کی اس محبت کو دیکھ کر تمھیں حیرت ہوئی ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، جو محبت اس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ کو اپنے بندوں کے ساتھ ہے۔"

اونٹ کی فریاد

ایک مرتبہ ایک انصاری کا اونٹ باؤلا ہو گیا۔ حضورؐ کو بتایا گیا تو آپؐ اس کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہؐ! ایسا نہ کیجیے کہیں آپؐ کو کاٹ نہ لے۔"

آپؐ نے فرمایا:

"مجھے اس کا کوئی ڈر نہیں۔"

یہ کہہ کر آپؐ جب اُس اونٹ کی طرف بڑھے تو اونٹ نے اپنا سر آپؐ کے آگے ڈال دیا۔ آپؐ نے اُسے پکڑ کر اُس کے مالک کے حوالے کر دیا اور فرمایا:

"ہر مخلوق جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں سوائے گناہ گار انسانوں اور نافرمان جنوں کے۔"

اسی طرح آپؐ ایک مرتبہ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے جہاں ایک اونٹ کھڑا تھا۔

حضورؐ کو دیکھ کر وہ بلبلانے لگا ... اس کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

حضورؐ نے اُس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔

پھر آپؐ نے اس اونٹ کے مالک کو بلایا اور فرمایا:

"یہ اونٹ مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ تم اِس کو بھوکا رکھتے ہو۔"

اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آکر آپؐ کے قدموں میں سر رکھ دیا۔

آپؐ نے پوچھا:

"یہ اونٹ کس کا ہے؟ یہ مجھ سے اپنے مالک کی شکایت کر رہا ہے۔"

تحقیق کرنے پر جب یہ بات صحیح ثابت ہوئی تو حضورؐ نے اس اونٹ کو اس کے مالک سے لے کر صدقے کے اونٹوں میں بھیج دیا۔

امت پر رحمت اور شفقت

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سورۂ توبہ کے آخری رکوع میں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بے شک تمہی میں سے ایک پیغمبر تمہارے پاس آیا ہے۔ تمہاری تکلیف اس پر شاق گزرتی ہے۔ اس کو تمہاری ہدایت و اصلاح کی حرص ہے۔ وہ ایمان والوں پر شفقت رکھنے والا اور مہربان ہے۔ چنانچہ رسول اکرمؐ کی شب و روز یہی خواہش رہتی تھی کہ امت راہ راست پر آجائے۔ امت کی ہدایت و بہبودی کے لئے حضورؐ نے کیا کیا مصیبتیں جھیلیں اور سخت سے سخت مصیبت میں بھی بددعا نہ فرمائی بلکہ ہدایت کی دعا کی۔ اسی واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مقام پر بھی امت کو فراموش نہیں فرمایا۔

رحم کرنے والا ہی جنتی ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جنت میں سوائے رحم کرنے والے کے کوئی نہ جائے گا۔ لوگوں نے کہا۔ ہم سب رحم کرنے والے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں جب تک عوام الناس پر رحم نہ کرے۔

(عن ابو ہریرہؓ، کنزا لعمال)

○

رحم کرو کہ تم پر رحم کیا جائے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا، جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

(عن جریر بن عبداللہ، صحیحین)

○

رحمت کا مادہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحمت کا مادہ بدبخت، آدمی کے دل میں سلب کر لیا جاتا ہے۔

(عن ابو ہریرہؓ، ترمذی)

○

خلق خدا پر رحم:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ خلق خدا پر رحم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے۔ جو چیز دنیا میں ہے۔ اس پر رحم کرو۔ خدا تعالیٰ جو آسمان پر ہے، تم پر

رحم کرے گا۔

(عن عبداللہ بن عمرؓ ابوداؤد)

○

آندھی اور بادل پر تشویش:

جس روز آندھی آتی یا آسمان پر بادل ہوتا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر غم و فکر کے آثار نمایاں ہو جاتے۔ حضورؐ کبھی آگے بڑھتے، کبھی پیچھے ہٹتے۔ جب آندھی رفع ہو جاتی یا بارش ہو کر مطلع صاف ہو جاتا تو حضور خوش ہو جاتے اور غم و فکر اور پریشانی کی حالت جاتی رہتی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضورؐ سے اس کا سبب دریافت کیا تو حضورؐ نے فرمایا:

"میں ڈرتا ہوں کہ کہیں "قوم عاد کی طرح" یہ کوئی عذاب نہ ہو جو میری امت پر مسلط کیا گیا ہو۔"

(صحیح مسلم)

○

امت کے کام کا والی:

— حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگی:

"یا اللہ! جو شخص میری امت کے کسی کام کا والی اور متصرف بنایا جائے اور پھر وہ میری امت کو مشقت میں ڈالے تو اس والی کو مشقت میں ڈال اور جو شخص میری امت کے کسی کام کا والی بنایا جائے اور پھر وہ ان کے ساتھ نرمی کرے تو اس والی کے ساتھ نرمی کر۔"

(مشکوٰۃ)

○

شوقِ جہاد:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کا اس قدر شوق تھا کہ حضورؐ چاہتے تھے کہ میں بار بار زندہ ہو کر شہید ہوتا رہوں مگر چونکہ امت میں ہر ایک پر واجب تھا کہ جہاد میں آپؐ کے ساتھ نکلے' اس لئے آپ سرایا① میں لشکر اسلام کے ساتھ اس خیال سے تشریف نہ لے جایا کرتے تھے کہ اگر میں ہر فوج کے ساتھ جاؤں تو مسلمانوں کی ایک جمعیت پیچھے رہ جائے گی کیونکہ میرے پاس اس قدر گھوڑے' اونٹ نہیں کہ سب کو سوار کر کے ساتھ لے جاؤں اور نہ ان میں استطاعت ہے کہ سوار ہو کر میرے ساتھ چلیں۔ اس طرح پیچھے رہ جانے والے گنہگار اور ناخوش و دل شکستہ ہوں گے۔

(صحیح مسلم)

---

① جس لشکر یا جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذات اقدس شامل ہوں' وہ غزوہ کہلاتا ہے اور اگر حضورؐ بذات اقدس شامل نہ ہوں بلکہ اپنے اصحابؓ میں سے کسی کو دشمن کے مقابلے میں بھیج دیں تو وہ لشکر یا جنگ سریہ (جمع سرایا) کہلاتا ہے۔

○

خدایا میری امت' میری امت!:

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کا قول حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت **(رب انھن اضللن کثیرا من النلس---** اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول **ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز**

الحکیم تلاوت فرمایا اور پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر روتے ہوئے یوں دعا کی:
اللھم امتی امتی (خدایا میری امت، میری امت!) اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ محمدؐ کے پاس جاؤ اور ان سے رونے کا سبب دریافت کرو۔ حضرت جبریلؑ نے حاضر خدمت ہو کر رونے کا سبب پوچھا۔ حضورؐ نے بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:
"اے جبریل! محمدؐ کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ہم آپؐ کو آپؐ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے اور غمگین نہ کریں گے۔"

(صحیح مسلم)

○

مومن مقروض کا ولی میں ہوں:

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن انتقال کر جائے اور مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کو (خواہ کوئی ہوں) ملنا چاہیے اور جو مومن قرض یا محتاج عیال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ قرض خواہ یا عیال میرے پاس آئے کیونکہ میں اس کا ولی و متکفل ہوں۔

(بخاری)

○

یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات نماز تراویح اپنے صحابہ کرامؓ کو پڑھائی۔ چوتھی رات صحابہ کرامؓ بکثرت مسجد میں جمع ہوئے اور حضورؐ کا انتظار کرتے رہے مگر آپؐ تشریف نہ لائے۔ صبح کی نماز کے بعد آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا:

"تمہارا مسجد میں جمع ہونا مجھ سے پوشیدہ نہ تھا لیکن میں ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ نماز تم پر فرض ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز آ جاؤ۔"

(بخاری)

○

یہ افعال فرض نہ ہو جائیں:

نماز تراویح کی طرح بعض اور افعال کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس اندیشے کی بنا پر ترک فرما دیا تھا کہ کہیں یہ افعال امت پر فرض نہ ہو جائیں۔ ہر نماز کے لئے مسواک کرنا، عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنا اور صوم وصال یعنی کئی کئی دن متصل روزے رکھنا وغیرہ سے منع فرمانا اسی قبیل سے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین اور دنیا دونوں میں امت کے لئے آسانی مدنظر رکھتے تھے۔

(بخاری)

○

پچاس سے پانچ نمازوں تک:

شب معراج میں پہلے پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ بارگاہ رب العزت سے واپس آتے ہوئے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے دریافت کیا۔ "کیا حکم ملا ہے؟"

حضورؐ نے جواب دیا۔ "ہر روز پچاس نمازوں کا حکم ملا ہے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ "آپ کی امت ہر روز پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی۔ آپ اپنی امت کا بار ہلکا کرائیں۔"

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درگاہِ رب العزت میں بار بار حاضر ہو کر تخفیف کراتے رہے یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔

(بخاری و مسلم)

○

سلام میں امت کی اپنے ساتھ شمولیت:

جب شب معراج میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام قاب قوسین میں پہنچے اور بارگاہ رب العزت میں التحیات للہ والصلواۃ والطیبات کا ہدیہ پیش کیا تو باری تعالیٰ کی طرف سے آپؐ پر یوں سلام پیش ہوا۔

السلام علیک ایھا النبی و رحمتہ الل ہ و بر کاتہ

اے نبی! تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔

اس کے جواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا۔

السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین

سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر

اس طرح اپنے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "عباد الصالحین" کا الگ ذکر کر کے اپنے امتیوں کو کمال شفقت و کرم سے سلام میں اپنے ساتھ شامل رکھا اور اسی واسطے جمع کا صیغہ علینا استعمال فرمایا۔

(صحیحین)

○

آگ اور پروانوں کی مثال:

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا حال اور میری امت کا حال اسی شخص کی مثل ہے جس نے آگ روشن کی۔ پس ٹڈیاں اور پروانے اس آگ میں گرنے لگے اور وہ ان کو پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹاتا تھا۔ سو میں تم کو کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں اور تم ہو کہ میرے ہاتھ سے چھوٹ چھوٹ کر آگ میں گرنا چاہتے ہو۔

(مسلم)

○

رہبانیت سے نفرت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رہبانیت کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ صحابہؓ میں سے بعض بزرگ طبعی میلان یا عیسائی راہبوں کے اثر سے رہبانیت پر آمادہ تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو باز رکھا۔ بعض صحابہؓ ناداری کی وجہ سے شادی نہیں کر سکتے تھے اور ضبط نفس پر بھی قادر نہ تھے۔ انہوں نے قطع اعضاء کرنا چاہا تو حضورؐ نے اس پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا۔

قدامہؓ بن مظعون ایک دوسرے صحابیؓ کے ساتھ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم میں سے ایک نے ترک حیوانات کا اور دوسرے نے ترک نکاح کا عزم کرلیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: "میں تو دونوں سے متمتع ہوتا ہوں۔"

حضورؐ کی مرضی نہ پاکر دونوں صحابیؓ اپنے ارادے سے باز رہے۔

○

تم میں مجھ جیسا کون ہے؟:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی متواتر کئی کئی دن تک ایک روزہ رکھتے تھے۔ درمیان میں یا تو بالکل افطار نہیں کرتے تھے یا برائے نام کچھ کھا لیتے تھے لیکن جب صحابہؓ نے اس امر میں آپؐ کی تقلید کرنی چاہی تو آپؐ نے منع فرما دیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! پھر حضورؐ کیوں کئی کئی دن تک افطار نہیں کرتے؟"

حضورؐ نے فرمایا: "تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ مجھ کو تو میرا خدا کھلانے والا ہے جو کھلاتا ہے اور خدا پلانے والا ہے جو پلاتا ہے۔"

(صحیح مسلم)

○

تم پر تمہارے جسم کا حق:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے عہد کر لیا تھا کہ ہمیشہ دن کو روزے رکھیں گے اور رات کو عبادت کریں گے۔ جب ان کی روزہ داری کا چرچا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا اور پوچھا کہ کیا یہ خبر صحیح ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو حضورؐ نے فرمایا:

"تم پر تمہارے جسم کا حق ہے، آنکھ کا حق ہے، بیوی کا حق ہے۔ مہینے میں تین دن کے روزے کافی ہیں۔"

عبداللہ بن عمرو نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! مجھ کو اس سے زیادہ طاقت ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا: "اچھا تیسرے دن۔"

عبداللہ بن عمروؓ بولے: "میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔"

اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"اچھا' ایک دن بیچ دے کر۔ ایک دن افطار کرو اور ایک دن روزہ رکھو کہ یہی داؤد کا روزہ تھا اور یہی افضل الصیام ہے۔"

عبداللہ بن عمروؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! مجھ کو اس سے بھی زیادہ قدرت ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "بس اس سے زیادہ بہتر نہیں۔"

تین دن سے زیادہ نہیں:

قبیلہ باہلہ کے ایک صاحب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واپس گئے۔ سال بھر کے بعد انہیں دوبارہ آنے کا اتفاق ہوا لیکن ایک ہی سال میں ان کی شکل و صورت اس قدر بدل گئی تھی کہ حضورؐ انہیں پہچان نہ سکے۔ انہوں نے اپنا نام بتایا تو حضورؐ نے حیرت سے کہا:

"تم تو نہایت خوش جمال تھے' تمہاری صورت کیوں بگڑ گئی؟"

انہوں نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! جب سے آپؐ سے رخصت ہوئے متصل روزے رکھتا ہوں۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"اپنی جان کو کیوں عذاب میں ڈالا؟ رمضان کے علاوہ ہر مہینہ میں ایک دن کا روزہ کافی ہے۔"

انہوں نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں۔"

حضورؐ نے ایک دن کا اور اضافہ کر دیا۔ مزید اضافہ کی درخواست پر حضورؐ نے تین دن کر دیئے۔

○

میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں:

ایک دفعہ چند صحابہؓ خاص اس غرض سے ازواج مطہراتؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے حالات دریافت کریں۔ وہ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن رات عبادت کے سوا کچھ نہ کرتے ہوں گے۔ حالات سنے تو ان کے خیال کے مطابق نہ تھے۔ کہنے لگے کہ بھلا ہم کو حضورؐ سے کیا نسبت؟ انہیں تو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ پھر ایک صاحب نے کہا:

"میں رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔"

دوسرے صاحب بولے: "میں عمر بھر روزے رکھا کروں گا۔"

ایک اور صاحب نے کہا: "میں کبھی شادی نہ کروں گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتیں سن کر فرمایا:

"خدا کی قسم! میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں تاہم روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جو شخص میرے طریقے پر نہیں چلتا وہ میرے گروہ سے خارج ہے۔"

○

اسلام آسان مذہب ہے:

کسی غزوہ میں ایک صحابیؓ ایک غار کے پاس سے گزرے جس کے اردگرد سایہ دار درخت تھے اور قریب پانی کا چشمہ بھی تھا۔ اردگرد کا سارا ماحول نہایت شاداب و خوشگوار تھا۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔

"یا رسولؐ اللہ! مجھ کو ایک غار مل گیا ہے جس میں ضرورت کی سب چیزیں ہیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ ترک دنیا کر کے وہاں گوشہ نشین ہو جاؤں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں یہودیت یا نصرانیت لے کر دنیا میں نہیں آیا۔ میں آسان اور سہیل ابراہیمی مذہب لے کر آیا ہوں۔"

○

جو لا الہ الا اللہ کہتا ہے:

حضرت عتبانؓ بن مالک جو اصحاب بدر میں سے تھے' ان کی بینائی میں فرق آگیا تھا۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! میں اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھتا ہوں لیکن جب بارش ہو جاتی ہے تو مسجد تک جانا مشکل ہو جاتا ہے' اس لئے اگر آپؐ میرے گھر تشریف لا کر نماز پڑھ لیتے تو میں اسی جگہ کو سجدہ گاہ بنا لیتا۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگلے روز حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ساتھ لے کر حضرت عتبانؓ کے گھر گئے اور دروازے پر ٹھہر کر اذن مانگا۔ اندر سے جواب آیا تو گھر میں تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا: "کہاں نماز پڑھوں؟"

حضرت عتبانؓ نے جگہ بتا دی۔ آپؐ نے تکبیر کہہ کر دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز کے بعد لوگوں نے کھانے کے لئے اصرار کیا۔ محلے کے تمام لوگ کھانے میں شریک ہوئے۔ ایک شخص نے کہا:

"مالک بن دخیش نظر نہیں آ رہے۔"

ایک دوسرے شخص نے جواب دیا: "وہ منافق ہے۔"

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ نہ کہو وہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔"

لوگوں نے کہا:

"ہاں یا رسولؐ اللہ! لیکن ان کا میلان منافقین کی طرف ہے۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"جو شخص خدا کی مرضی کے لئے لا الہ الا اللہ کہتا ہے، خدا اس پر آگ کو حرام کر دیتا ہے۔"

○

ظہار کی خلاف ورزی:

ایک بار ایک صحابیؓ نے ماہ رمضان تک کے لئے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا یعنی یہ کہہ دیا کہ تو ماہ رمضان تک کے لئے مجھ پر میری ماں کے برابر حرام ہے لیکن ابھی یہ مدت گزرنے نہ پائی تھی کہ انہوں نے اپنی بیوی سے مقاربت کر لی۔ پھر لوگوں کو اس کی خبر کی اور ان سے کہا:

"مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔"

سب نے انکار کر دیا تو انہوں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو تعجب کا اظہار کیا، پھر ایک غلام کے آزاد کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے ناداری کا عذر کیا تو حضورؐ نے فرمایا:

"مسلسل دو ماہ تک کے روزے رکھو۔"

انہوں نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! یہ سب تو رمضان ہی کی وجہ سے ہوا ہے۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"اچھا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔"

انہوں نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! ہم تو خود فاقے کر رہے ہیں۔"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"صدقہ کے عامل کے پاس جاؤ۔ وہ تمہیں ایک وسق کھجوریں دے دے گا۔ اس میں سے ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر کھلا دینا اور جو بچے، وہ اپنے اہل و عیال پر صرف کرنا۔"

روزہ میں بیوی سے مقاربت:

ایک بار ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

"یا رسولؐ اللہ! میں تو برباد ہو گیا۔ میں حالت روزہ میں اپنی بیوی سے مقاربت کر بیٹھا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

"ایک غلام آزاد کر سکتے ہو؟"

اس نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! نہیں۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"دو مہینے تک مسلسل روزے رکھ سکتے ہو؟"

اس نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! نہیں۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟"

اس نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! اس کی بھی قدرت نہیں۔"

یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو رہے۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ایک شخص نے کھجوروں کی ایک ٹوکری ہدیئے کے طور پر خدمت اقدس میں پیش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سائل کہاں گیا؟"

اس شخص نے آگے بڑھ کر عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! میں یہ ہوں۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"لو ان کھجوروں کو لے جاؤ اور کسی غریب کو خیرات کر دو۔"

اس نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' مدینہ میں مجھ سے زیادہ غریب کوئی نہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے اور ارشاد فرمایا۔ "جاؤ' جا کر اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دو۔"

○

ماں تو بچے کو آگ میں نہیں ڈالتی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس آ رہے تھے۔ ایک عورت اپنے بچے کو گود میں لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

"یا رسول اللہؐ! ایک ماں کو اپنے بچے سے جس قدر محبت ہوتی ہے' کیا اللہ کو اپنے بندوں سے اس سے زیادہ نہیں ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہاں' بے شک ہے۔"

یہ سن کر اس عورت نے کہا:

"کوئی ماں تو اپنے بچے کو آگ میں ڈالنا گوارا نہیں کرتی۔"

یہ سن کر فرط اثر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گریہ طاری ہو گیا۔ پھر آپؐ نے سر اٹھا کر فرمایا:

"اللہ صرف' اس بندے کو عذاب دے گا جو سرکشی سے ایک کو دو کہتا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ)

○

اللہ کی بندوں سے محبت:

ایک دفعہ ایک غزوہ میں ایک عورت گرفتار ہو کر آئی۔ اس کا بچہ گم ہو گیا تھا' محبت مادری کا یہ جوش تھا کہ کوئی بھی بچہ مل جاتا تو اسے سینے سے لگا لیتی اور اس کو دودھ پلاتی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"کیا یہ ہو سکتا ہے کہ یہ عورت خود اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے؟"

لوگوں نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! کبھی نہیں۔"

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اس سے زیادہ محبت ہے جتنی اس عورت کو اپنے بچے سے ہے۔"

(بخاری)

○

امت کے لئے دعائے مغفرت:

حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مقام زوعرا کے قریب پہنچے تو حضورؐ سواری سے اتر گئے اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ پھر سجدے میں گئے اور دیر تک اسی حالت میں پڑے رہے۔ پھر سر اٹھا کر بدستور دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور پھر دیر تک سجدے

میں رہے۔ پھر اٹھ کر عاجزی کے ساتھ دعا شروع کی اور اس کے بعد پھر سجدہ کیا۔ اس دعا و سجود سے فارغ ہو کر حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا:

"میں نے اپنی امت کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی جس کا ایک حصہ قبول ہوا اور پھر شکر کے لئے سجدہ میں گیا۔ پھر میں نے مزید درخواست کی۔ وہ بھی مقبول ہوئی تو میں پھر سجدہ شکر بجالایا۔ میں نے پھر امت کے لئے دعا و زاری کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی درجہ استجابت بخشا اور پھر میں سجدہ میں گر گیا۔

○

غلط نذر کی اصلاح:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص کو کچھ فاصلے پر دھوپ میں کھڑے دیکھ کر اس کے متعلق دریافت فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہؐ! اس شخص کا نام ابو اسرائیل ہے۔ اس نے نذر مانی ہے کہ آج سارا دن دھوپ میں کھڑا رہے گا۔ نہ بیٹھے گا اور نہ سایہ میں جائے گا اور نہ کسی سے بات چیت کرے گا اور شام تک روزہ رکھے گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس سے کہو کہ بات چیت کرے اور سایہ میں جائے' اور کھڑا نہ رہے' بیٹھ جائے' ہاں روزہ شام تک رکھے۔"

(بخاری)

○

دعا کا تحفہ:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص سفر پر روانہ ہونے سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا:

"یا رسولؐ اللہ! دعا کا تحفہ بخشیے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس سفر میں تجھے تقویٰ کا توشہ عنایت فرمائے۔"

اس نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! کچھ اور!"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تیرے گناہ معاف فرمائے۔"

اس نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! کچھ اور زیادہ کیجئے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تو جہاں کہیں بھی ہو' اللہ تعالیٰ تیرے لئے خوبی اور بھلائی کو آسان کر دے۔"

(ترمذی)

○

حضورؐ بھی رونے لگے:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عدالت سے ایک شخص کے قتل کا حکم صادر ہوا۔ اس شخص کے قتل کے بعد اس کی بیٹی نوحہ کرتی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت میں پہنچ گئی۔ اس کا نوحہ سن کر حضورؐ بھی رونے لگے۔ صحابہؓ کو حضورؐ کے رونے پر تعجب ہوا تو آپؐ نے فرمایا:

"یہ رونا محمد بن عبداللہ کا فعل ہے اور مجرم کو قتل کرانا محمد رسول اللہ کا فعل تھا۔"

○

اولین چور کا ہاتھ کاٹا جانا:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ جب سب سے پہلے ایک چور پکڑا ہوا آیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیا تو حضورؐ کے چہرہ مبارک پر رنج وافسوس کا اثر محسوس ہوتا تھا۔ لوگوں نے کہا:

"یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ کو اس کا ہاتھ کاٹا جانا ناپسند ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو حکم میں نے دیا' اس سے روکنے والی میرے لئے کوئی چیز تھی ہی نہیں --- لیکن ہاں! تمہیں چاہیے کہ اپنے بھائی کی مخالفت میں شیطان کے مددگار نہ بنا کرو یعنی اگر بغیر سزا یابی کے بھی اسے عبرت ہو سکتی ہو اور مدعی بھی درگزر پر آمادہ ہو تو بلا ضرورت سزا یابی کی کوشش کرکے شیطان کے مددگار نہ بنا کرو اور حاکم کا فرض تو یہی ہے کہ جب معاملہ اس کے سامنے پیش ہو تو منصفانہ فیصلہ ہی کرے --- اور یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بے حد درگزر کرنے والا ہے اور درگزر کو پسند فرماتا ہے۔ سو تمہیں بھی چاہیے کہ آپس میں درگزر کیا کرو۔ کیا تمہیں اچھا نہیں لگتا کہ اللہ تعالیٰ بھی تمہاری مغفرت کرے کہ اللہ تعالیٰ تو ہے ہی معافی اور رحم والا۔"

(مسند احمد)

بدگمانی نہ کرو

حاطب ابن ابی بلتعہؓ ایک صحابی تھے۔ ان سے ایک سخت غلطی ہوگئی۔

حضرت عمرؓ کو جب اس کا علم ہوا تو وہ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ حاطبؓ نے اللہ، اللہ کے رسولؐ اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی ہے۔ مجھے اجازت دیجیے کہ میں ان کی گردن اُڑا دوں۔"

حضورؐ نے حاطبؓ کو بلایا اور پوچھا: "تم نے ایسا کیوں کیا؟"

حاطبؓ نے جواب دیا:

"اللہ کی قسم، میرے ایمان میں کوئی خرابی نہیں۔ میں نے جو کچھ کیا وہ صرف مکے میں اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کے خیال سے کیا۔ میں کافروں پر ایک احسان کرنا چاہتا تھا تاکہ اس کے بدلے میں میرے بیوی بچوں کی جان محفوظ ہوجائے۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"حاطب سچ کہتے ہیں۔ ان کے بارے میں اچھے الفاظ استعمال کرو، بدگمانی نہ کرو۔"

لیکن حضرت عمرؓ نے پھر کہا، "... نے اللہ، اللہ کے

رسولؐ اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی ہے۔ اجازت دیجیے کہ ان کی گردن اُڑا دوں۔"

حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"کیا یہ بدر میں نہیں تھے؟ کوئی بات تو ہے جو اللہ نے اہلِ بدر کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو، کیوں کہ جنت تمھاری قسمت میں لکھی جا چکی ہے۔"

یہ سُن کر حضرت عمرؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ بول اٹھے:

"بے شک۔"

"تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمھارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمھاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے۔"

(التوبہ : ۱۲۸)

غیرت

حضورؐ کسی کو نادم و شرمندہ ہوتے دیکھنا بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب آپؐ کو کسی کی کوئی بات ناپسندیدہ نظر آتی تو آپؐ اس کا نام لے کر خصوصیت کے ساتھ کچھ نہیں کہتے تھے بلکہ یوں کہہ دیتے تھے کہ "وہ کیسے لوگ ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں"۔ یوں اس کو اشارتاً تنبیہ ہوجاتی اور وہ دوسروں کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچ جاتا۔ باقی لوگوں کو بھی اس حرکت کی خرابی معلوم ہوجاتی۔

بھری محفل میں کوئی بات ناگوار ہوتی تو لحاظ کی وجہ سے آپؐ زبان سے کچھ نہ کہتے، چہرے کے اثر سے ظاہر ہوتا اور صحابہؓ سمجھ جاتے اور ان کو تنبیہ ہو جاتی۔

سب کا خیال رکھنا چاہیے

مدینے میں بنو سلمہ نے اپنے محلے میں ایک مسجد بنالی تھی جہاں حضرت معاذ بن جبلؓ نماز پڑھایا کرتے تھے۔

ایک دن عشا کی نماز میں انھوں نے سورۃ بقر پڑھی جو قرآن پاک کی سب سے لمبی سورۃ ہے۔ پیچھے کی صفوں میں ایک صاحب تھے جو سارا دن کھیت میں کام کرکے آتے تھے اور بہت تھکے ہوتے تھے۔ حضرت معاذؓ کی نماز ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ نیت توڑ کر مسجد سے چلے گئے۔

حضرت معاذؓ کو خبر ہوئی تو کہنے لگے کہ وہ منافق ہے۔ انھوں نے بھی یہ بات سنی۔ انھیں بہت رنج ہوا اور وہ حضورؐ کے پاس آئے اور حضرت معاذؓ کی شکایت کی۔

حضورؐ نے حضرت معاذؓ کو بلایا اور فرمایا:

"چھوٹی سورتیں پڑھا کرو، کیوں کہ تمھارے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں سبھی قسم کے لوگ ہوتے ہیں، بوڑھے بھی اور وہ بھی جنھیں کوئی کام ہوتا ہے۔ تم کو سب کا خیال رکھنا چاہیے۔"

سخاوت اور فیاضی

سخاوت و فیاضی کا جوہر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ حضورؐ نے تمام عمر کبھی کسی سائل کو نہ جھڑکا بلکہ کچھ دے دلا کر رخصت کیا۔ حرف انکار کبھی حضورؐ کی زبان پر نہیں آیا۔

ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو ترے در سے
اک لفظ "نہیں" ہے کہ ترے لب پر نہیں ہے (اعظم چشتی)

اگر حضورؐ کے پاس کچھ موجود نہ ہوتا تب بھی انکار کی بجائے معذرت کرتے تھے اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ حضورؐ سے کچھ مانگا گیا ہو اور حضورؐ نے فرمایا ہو کہ میں نہیں دیتا۔ حضورؐ توکل کے لئے کوئی چیز اٹھا نہ رکھتے تھے۔ ایک بار حضورؐ نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے فرمایا:

"اے ابوذرؓ! مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس کوہ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے میرے پاس ایک اشرفی بھی بچ رہے سوائے اس کے جو ادائے قرض کیلئے ہو۔ تو اے ابوذرؓ! میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے خدا کی مخلوق میں تقسیم کر کے اٹھوں گا۔

حضورؐ سب سے زیادہ سخی تھے:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔

(بخاری)

حضورؐ کی سخاوت:

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں تو بہت ہی سخی ہو جاتے تھے۔

(بخاری)

حضورؐ نے کبھی مانگنے والے کو انکار نہیں کیا:

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اکرمؐ سے کسی نے کچھ مانگا ہو اور آپؐ نے فرمایا ہو میں نہیں دیتا۔

(صحیحین)

حضورؐ کل کیلئے کچھ نہیں رکھتے تھے:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ کل کے لئے کوئی چیز نہیں اٹھا رکھتے تھے۔

(ترمذی)

حضورؐ تین دن سے زیادہ کچھ پاس نہیں رکھتے تھے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس احد پہاڑ کے برابر خالص سونا ہو تو میں اس میں خوش ہوں کہ تین راتوں میں خرچ ہو جائے اور اس میں کچھ بھی میرے پاس نہ رہے۔ سوائے اس کے کہ ادائے دین (قرض) کے لئے رکھ لیا جائے۔

(عن ابو ہریرہؓ، خیر المواعظ)

○

سخی اللہ سے قریب ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے اور آدمیوں سے قریب ہے مگر دوزخ سے دور ہے اور بخیل اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، آدمیوں سے دور ہے مگر دوزخ سے قریب ہے۔ جاہل سخی اللہ کو پسند ہے عابد بخیل سے۔

(عن ابو ہریرہؓ، خیر المواعظ)

○

سخی کیلئے فرشتوں کی دعا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز صبح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک کہتا ہے کہ یا اللہ سخی کے مال کا نعم البدل عطا کر۔ دوسرا کہتا ہے۔ اے اللہ بخیل کا مال تلف کر۔

(عن ابو ہریرہؓ، خیر المواعظ)

مانگنے والوں کو خالی ہاتھ نہ پھیرو:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مانگنے والوں کو خالی ہاتھ نہ پھیرو۔ خواہ ایک سوختہ کھر ہی دے دو۔

(عن ام بجیدؓ، نسائی)

○

پناہ کے طالب کو پناہ دینا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم سے پناہ چاہے اسے پناہ دے دو۔ جو خدا کا واسطہ دے کر کچھ مانگے اسے دے دو اور جو تمہیں دعوت پر بلائے اس کی دعوت قبول کرو۔

(عن ابن عمرؓ، ابوداؤد)

○

مانگنے سے بچنے والا:

ایک دفعہ چند انصاری رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضورؐ سے کچھ مانگا۔ آپؐ نے ان کو دے دیا۔ انہوں نے پھر مانگا۔ آپؐ نے پھر دے دیا۔ حتیٰ کہ جو کچھ آپؐ کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس جو مال بھی ہے میں اسے تمہیں دینے میں دریغ کرنے والا نہیں لیکن جو شخص مانگنے سے بچا رہے گا۔ خدا اسے محتاجی سے بچائے رکھے گا اور طبیعت پر جبر کر کے صبر کرے گا۔ خدا اسے صبر کرنے کی توفیق دے گا اور کسی شخص کو صبر سے بہتر اور فراخ چیز نہیں دی گئی۔

○

اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند کرو جو خود پسند کرتے ہو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کوئی شخص پورا ایماندار نہیں بن سکتا تاوقتیکہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(عن انسؓ صحیحین)

○

دو آدمی کا کھانا تین کو کافی ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو آدمی کا کھانا تین کو کافی ہے اور تین کا کھانا چار کو کافی ہے۔ (عن جابرؓ صحیحین)

○

زائد مال دوسروں کا حق ہے:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ ایک مردِ اونٹ پر سوار آپؐ کی خدمت میں آیا اور دائیں بائیں دیکھنا شروع کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس سواری زائد ہو وہ اسے دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے۔ جس کے پاس زاد فاضل ہو وہ اسے دے دے جس کے پاس زاد نہیں ہے پس آپؐ نے اسی طرح ہر قسم کے مال کا ذکر کیا اور ایسا ہی فرماتے گئے۔ حتیٰ کہ ہم سمجھ گئے کہ زائد مال میں ہمارا حق کچھ نہیں۔

(مسلم شریف)

مل بانٹ کر کھانے والے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعری لوگ جب غزوہ میں ان کا زاد قریب الختم ہوتا ہے یا مدینہ میں ان کے عیال کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو جو کچھ کسی کے پاس ہوتا ہے سب مل کر ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں۔ پھر آپس میں ایک برتن سے برابر بانٹ لیتے ہیں۔ یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

(عن ابو موسیٰؓ صحیحین)

○

حضورؐ کی بلاامتیاز سخاوت:

ایک بار ایک سائل نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ یہ سائل ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا مگر حضورؐ ہر سائل کو اس کی حاجت کے مطابق عطا فرمایا کرتا تھے اور اس سخاوت میں مسلم اور غیر مسلم میں کوئی امتیاز روا نہ رکھتے تھے چنانچہ حضورؐ نے اسے کثیر تعداد میں بکریاں عنایت فرمائیں۔ وہ یہ بکریاں لے کر اپنی قوم میں پہنچا تو انہیں بتایا کہ یہ بکریاں کس نے اور کیسے دی ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا:

"اے میری قوم! مسلمان ہو جاؤ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص کی مثل عطا کرتے ہیں جس کو فقر کا کچھ خوف نہیں ہوتا۔"

○

تمام آٹا سائل کو دے دیا:

ایک دفعہ ایک سائل نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر سوال کیا۔ حضورؐ کے پاس اس وقت کچھ موجود نہ تھا۔ گھر میں پیغام بھجوایا:

"کچھ ہو تو اس سائل کو دے دو۔"

گھر سے جواب آیا:

"صرف تھوڑا سا آٹا ہے جو رات کے لئے رکھا ہے۔"

حضورؐ نے کہلا بھیجا:

"وہ آٹا سائل کو دے دو۔ یہ بھوکا ہے۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے وہ آٹا سائل کو دے دیا اور خود ساری رات فاقہ میں بسر کی۔

مرنے والے مقروض کے قرضے کی ادائیگی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص مقروض مرجائے اور کوئی ورثہ نہ چھوڑے تو ہم اس کا قرضہ ادا کریں گے اور اگر کوئی شخص کوئی ورثہ چھوڑ کر مرے تو وہ ورثہ اس کے وارثوں کو دیا جائے گا مگر اس کا قرضہ ہم ہی ادا کریں گے۔ قرض کی ادائیگی کا حضورؐ کو اتنا خیال تھا کہ مقروض کے جنازے کی نماز اس وقت پڑھاتے تھے جب اس کا قرض ادا کر دیتے تھے۔

حضورؐ مال تقسیم کر کے ہی گھر گئے:

ایک دفعہ کہیں سے غلے کے چند اونٹ آئے جو آتے ہی حضورؐ نے تقسیم کرنا شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ کوئی لینے والا باقی نہ رہا اور غلہ بچ رہا۔ شام ہو گئی مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر واپس نہ گئے۔ صحابہؓ میں سے کسی نے عرض کی:

"آپؐ گھر تشریف لے چلیے۔ جو غلہ بچ رہا ہے' پھر تقسیم ہو جائے گا۔"

حضورؐ نے جواباً فرمایا:

"جب تک یہ دنیا کا مال باقی ہے' میں گھر نہیں جا سکتا۔"

چنانچہ وہ رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ہی میں بسر فرمائی۔ صبح کے وقت کچھ ضرورت مند آئے تو آپؐ نے باقی ماندہ غلہ انہیں دے دیا ـــــ اس کے بعد حضورؐ گھر تشریف لے گئے۔

○

یہ سونا رات ہونے سے پہلے پہلے خیرات کر دیں:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ تکبیر ہو چکی تھی آپؐ صحابہؓ کو اسی طرح صف بندی کی حالت میں چھوڑ کر گھر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور آکر نماز پڑھائی۔ صحابہؓ نے اس طرح بے وقت گھر جانے کی وجہ پوچھی تو حضورؐ نے فرمایا:

"گھر میں سونے کا ایک ٹکڑا پڑا رہ گیا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ رات کو بھی گھر میں پڑا رہے اور میں چل بسوں۔ اہل بیت سے کہہ آیا ہوں کہ رات ہونے سے پہلے پہلے اسے راہ خدا میں دے دیں۔"

○

محمدؐ کے گھر میں اشرفیاں کیوں پڑی ہیں؟:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض الموت میں بستر پر لیٹے ہوئے تھے تو ایک شخص نے چند اشرفیاں لا کر دیں۔ حضورؐ نے فرمایا:

"انہیں خیرات کر دو۔ یہ زیبا نہیں کہ محمدؐ اپنے خالق کی بارگاہ میں جائے اور اس کے گھر میں اشرفیاں پڑی ہوں۔"

○

حضورؐ کی حلیمہ سعدیہؓ کے ساتھ فیاضی:

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہؓ مکہ میں حضورؐ کے پاس آئیں اور اپنی ناداری کا ذکر آپؐ سے کیا۔ حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ سے ذکر کیا۔ انہوں نے اسی وقت ایک اونٹ اور چالیس بکریاں حلیمہ سعدیہؓ کو عنایت فرما دیں۔

○

قرض لے کر سائل کی امداد کرنا:

ایک موقع پر ایک حاجت مند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتفاق سے اس وقت آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ حضورؐ نے ایک شخص سے نصف وسق غلہ قرض لیا اور سائل کو دے دیا پھر وہ شخص آ کر قرض کی واپسی کا تقاضا کرنے لگا۔ حضورؐ نے اسے ایک وسق غلہ عطا فرمایا اور کہا:

"آدھا قرض ہے اور آدھا عطا۔"

○

حضورؐ نے تین سو اونٹ دے دیئے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت و فیاضی زمانہ نبوت ہی کے ساتھ مختص نہ تھی بلکہ بعثت سے قبل بھی حضورؐ ایسے ہی سخاوت فرمایا کرتے تھے اور جو کچھ کماتے تھے، وہ سب غرباء اور مساکین میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ورقہ بن نوفل کہتے ہیں کہ نبوت سے

قبل حضورؐ کی کمائی اور دولت صرف اپنے لئے ہی نہ ہوا کرتی تھی بلکہ ہر عیال دار اور ناتواں شخص کے بار کے متحمل بھی آپ ہی ہوا کرتے تھے۔ آپؐ صرف اپنے لئے مال نہ کماتے تھے بلکہ محتاجوں، مفلسوں اور تہی دستوں کے لئے بھی کمایا کرتے تھے۔

صفوان بن سلیم کہتے ہیں کہ ایک دفعہ قبل از بعثت میں نے حضورؐ سے کچھ اونٹ مانگے۔ آپؐ نے ایک سو اونٹ مجھے دے دیئے۔ میں نے اور مانگے۔ آپؐ نے ایک سو اونٹ اور دے دیئے۔ میں نے مزید کے لئے درخواست کی تو آپؐ نے ایک سو اور دے دیئے۔

○

حضورؐ کی ہدیے کے جواب میں فیاضی:

معوذ بن عفراؓ ایک دفعہ ایک طباق میں کچھ تازہ کھجوریں اور چند چھوٹے چھوٹے روئیں دار کھیرے بطور ہدیہ لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے واپسی پر انہیں ایک تھیلہ درہم و دینار سے بھر کر عطا فرمایا جس میں کچھ زیورات بھی شامل تھے۔

○

حضورؐ کا عمر فاروقؓ کو عطیہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میری مالی حالت کچھ نرم ہو گئی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ دینا چاہا تو میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ سے زیادہ محتاجوں کو دیجئے۔" اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"تم اس کو لے کر رکھ لو اور پھر جہاں چاہو، خرچ کر دینا۔ جو چیز بغیر طلب کے آئے،

اسے لے لینا چاہیے اور جو نہ آئے' اس کے پیچھے نہ پڑنا چاہیے۔"

○

اللہ آپؐ کو محتاج نہ کرے گا:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نوے ہزار درہم لائے گئے اور ایک بوریئے پر ڈال دیئے گئے۔ حضورؐ نے انہیں صحابہؓ کرام میں تقسیم فرمانا شروع کر دیا۔ جس نے سوال کیا' اسے بھی دیا اور جس نے انکار کیا' اسے بھی دیا۔ یہاں تک کہ آپؐ ان تمام درہموں کی تقسیم سے فارغ ہو گئے اور آپؐ کے پاس ان میں سے ایک درہم بھی باقی نہ رہا۔ پھر ایک سائل نے آکر سوال کیا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے۔ تم ایسا کرو کہ میرے نام پر قرض لے لو۔ میں وہ قرض ادا کر دوں گا۔"

حضرت عمر فاروقؓ پاس ہی بیٹھے تھے۔ انہوں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا نے آپ کو یہ تکلیف نہیں دی کہ استطاعت سے بڑھ کر کام کریں۔"

حضورؐ یہ سن کر چپ سے ہو گئے۔ ایک انصاری بھی پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بے دریغ خرچ کریں۔ اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ وہ آپ کو محتاج نہ کرے گا۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور حضورؐ کے چہرہ انور پر خوشی کے کچھ آثار نمایاں ہوئے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا: "ہاں' مجھے یہی حکم ملا ہے۔"

○

حضورؐ کی اپنے چچا عباسؓ سے فیاضی:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے کہا:

"اس ڈھیر میں سے آپ جتنا سونا چاہیں اٹھالیں۔"

حضرت عباسؓ نے اس خیال سے کہ کہیں میں زیادہ نہ اٹھالوں۔ حضورؐ سے عرض کیا:

"آپؐ خود ہی دے دیں۔"

اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اتنا سونا دیا کہ وہ اکیلے اسے اٹھا نہ سکے۔

○

حضورؐ کی ایک بدو کے ساتھ سخاوت:

ایک دفعہ ایک بدو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضورؐ کی چادر مبارک کے کونے کو اس زور سے کھینچا کہ چادر کا کنارہ آپؐ کی گردن مبارک میں کھب گیا۔ پھر اس نے درشتی سے کہا:

"محمدؐ! میرے یہ دو اونٹ ہیں۔ ان پر لادنے کے لے مجھے سامان دو۔ کیونکہ تیرے پاس جو سامان ہے وہ نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے۔"

حضورؐ نے بڑے تحمل کے ساتھ فرمایا:

"مال تو اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔" پھر حضورؐ نے اس بدو سے پوچھا۔

"تم نے میرے ساتھ جو سلوک کیا ہے' کیا تم اس پر ڈرتے نہیں ہو؟"

بدو نے جواب دیا: "نہیں۔"

حضورؐ نے پوچھا: "کیوں؟"

بدو نے فوراً جواب دیا:

"اس لئے کہ مجھے یقین ہے کہ تم بدی کا بدلہ بدی سے نہیں دیتے۔"

حضورؐ مسکرائے اور اس کے ایک اونٹ پر کھجوریں اور دوسرے پر جو لدوا کر اسے رخصت کیا۔

○

جب بحرین سے خراج کا مال آیا:

ایک دفعہ بحرین سے خراج کا مال آیا اور صحن مسجد میں زر و سیم کا انبار لگ گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے لئے تشریف لائے تو انہوں نے اس ڈھیر کی طرف نگاہ غلط انداز بھی نہیں ڈالی۔ حضورؐ نماز سے فارغ ہوئے تو اس انبار کے پاس آ بیٹھے اور تقسیم فرمانے لگے۔ جو آیا' اسے دیتے گئے اور بے حساب دیتے گئے۔ تھوڑی دیر میں سارا ڈھیر ختم ہوگیا اور حضورؐ جیسے خالی ہاتھ گھر سے آئے تھے' ویسے ہی خالی ہاتھ گھر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت عباسؓ کو اس موقع پر اتنا مال عنایت ہوا کہ اسے اٹھا کر بڑی مشکل سے قدم اٹھاتے تھے۔

○

حضورؐ کی چاندی کی وجہ سے بے قراری:

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سائل آیا۔ اس وقت حضورؐ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"بیٹھ جاؤ' خدا دے گا۔"

وہ شخص بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک دوسرا سائل آیا' پھر تیسرا آیا۔ حضورؐ نے ان کو بھی

وہی الفاظ کہہ کر اپنے پاس بٹھالیا جو پہلے سائل سے کہے تھے۔

اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے چار اوقیہ چاندی حضورؐ کی خدمت میں پیش کی۔ حضورؐ نے ایک ایک اوقیہ چاندی ان تینوں سائلوں میں تقسیم فرما دی۔ ایک اوقیہ کی بابت اعلان کر دیا کہ کوئی ضرورت مند ہو تو آ کر لے لے مگر کوئی لینے والا نہ آیا۔ حضورؐ اس ایک اوقیہ چاندی کو گھر لے گئے۔ رات ہوئی تو حضورؐ نے وہ چاندی اپنے سرہانے رکھ لی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دیکھا کہ حضورؐ کو نیند نہیں آ رہی۔ اٹھتے ہیں اور نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ پھر ذرا لیٹ کر اٹھتے ہیں اور نماز پڑھنے لگتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا:

"حضورؐ کو آج کوئی تکلیف ہے؟"

حضورؐ نے فرمایا: "نہیں۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پھر پوچھا:

"کیا اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص حکم آیا ہے جس کی وجہ سے یہ بے قراری ہے؟"

حضورؐ نے جواباً فرمایا: "نہیں۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا:

"تو پھر حضورؐ آرام کیوں نہیں فرماتے؟"

اس پر حضورؐ نے سرہانے کے نیچے سے وہ چاندی نکال کر دکھائی اور فرمایا:

"یہ ہے جس نے مجھے بے قرار کر رکھا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ میرے پاس ہی ہو اور مجھے موت آ جائے۔"

حضورؐ کی غزوۂ حنین کے قیدیوں سے فیاضی:

جنگِ حنین میں چھ ہزار قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی غنیمت میں حاصل ہوئی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک چیز بھی اپنے لئے نہیں رکھی بلکہ تمام کا تمام مال غنیمت صحابہؓ میں تقسیم فرما دیا بلکہ جب قبیلہ ہوزان کے چھ سردار حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے رحم کی درخواست پیش کی تو حضورؐ نے بیشتر قیدیوں کو بغیر کسی شرط اور فدیئے کے رہا کر دیا اور باقی کی قیمت اپنے پاس سے عطا فرما دی۔ حضورؐ نے اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ان قیدیوں کو ایک ایک جوڑا مصری لباس کا دے کر رخصت کیا۔

○

جب رئیس فدک نے اونٹ بھیجے:

ایک دفعہ فدک کے رئیس نے چار اونٹ غلہ سے لدوا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے۔ حضورؐ کے حکم کے مطابق حضرت بلال حبشیؓ نے یہ غلہ بازار میں فروخت کر دیا اور قیمت فروخت میں سے ایک یہودی کا قرض ادا کیا۔ پھر انہوں نے حضورؐ کو اطلاع دی کہ کچھ رقم بچ گئی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

"جب تک یہ رقم باقی ہے میں گھر نہیں جاؤں گا۔"

حضرت بلالؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! کوئی سائل ہی نہیں ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"بہرحال جب تک یہ رقم باقی رہے گی، میں گھر نہیں جا سکتا۔"

چنانچہ حضورؐ نے وہ رات مسجد ہی میں بسر کی۔ دوسرے دن حضرت بلالؓ نے اطلاع دی:

"یا رسولؐ اللہ! باقی رقم بھی تقسیم ہو گئی۔"

حضورؐ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر گھر تشریف لے گئے۔

○

بچی ہوئی اشرفیوں کی فکر:

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھ اشرفیاں تھیں۔ چار تو حضورؐ نے خرچ کر دیں اور دو آپؐ کے پاس بچ رہیں۔ ان دو اشرفیوں کی وجہ سے حضورؐ کو تمام رات نیند نہ آئی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا:

"حضورؐ! معمولی بات ہے۔ صبح ان کو بھی خیرات کر دیجئے گا۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"کیا خبر کہ میں صبح تک زندہ رہوں گا یا نہیں۔"

○

جب فاطمہؓ نے سونے کا ہار پہنا:

ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت علیؓ نے سونے کا ایک ہار بنوا دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے وہ ہار گلے میں پہنا ہی تھا کہ رسولؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آ کر بیٹھے ہی تھے کہ حضورؐ نے دیکھا کہ بیٹی کے گلے میں سونے کا ہار پڑا ہے۔ حضورؐ ناراضگی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"میں مناسب نہیں سمجھتا کہ مسلمان حاجت مند ہوں اور میری بیٹی سونے کا ہار

پہنے۔"

حضرت فاطمہؓ تو ایک سعادت مند بیٹی تھیں۔ انہوں نے اسی وقت ہار گردن سے اتارا اور فروخت کر کے راہ خدا میں دے دیا۔

○

ایک غریب صحابیؓ کی شادی:

ایک غریب صحابیؓ نے شادی کی۔ دعوت ولیمہ کیلئے ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو اپنے گھر سے آٹے کی ٹوکری منگا کر ان صحابی کی نذر کر دی حالانکہ اس دن آٹے کی اس مقدار کے سوا حضورؐ کے گھر میں کھانے کیلئے کوئی چیز نہ تھی۔

○

ایک امیر صحابیؓ کی وصیت:

ایک صحابیؓ نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرے سات باغ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیئے جائیں۔ اس وقت حضورؐ کو مال کی شدید ضرورت تھی لیکن حضورؐ نے ساتوں کے ساتوں باغات کی آمدنی راہ خدا میں وقف کر دی۔ ان باغات سے جو کچھ حاصل ہوتا تھا، حضورؐ تمام کا تمام غرباء، مساکین اور دیگر مستحقین میں تقسیم فرما دیتے تھے اور اپنے پاس ایک درہم بھی نہ رکھتے تھے۔

○

غلام کا ترکہ:

اسلام میں قاعدہ یہ ہے کہ اگر کوئی آزاد شدہ غلام فوت ہو جائے تو اس کا ترکہ اس کے آقا کو ملتا ہے۔ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی قسم کا ایک غلام انتقال کر گیا۔

چونکہ وہ حضورؐ کا آزاد کردہ غلام تھا اس لئے لوگ اس کا چھوڑا ہوا سامان حضورؐ کے پاس لے آئے۔ حضورؐ نے استفسار فرمایا:

"یہاں کوئی اس کا ہم وطن ہے؟"

لوگوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! ہے!"

اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"یہ تمام چیزیں لے جا کر اس کے حوالے کر دو۔"

○

نماز کے وقت ایک بدو کا سوال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عام فیاضی کا یہ حال تھا کہ جو شخص حاضر خدمت ہوتا، اگر آپؐ کے پاس کچھ سرمایہ موجود رہتا تو اس کو کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرماتے۔ ورنہ وعدہ فرما لیتے۔ اس معمول کی بنا پر لوگ اس قدر دلیر ہو گئے تھے کہ ایک مرتبہ عین اقامت نماز کے وقت ایک بدو آیا اور آپؐ کا دامن پکڑ کر کہنے لگا:

"یا رسول اللہ! میری ایک معمولی سی حاجت رہ گئی ہے۔ خوف ہے کہ میں اس کو بھول نہ جاؤں۔ اس کو پورا کر دیجئے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور اس کی حاجت پوری کر کے آئے اور پھر نماز ادا فرمائی۔

○

سات دینار پڑے رہ گئے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز آتی تو جب تک وہ صرف نہ ہو جاتی۔ حضورؐ کو چین نہ آتا اور طبیعت میں ایک بے قراری سی رہتی۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو چہرہ متغیر تھا۔ ام سلمہؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! خیر تو ہے؟"

حضورؐ نے فرمایا:

"کل جو سات دینار آئے تھے' شام ہو گئی اور وہ بستر پڑے رہ گئے۔"

○

اصحاب صفہ کی دعوت:

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز بھوک کی شدت کے عالم میں گزرگاہ عام پر بیٹھ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ راستے سے گزرے تو میں نے بطور حسن طلب کے' ان سے قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی لیکن وہ گزر گئے اور میری حالت کی طرف توجہ نہ کی۔ پھر حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا اور وہی نتیجہ ہوا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرف سے گزر ہوا تو آپ مجھ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا:

"میرے ساتھ ساتھ آؤ۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر پہنچے تو دودھ کا ایک پیالہ نظر آیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کسی نے ہدیہ کے طور پر بھیجا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابو ہریرہؓ! جاؤ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔"

حضرت ابوہریرہؓ انہیں بلا لائے تو حضورؐ نے وہ پیالہ حضرت ابوہریرہؓ کو دیتے ہوئے فرمایا: "ان سب میں تقسیم کردو۔"

○

حضورؐ کی عباسؓ کے ساتھ دریادلی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال آیا تو حضورؐ نے اسے مسجد کے صحن میں ڈلوا دیا۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو اس مال کے پاس بیٹھ گئے اور تقسیم فرمانے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے:

"یارسولؐ اللہ! مجھے اس مال میں سے دیجئے کیونکہ جنگ بدر کے دن میں نے ہدیہ دے کر اپنے آپ کو اور عقیل بن ابی طالب کو آزاد کرایا تھا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لے لو!"

حضرت عباسؓ نے مال دونوں ہاتھوں سے اپنے کپڑے میں ڈال لیا مگر وہ اتنا تھا کہ اٹھانے لگے تو نہ اٹھا سکے۔ انہوں نے عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! آپؐ کسی سے فرمادیں کہ اٹھا کر مجھ پر رکھ دے۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"میں کسی سے اٹھانے کو نہیں کہتا۔"

حضرت عباسؓ بولے:

"تو پھر آپؐ خود اسے اٹھا کر مجھ پر رکھ دیں۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"میں اسے نہیں اٹھاتا۔"

اس پر حضرت عباسؓ نے اس میں سے کچھ مال گرا دیا۔ پھر اٹھانے لگے تو تب بھی نہ اٹھا سکے۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! آپؐ کسی سے فرمادیں کہ اسے اٹھا کر مجھ پر رکھ دے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں کسی سے اٹھانے کو نہیں کہتا۔"

حضرت عباسؓ نے عرض کیا:

"تو پھر آپؐ خود اسے اٹھا کر مجھ پر رکھ دیں۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"میں اسے نہیں اٹھاتا۔"

اس پر حضرت عباسؓ نے اس میں سے کچھ اور مال گرا دیا۔ پھر اسے اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور روانہ ہوئے مگر اب بھی وہ مال اتنا تھا کہ حضرت عباسؓ کے قدم مشکل سے اٹھتے تھے۔

○

تکلیف کے بدلے میں انعام:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے محاصرے کے بعد جب جعرانہ کی طرف جا رہے تھے تو آپؐ کے ایک صحابی حضرت ابو رہم غفاریؓ کی اونٹنی حضورؐ کی اونٹنی سے بھڑ گئی اور ان کے پاؤں کی رگڑ سے حضورؐ کے پاؤں کو تکلیف پہنچی۔ آپ نے ابو رہمؓ کے پاؤں کو

کوڑے سے ٹھوکا دے کر فرمایا:

"پاؤں ہٹاؤ، مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔"

ابو رہمؓ ایک دم خوف زدہ ہو گئے کہ کہیں اس بے ادبی پر اللہ کی طرف سے عتاب نہ ہو۔ انہوں نے فوراً اپنی اونٹنی کو پیچھے ہٹالیا۔

جب جعرانہ پہنچ کر قافلہ ٹھہرا تو ابو رہمؓ اونٹ چرانے نکل گئے مگر دل میں ڈر رہے تھے۔ واپس آئے تو لوگوں نے کہا:

"تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا تھا۔"

وہ ڈرتے ڈرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا:

"ابو رہمؓ! تم نے مجھے تکلیف پہنچائی تھی تو میں نے تمہارا پاؤں کوڑے سے ہٹا دیا تھا۔ اس سے تمہیں یقیناً کچھ نہ کچھ تکلیف پہنچی ہوگی۔ اب اس کے بدلے میں بکریاں انعام میں لے لو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ سن کر ابو رہم غفاریؓ کا چہرہ کھل اٹھا اور ساتھ ہی وہ حیرت زدہ رہ گئے۔ کہاں تو وہ عتابِ الٰہی کے خوف سے کانپ رہے تھے اور کہاں حضورؐ نے انہیں بکریاں انعام میں دے کر ان کے دل سے سارا خوف نکال دیا تھا۔ وہ یہ محسوس کر رہے تھے کہ حضورؐ ان سے راضی ہو گئے ہیں تو انہیں ساری کائنات کی دولت مل گئی ہے۔

چادر جو صحابیؓ کا کفن بنی:

ایک صحابی حضرت سہیلؓ بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک خاتون نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چادر پیش کی اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ یہ میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے۔"

حضورؐ کو اس وقت چادر کی ضرورت بھی تھی اس لئے حضورؐ نے وہ چادر لے لی۔ پھر آپؐ ہماری طرف آ نکلے اور اسی چادر کو بطور تہبند باندھے ہوئے تھے۔ صحابہ کرامؓ میں سے ایک نے عرض کیا:

"کیا اچھی چادر ہے! یہ مجھے پہنا دیجئے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہاں!"

کچھ دیر کے بعد آپؐ مجلس سے اٹھ گئے۔ پھر لوٹ آئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس صحابی کو عطا کر دی۔ صحابہ کرامؓ نے اس صحابیؓ سے کہا:

"تو نے اچھا نہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چادر کا سوال کیا حالانکہ تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ حضورؐ کسی سائل کا سوال رد نہیں فرماتے۔"

اس صحابیؓ نے جواب دیا:

"اللہ کی قسم! میں نے صرف اس واسطے سوال کیا کہ جس دن مر جاؤں یہ چادر میرا کفن بنے۔"

اور پھر وہ چادر واقعی اس صحابیؓ کے فوت ہونے پر اس کا کفن بنی۔

ایفائے عہد

ایسا وعدہ کرو جسے پورا کر سکو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی سے جھگڑا مت کرو اور نہ اس سے ٹھٹھا کرو اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو پورا نہ کر سکو۔

(عن ابن عباسؓ، ترمذی)

○

عہد کر کے فریب کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم عہد کر کے فریب کرتی ہے۔ اس پر دشمن غالب ہو جاتا ہے۔

(عن ابن عباسؓ، مشکوٰۃ)

○

قیامت میں وعدہ خلافی کی سزا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں قیامت میں تین آدمیوں کا مخالف ہوں گا:

اول :- اس شخص کا جو میرے نام پر عہد کر کے دغا کرے (یعنی نقضِ عہد یا وعدہ خلافی کرے)

دوم :- اس شخص کا جو آزاد شخص کو فروخت کر کے اس کا روپیہ کھائے۔

سوم :- اس شخص کا جو مزدور سے پورا کام لے اور اس کی اجرت نہ دے۔

(عن ابو ہریرہؓ مشکوٰۃ)

○

پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدور کی اجرت ادا کرو:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مزدور کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔

(عن عبداللہ بن عمرؓ مشکوٰۃ)

○

منافق کی چار خصلتیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں جس شخص میں یہ چاروں ہوں گی وہ نرا منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے ایک خصلت ہوگی تو اس میں ایک ہی نفاق کی خو ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے۔ ایک یہ کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔ دوسرے یہ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ تیسرے

یہ کہ جب قول و اقرار کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے اور چوتھے یہ کہ جب گفتگو اور جھگڑا کرتا ہے تو ناحق پر چلتا ہے اور بہتان باندھتا ہے۔

○

حضورؐ کو ایفائے عہد کا بڑا خیال تھا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایفائے عہد یعنی عہد یا وعدہ پورا کرنے کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ امن کی حالت ہو یا جنگ کا زمانہ کسی کافر سے معاملہ ہو یا کسی مسلمان سے، حضورؐ ہر حال میں اپنے وعدے کی پاسداری کرتے تھے اور صحابہ کرامؓ کو بھی بالالتزام ایفائے عہد کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔ حضورؐ کی اس خوبی کا اعتراف ان کی بدترین دشمن بھی کرتے تھے۔ کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ حضورؐ نے کبھی کسی سے یا کسی معاملے میں عہد شکنی کی ہے یا اپنے وعدے کو پورا نہیں کیا۔

○

حضورؐ تین دن انتظار کرتے رہے:

حضرت عبداللہؓ بن ابی الحمساء بیان کرتے ہیں کہ نبوت سے پہلے ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں نے حضورؐ سے ایک معاملہ کیا۔ اس کی قیمت میں سے کچھ میرے ذمے باقی رہا۔ میں نے آپؐ سے وعدہ کیا کہ میں باقی قیمت لے کر آتا ہوں اور ان کو ایک جگہ بٹھا کر چلا گیا کہ آپ میرے آنے تک یہیں بیٹھئے گا۔ حضورؐ نے وعدہ کر لیا لیکن مجھے اپنا وعدہ یاد نہ رہا۔ تین دن کے بعد یاد آیا تو دوڑا دوڑا اس جگہ پر پہنچا جہاں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھا کر آیا تھا۔ دیکھا تو حضورؐ اسی جگہ تشریف فرما تھے۔ میں سخت شرمندہ ہوا اور وعدہ بھول جانے پر معذرت کرنے لگا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"میں تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ اگرچہ تم نے مجھے تکلیف دی ہے لیکن میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں معاف فرمائے۔"

○

مسلمان ہر حال میں وعدہ پورا کرتا ہے:

جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد کفار کے مقابلے میں بہت تھوڑی تھی اور مسلمانوں کے لئے ایک ایک آدمی کی بڑی شدید ضرورت واہمیت تھی۔ اس موقع پر دو صحابی حذیفہ بن یمانؓ اور ابو حسیلؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! ہم مکہ سے آرہے ہیں۔ راستے میں کفار نے ہمیں گرفتار کرلیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا ہے کہ ہم لڑائی میں آپؐ کا ساتھ نہ دیں گے لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا۔ ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے اور آپؐ کا ہر طرح سے ساتھ دیں گے۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"ہرگز نہیں۔ تم اپنا وعدہ پورا کرو اور میدان جنگ سے چلے جاؤ۔ ہم مسلمان ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے۔ ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔"

○

اس وقت تم واپس جاؤ:

حضرت ابو رافعؓ قبول اسلام سے پہلے ایک دفعہ قریش مکہ کے سفیر بن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس مدینہ آئے۔ حضورؐ سے مل کر وہ اتنا متاثر ہوئے کہ انہیں کفر سے نفرت ہوگئی۔ انہوں نے حضورؐ سے عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! اب میں مکہ واپس نہیں جاؤں گا۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"میں نہ تو عہد توڑتا ہوں اور نہ سفیروں کو اپنے پاس روکتا ہوں۔ اس وقت تم واپس جاؤ۔ بعد میں چاہو تو آجانا۔"

چنانچہ حضورؐ کے ارشاد کے مطابق ابو رافعؓ واپس چلے گئے اور کچھ عرصہ بعد مدینہ آکر اسلام قبول کیا۔

○

اے ابو جندلؓ! صبر کر:

جب حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان صلح نامہ طے پایا تو اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر کوئی شخص اسلام قبول کر کے مکہ سے مسلمانوں کے پاس مدینہ جائے گا تو اہل مکہ کے مطالبہ پر مسلمان اسے واپس مکہ بھیج دیں گے۔ عین اس وقت جب یہ معاہدہ تحریر کیا جا رہا تھا، مکہ کے نوجوان ابو جندلؓ پاؤں میں زنجیریں پہنے ہانپتے کانپتے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہیں مکہ والوں نے اسلام قبول کرنے کی پاداش میں قید کر رکھا تھا۔ وہ کسی نہ کسی طرح قید سے نکل بھاگے تھے اور حدیبیہ آپہنچے تھے۔ صحابہ کرامؓ ابو جندلؓ کو اس حال میں دیکھ کر تڑپ اٹھے اور اپنے مسلمان بھائی کو اپنی پناہ میں لینے کے لئے بے تاب ہو گئے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے ابو جندلؓ! صبر کر۔ ہم اپنا عہد توڑ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ جلد ہی تیرے لئے کوئی اور صورت پیدا کر دے گا۔"

○

کیا حضورؐ نے مجھے امان دی ہے؟:

صفوان بن امیہ قبول اسلام سے پہلے اسلام کے بدترین دشمن تھے۔ انہیں فتح مکہ کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب القتل قرار دیا تھا۔ مکہ فتح ہوتے ہی وہ بھاگ کر جدہ چلے گئے۔ ان کے عم زاد بھائی حضرت عمیر بن وہبؓ نے سفارش کی اور حضورؐ نے وعدہ فرمالیا کہ صفوان یہاں آجائے تو اسے امان دے دی جائے گی۔ حضرت عمیرؓ جدہ گئے اور صفوان کو ساتھ لے کر مکہ واپس آئے۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر صفوان نے پوچھا:

"کیا آپ نے مجھے امان دی ہے؟"

حضورؐ نے فرمایا:

"ہاں، یہ سچ ہے۔ میں اپنا وعدہ پورا کروں گا۔"

صفوان نے اسلام قبول کرنے کے لئے دو ماہ کی مہلت طلب کی۔ حضورؐ نے فرمایا:

"میں تمہیں چار ماہ کی مہلت دیتا ہوں۔"

لیکن جنگ حنین کے موقع پر حضورؐ کی شفقت اور لطف و کرم دیکھ کر صفوان نے چار ماہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی اسلام قبول کرلیا۔

○

حضورؐ کا انصار مدینہ کے ساتھ ایفائے عہد:

نبوت کے بارھویں سال انصار مدینہ کے بہتر (۷۲) اشخاص حج کے زمانے میں مکہ آئے اور اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر منیٰ (عقبہ) کے مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ بھی، جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے، حضورؐ کے

ساتھ تھے۔ انہوں نے انصار سے مخاطب ہو کر کہا:

"اے گروہ خزرج! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان میں معزز و محترم ہیں، دشمنوں کے مقابلے میں ہم ہمیشہ ان کے لیے سینہ سپر رہے ہیں۔ اب وہ تمہارے پاس جانا چاہتے ہیں اگر مرتے دم تک ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر، ورنہ ابھی سے جواب دے دو۔"

حضرت براءؓ انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب کر کے کہا:

"ہم لوگ تلواروں کی گود میں پلے ہیں۔"

وہ اسی قدر کہنے پائے تھے کہ ایک دوسرے انصاری ابوالہیثمؓ نے بات کاٹتے ہوئے کہا:

"یا رسولؐ اللہ! ہمارے اور یہودیوں کے درمیان تعلقات ہیں۔ اس بیعت کے بعد یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ ایسا تو نہ ہو گا کہ جب آپؐ کو قوت اور اقتدار حاصل ہو جائے تو آپؐ ہم کو چھوڑ کر اپنے وطن واپس چلے جائیں؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا:

"نہیں، تمہارا خون میرا خون ہے۔ تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔"

جب انصار بیعت کر رہے تھے تو سعدؓ بن زرارہ نے کھڑے ہو کر کہا:

"بھائیو! یہ بھی خبر ہے کس چیز پر بیعت کر رہے ہو؟ یہ عرب و عجم اور جن و انس سے اعلان جنگ ہے۔"

سب نے کہا:

"ہاں، ہم اسی پر بیعت کر رہے ہیں۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عہد کا ایفاء یوں کیا کہ جب مکہ فتح ہوا تو مکہ میں اقامت گزین ہونے کی بجائے ان انصار کے ساتھ واپس مدینہ چلے گئے، جنہیں حضورؐ

نے اپنا خون قرار دیا تھا۔

○

ہمارا آدمی واپس کر دیجئے:

صلح حدیبیہ کے معاہدے میں ایک شرط یہ رکھی گئی تھی کہ جو مسلمان مکہ سے مدینہ چلا جائے گا وہ پھر مکہ کو واپس کر دیا جائے گا۔ جو مسلمان مکہ میں مجبوری سے رہ گئے تھے' کفار ان کو طرح طرح کی سخت تکلیفیں دیتے تھے' اس لئے وہ بھاگ بھاگ کر مدینہ آتے تھے۔ سب سے پہلے حضرت عتبہؓ بن اسید بھاگ کر مدینہ آئے۔ قریش مکہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخص بھیجے کہ ہمارا آدمی واپس کر دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتبہؓ سے فرمایا:

"واپس چلے جاؤ۔"

حضرت عتبہؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! کیا آپ مجھے کافروں کے پاس بھیجتے ہیں کہ وہ مجھے کفر پر مجبور کریں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"خدا اس کی کوئی تدبیر نکالے گا۔"

چنانچہ معاہدے کی شرط کے مطابق حضرت عتبہؓ مجبوراً دو کافروں کی حراست میں مکہ کو واپس ہوئے مگر مقام ذوالحلیفہ پہنچ کر انہوں نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ دوسرا بھاگ کر مدینے واپس آیا اور آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ ساتھ ہی عتبہؓ بھی آ پہنچے اور انہوں نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! آپؐ نے ایفائے عہد کرتے ہوئے مجھ کو واپس فرما دیا تھا۔ اب آپؐ پر

کوئی ذمہ داری نہیں۔"

یہ کہہ کر وہ مدینہ سے چلے گئے اور مقام عیص میں جو سمندر کے کنارے ذو مروۃ کے پاس ہے' اقامت اختیار کی۔ مکہ کے بیکس اور ستم رسیدہ مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ جان بچانے کا ایک ٹھکانہ پیدا ہو گیا ہے تو وہ چوری چھپے بھاگ بھاگ کر وہاں آنے لگے۔ چند روز کے بعد اچھی خاصی جمعیت ہو گئی اور اب ان لوگوں نے اتنی قوت حاصل کر لی کہ قریش کا کاروان تجارت جو شام کو جایا کرتا تھا' اس کو روک لیتے تھے۔ ان حملوں میں جو مال غنیمت مل جاتا' وہی ان کی معاش کا سہارا تھا۔

قریش مکہ نے مجبور ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجا کہ ہم معاہدے کی اس شرط سے دست بردار ہوتے ہیں اور اب جو مسلمان چاہے مدینہ جا کر آباد ہو سکتا ہے' ہم اس سے تعرض نہ کریں گے۔ چنانچہ حضورؐ نے ان غریب الوطن مسلمانوں کو لکھ بھیجا کہ مدینے چلے آؤ۔ چنانچہ ابو جندلؓ اور ان کے ساتھی مدینے میں آ کر آباد ہو گئے۔

مساوات پسندی

حضورؐ کی دوسروں کے ساتھ سواری میں شرکت:

غزوۂ بدر میں اسلامی فوج کے پاس سواریاں کم تھیں، اس لئے تین تین صحابہؓ کو ایک ایک اونٹ ملا جس پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے۔ حضورؐ نے دیگر صحابہؓ کی طرح اپنے ساتھ بھی دو صحابہؓ کو ایک اونٹ میں شریک کیا تاکہ اس پر باری باری سوار ہوں۔ جب صحابہؓ کی باری آئی تو انہوں نے اپنی باری چھوڑنی چاہی اور درخواست کی کہ حضورؐ برابر سوار رہیں، آپؐ ہمارے سردار ہیں، ہم آپ کا پیدل چلنا گوارا نہیں کرسکتے مگر حضورؐ نے فرمایا:

"تم مجھ سے زیادہ پیدل نہیں چل سکتے اور ثواب کا بھی میں تم سے کم حاجت مند نہیں ہوں۔ دیگر ساتھیوں کی طرح حصہ سواری سے تمہیں سوار ہونا پڑے گا۔ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ تم پیدل چلو اور میں سوار ہوں۔ اللہ کو وہ بندہ برا لگتا ہے جو ہمراہیوں میں ممتاز بنتا ہے۔"

○

حضورؐ کا اپنے حصے کا کام کرنا:

ایک سفر میں منزل پر پہنچ کر کھانا پکانے کی تیاریاں ہونے لگیں تو سب صحابہؓ نے کام بانٹ لئے۔ کسی نے پانی لانے کی خدمت اپنے ذمے لی تو کسی نے آٹا گوندھنے کی اور کسی نے کھانا پکانے کا کام اپنے ذمے لے لیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سفر میں صحابہؓ کے ساتھ تھے۔ حضورؐ نے فرمایا:

"میں جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کر کے لاتا ہوں۔ یہ کام میرے ذمے رہے۔"

صحابہؓ نے عرض کی:

"حضورؐ! ہم خادم موجود ہیں۔ آپ تشریف رکھیں، تکلیف نہ فرمائیں۔"

مگر حضورؐ نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا:

"مجھے بھی اپنے حصے کا کام کرنا چاہیے۔"

چنانچہ حضورؐ نے جنگل کا رخ کیا اور وہاں سے لکڑیاں جمع کر کے لائے۔

○

حضورؐ کی مسجد نبوی کی تعمیر میں شرکت:

مدینہ منورہ میں مسلمان مسجد نبویؐ کی تعمیر میں مصروف تھے۔ سب مسلمان کام میں شریک تھے۔ کوئی گارا دیتا تھا تو کوئی اینٹیں پکڑا رہا تھا۔ ایسی حالت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ برابر اینٹیں اٹھا رہے تھے یہاں تک کہ یہ تمیز ناممکن تھی کہ ان میں سردار کون ہے اور مزدور کون؟

صحابہ کرامؓ نے حضورؐ کو بڑی منت، سماجت اور اصرار کے ساتھ باز رکھنا چاہا مگر حضورؐ نے ان کی ایک نہ مانی اور برابر کام میں شریک رہے کیونکہ حضورؐ کو اپنی ذات کے لئے امتیاز کسی صورت گوارا نہیں تھا۔

○

حضورؐ کا صحابی کے غسل کیلئے پردہ کرنا:

ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابیؓ کے ساتھ ایک کنوئیں پر تشریف لے گئے۔ غسل کا ارادہ تھا۔ سوچا کہ پردہ ہو تو غسل کیا جائے۔ صحابیؓ نے حضورؐ کا ارادہ جان کر عرض کیا:

"حضور! آپؐ غسل فرمائیں، میں چادر کی آڑ کئے دیتا ہوں۔"

چنانچہ انہوں نے چادر سے پردہ کر دیا اور حضورؐ نے غسل فرمایا۔ جب اس صحابیؓ کے غسل کی باری آئی تو حضورؐ نے فرمایا:

"اب تم نہاؤ اور میں چادر کی آڑ کئے دیتا ہوں۔"

صحابیؓ نے عرض کیا: "حضور! آپؐ تکلیف نہ فرمائیں۔"

مگر حضورؐ نہ مانے اور جب تک وہ صحابیؓ غسل سے فارغ نہ ہو گئے، آپؐ چادر سے پردہ کئے کھڑے رہے۔

○

قیدیوں کے ساتھ سلوک میں مساوات:

غزوۂ بدر کے قیدیوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے۔ قیدیوں کی رہائی کیلئے زرفدیہ کی ادائیگی کی شرط مقرر ہو چکی تھی۔ بعض نیک دل انصار نے حضورؐ کے ساتھ حضرت عباسؓ کی قرابت کا خیال کرتے ہوئے حضورؐ سے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! آپؐ اجازت دیں تو ہم اپنے بھانجے (عباسؓ) کو زرفدیہ لئے بغیر رہا کر دیں؟"

حضورؐ نے فرمایا: "نہیں! ایک درہم بھی معاف نہ کرو۔"

یعنی حضورؐ کو یہ کسی صورت گوارا نہیں تھا کہ ان کے چچا حضرت عباسؓ (جو کہ اس وقت تک مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے) کے ساتھ حضورؐ کی قرابت داری کے باعث دوسرے قیدیوں کے مقابلے میں نرمی یا رعایت کا سلوک کیا جائے۔

○

حضورؐ کا خندق کھودنے میں شرکت کرنا:

غزوۂ احزاب (جسے غزوۂ خندق بھی کہا جاتا ہے) کے موقع پر جب مدینے کے دفاع کے لئے مدینے کے گرداگرد خندق کھودی جا رہی تھی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عام مزدوروں کی طرح صحابہ کرامؓ کے ساتھ خندق کھودتے تھے۔ حضورؐ کا جسم مبارک گردوغبار سے اٹا جاتا تھا اور حضورؐ تھکن سے چور ہو جاتے تھے لیکن اس حال میں بھی کام برابر جاری رکھتے تھے حالانکہ اردگرد ہزاروں جاں نثار موجود ہوتے تھے اور حضورؐ سے بار بار کام چھوڑنے کی التجا کرتے رہتے تھے۔

○

حضورؐ کا مسجد کی تعمیر کیلئے گارا ڈھونا:

مسجد قباء اور مسجد نبویؐ کی تعمیر کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ مل کر گارا ڈھوتے تھے۔ صحابہؓ بار بار عرض کرتے تھے:

"یا رسولؐ اللہ! آپ رہنے دیجئے۔ ہم خود یہ کام کرلیں گے۔"

مگر حضورؐ فرماتے تھے:

"نہیں، میں تمہارے شانہ بشانہ اس کام میں حصہ لوں گا۔"

○

حضورؐ اپنا کام خود کرتے تھے:

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اکرمؐ گھر میں ہوتے تو اپنا کام خود کرتے' جوتا گانٹھتے' کپڑا سیتے' کپڑوں سے جوئیں نکالتے اور اپنی بکری کا دودھ دوہتے۔

(ترمذی)

○

حضورؐ گھر والوں کا کام کرتے تھے:

حضرت اسود بن زیدؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کا کام کرتے تھے' جب اذان سنتے تھے باہر تشریف لے جاتے تھے۔

(بخاری)

○

حضورؐ کی نظر میں آقا غلام برابر تھے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں امیر و غریب' صغیر و کبیر' آقا و غلام سب برابر تھے۔ سلمان فارسیؓ' صہیب رومیؓ اور بلال حبشیؓ جو غلام رہ چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں رؤسائے قریش سے کم رتبہ نہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت سلمانؓ و بلالؓ ایک مقام پر جمع تھے۔ اتفاق سے ابو سفیان اسی طرف سے گزرے۔ حضرت سلمانؓ و بلالؓ نے کہا:

"ابھی تلوار نے اس دشمن خدا کی گردن پر پورا قبضہ نہیں پایا ہے۔"

حضرت ابوبکرؓ نے ان سے کہا:

"سردار قریش کی شان میں یہ الفاظ!"

پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"کہیں تم نے ان لوگوں کو ناراض تو نہیں کر دیا؟ ان کو ناراض کیا تو خدا کو ناراض کیا۔"

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فوراً جا کر حضرت سلمانؓ اور حضرت بلالؓ سے کہا:

"بھائیو! آپ لوگ مجھ سے ناراض تو نہیں ہوئے؟"

انہوں نے کہا:

"نہیں، خدا تم کو معاف کرے۔"

○

پہلے دائیں طرف والے کا حق ہے:

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور پینے کا پانی مانگا۔ حضرت انسؓ نے بکری کا دودھ پیش کیا۔ مجلس کی ترتیب یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ بائیں جانب، حضرت عمرؓ سامنے اور ایک بدو دائیں جانب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمالیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف اشارہ کیا کہ مجھے دینے کی بجائے بقیہ ان کو عنایت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"پہلے دائیں طرف والے کا حق ہے۔"

یہ کہہ کر بچا ہوا دودھ حضورؐ نے بدو کو عنایت فرمایا۔

حضورؐ دائیں طرف سے تقسیم فرماتے تھے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جو چیزیں آتیں، حضورؐ ان کی تقسیم دائیں طرف سے شروع فرماتے تھے اور اس میں امیر و غریب، صغیر و کبیر سب کی مساوات کا لحاظ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ خدمت اقدس میں صحابہ کرامؓ کا مجمع تھا۔ اتفاق سے دائیں طرف حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیٹھے ہوئے تھے جو بہت کم سن تھے۔ بائیں جانب بڑے بڑے معمر صحابہؓ تھے۔ کہیں سے دودھ آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرما کر پہلے عبداللہ بن عباسؓ کو دیا کیونکہ وہ داہنی جانب تھے اور ترتیب کی رو سے ان کا حق پہلے بنتا تھا۔

حضورؐ کا امتیاز کو ناپسند کرنا:

قریش اپنے فکر و امتیاز کے لئے مزدلفہ میں قیام کرتے تھے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تفریق کو کبھی پسند نہ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعثت سے پہلے اور بعثت سے بعد بھی یہی معمول رہا کہ ہمیشہ عام لوگوں کے ساتھ قیام کرتے تھے۔ علاوہ ازیں حضورؐ کو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ وہیں خاص طور سے کوئی عمدہ جگہ دیکھ کر آپؐ کے لئے مخصوص کر دی جائے اور وہاں سایہ کے لئے کوئی چھپر یا سائبان وغیرہ ڈال دیا جائے۔ صحابہؓ نے اس قسم کی تجویز پیش کی تو حضورؐ نے اسے رد کرتے ہوئے فرمایا:

"جو پہلے پہنچ جائے، اسی کا مقام ہے۔"

حوصلہ مندی

گھبراؤ نہیں! اللہ میرے ساتھ ہے:

ایک دفعہ کفار مکہ نے حرم کعبہ میں بیٹھ کر باہم مشورہ کیا کہ محمدؐ اب جیسے ہی یہاں آئیں، سب مل کر ان کو قتل کر ڈالیں۔ اتفاقاً" حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے کفار کی یہ گفتگو سن لی۔ وہ روتی ہوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور حضورؐ کو کفار کے ناپاک ارادے سے مطلع کیا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"بیٹی! گھبراؤ نہیں۔ اللہ میرے ساتھ ہے۔"

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور سیدھے حرم کعبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب صحن حرم میں پہنچے تو کفار پر آپؐ کی شجاعت و بے خوفی کا یہ اثر ہوا کہ ان کی نگاہیں خود بخود جھک گئیں اور کسی کو حضورؐ پر حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی۔

○

اے عمرؓ! کیوں آئے ہو؟:

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکہ والوں کو اسلام کی طرف بلانا شروع کیا تو کفار مکہ ان لوگوں کے سخت دشمن ہو گئے جو مسلمان ہو گئے تھے۔

حضرت عمرؓ بن خطاب اس زمانے میں نوجوان تھے۔ گھوڑے کی سواری، شمشیر زنی اور کشتی لڑنے میں آپ نے بہت نام پایا تھا۔ اس وقت بھی آپ کا یہ حال تھا کہ اپنے خیال میں جس بات کو ٹھیک سمجھتے تھے، اس کا اظہار کرنے میں کسی سے خوف نہیں کھاتے تھے۔ جو بات سمجھ میں آجاتی تھی، اس پر سچے دل سے عمل کرتے تھے اور کسی کے ڈر کی وجہ سے اسے چھپاتے نہیں تھے۔ حضرت عمرؓ کی انہی خوبیوں کو دیکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے دعا کی تھی کہ "اے خدا! عمرؓ کی ذات سے اسلام کو عزت دے۔"

جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ بتوں کو برا کہتے ہیں اور لوگوں کو ایک نئے دین کی طرف بلاتے ہیں تو آپ کو بہت غصہ آیا۔ تلوار اٹھائی اور حضورؐ کو قتل کرنے کا ارادہ کر کے نکل کھڑے ہوئے۔

حضرت عمرؓ ننگی تلوار ہاتھ میں لئے چلے جاتے تھے کہ راستے میں ایک شخص ملا۔ اس نے پوچھا:

"اے عمرؓ! کہاں جاتے ہو؟"

حضرت عمرؓ نے جواب دیا:

"محمد کو قتل کرنے۔"

اس شخص نے کہا:

"میاں، پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔"

یہ سن کر حضرت عمرؓ کو اور بھی غصہ آیا۔ بولے:

"اچھا تو پہلے انہیں کی خبر لیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ جب آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو بہن اور

بہنوئی قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے ڈر کے مارے قرآن مجید چھپا دیا۔

دروازہ کھلنے پر حضرت عمرؓ اندر داخل ہوئے اور ان سے پوچھا:

"تم کیا پڑھ رہے تھے؟"

انہوں نے ٹالنا چاہا تو حضرت عمرؓ کو زیادہ غصہ آیا اور ان دونوں کو اتنا مارا کہ وہ لہولہان ہو گئے۔ آپ کی بہن کے سر سے خون بہنے لگا۔ وہ بھی آخر عمرؓ کی بہن تھی، کہنے لگی:

"اے عمرؓ! چاہے تم ہمیں جان سے مار ڈالو لیکن ہم اسلام کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔"

بہن کی اس بات سے حضرت عمرؓ کچھ نرم پڑ گئے۔ کہنے لگے:

"اچھا، جو کچھ تم پڑھ رہے تھے، مجھے بھی سناؤ۔"

بہن یہ سن کر خوش ہو گئی۔ اس نے پہلے حضرت عمرؓ کو وضو کروایا اور پھر قرآن شریف کے ورق ان کے ہاتھ میں دے دیئے۔ حضرت عمرؓ نے چند آیتیں پڑھی تھیں کہ اللہ کے کلام نے ان کے دل پر اثر کیا۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور پتھر جیسا دل موم کی طرح نرم ہو گیا۔ اسی حالت میں اٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیئے۔

ننگی تلوار ابھی تک ان کے ہاتھ میں تھی۔ صحابہ کرامؓ حضرت عمرؓ کو اس حالت میں دیکھ کر ڈر گئے۔ مگر حضورؐ مطلق نہ گھبرائے اور بڑے اطمینان، سکون اور حوصلہ مندی سے پوچھا:

"اے عمر! کیوں آئے ہو؟"

حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔

"حضورؐ! اسلام لانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔"

اور اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

حضرت عمرؓ کا مکے میں بہت رعب تھا۔ بڑے بڑے بہادر آپ سے ڈرتے تھے۔ اس وقت ایک تو مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی دوسرے کافر سخت دشمن تھے۔ اس لئے مسلمان چھپ چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! جب یہ کافر کھلم کھلا اپنے بتوں کی پوجا کرتے ہیں تو ہم کیوں ڈریں؟ ہم بھی کھلم کھلا اپنے خدا کی عبادت کریں گے۔"

آپ اسی وقت مسلمانوں کو خانہ کعبہ میں لے گئے اور اذان دلوا کر باجماعت نماز ادا کی۔ حضرت عمرؓ کے رعب کی وجہ سے کسی کافر کو روکنے ٹوکنے کی جرات نہ ہو سکی۔

حضرت عمرؓ کی اسی بہادری کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فاروق کا لقب دیا۔ اس لئے کہ آپ کی بہادری کی وجہ سے مسلمانوں اور کافروں میں فرق ظاہر ہو گیا تھا۔

○

ابوجہل پر حضورؐ کی ہیبت:

ایک دفعہ اراشی نام کا ایک بدو کچھ اونٹ لے کر فروخت کرنے کے لئے مکے میں آیا۔ ابوجہل نے اس کے اونٹ خرید لئے مگر قیمت ادا کرنے میں حیلے بہانے کرنے لگا۔ اراشی اونٹ تو ابوجہل کے حوالے کر چکا تھا۔ اب وہ ان اونٹوں کی قیمت نہ حاصل کر سکا تو قریش کے مختلف سرکردہ لوگوں کے پاس گیا۔ اس نے اپنی بپتا سنائی اور بڑی دردمندی کے ساتھ کہا۔

"اے سرداران قریش! میں ایک بے وطن مسافر ہوں۔ یہاں میرا حق مارا گیا ہے اور

میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ تمہارے ابوالحکم بن ہشام نے میرا حق دبالیا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اس سے میرا حق دلوا سکے؟"

سرداران قریش نے اراشی کی ساری بپتا سنی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ ابوجہل نے اس شخص کے ساتھ ظلم کیا ہے مگر ان میں سے کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ ابوجہل کے خلاف اٹھ کھڑا ہو، اس کے منہ آسکے یا اس کی مخالفت مول لے سکے۔ ان میں سے ایک نے بات ٹالنے کے لئے اراشی سے کہا:

"وہ دیکھو! وہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیٹھے ہیں۔ ان کے پاس جاؤ۔ ان کے علاوہ اور کوئی نہیں جو تمہارا حق دلوا سکے۔"

یہ مشورہ دیانت داری کی بناء پر نہیں بلکہ مذاق اور استہزاء کی نیت سے دیا گیا تھا مگر اراشی کو یہ بات کیسے معلوم ہو سکتی تھی۔ وہ ستم رسیدہ سیدھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، اپنا ماجرا بیان کیا اور دستگیری کا طالب ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری بات سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"میرے ساتھ آؤ!"

سرداران قریش انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلے اور اراشی کو ساتھ لئے ابوجہل کے گھر پہنچے۔ حضورؐ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز آئی۔

"کون ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"محمدؐ ــــ باہر آؤ میرے پاس۔"

اندر سے ابو جہل نکلا تو خوف سے اس کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"اس شخص کا حق فوراً اسے دے دو!"

خوف زدہ اور حیرت و استعجاب میں ڈوبے ہوئے ابو جہل نے اسی وقت اراشی کو اس کے اونٹوں کی قیمت ادا کر دی۔ اراشی خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ اس نے واپس آکر سرداران قریش کو سارا ماجرا سنایا تو وہ حیرت زدہ رہ گئے۔ وہ تو کسی اور ہی بات کی توقع کر رہے تھے ـــ مگر ہو کچھ اور ہی بات گئی تھی۔

اراشی اپنے اونٹوں کی قیمت لے کر چلا گیا تو تھوڑی دیر بعد ابو جہل سرداران قریش کی اس مجلس میں آ پہنچا۔ اسے دیکھتے ہی انہوں نے طعن آمیز لہجے میں کہا:

"بد بخت! تجھے کیا ہو گیا؟ ہم نے آج تک تجھ سے ایسا نہیں دیکھا جیسا آج تو نے کیا۔"

ابو جہل نے جواب دیا:

"کم بختو! وہاں کا واقعہ یہ ہے کہ جب اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے اس کی آواز سنی تو رعب اور ہیبت سے میری حالت ایک پتلے کی سی ہو گئی۔"

○

جب حضورؐ نے غار ثور میں پناہ لی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مکہ چھوڑ کر مدینے کے لئے روانہ ہوئے تو اس سفر میں حضرت ابو بکر صدیقؓ حضورؐ کے ساتھ تھے۔ کافروں نے حضورؐ کی گرفتاری کے لئے بھاری انعام مقرر کر رکھا تھا اور اس انعام کے لالچ میں بہت سے کافر آپؐ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تھے۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

مکے سے نکل کر ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی جس کا نام ثور تھا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے خود غار کے اندر گئے اور اسے صاف کیا۔ آپ نے سب سوراخوں اور بلوں کو بند کیا تاکہ کوئی سانپ، بچھو کاٹ نہ کھائے۔ ایک سوراخ رہ گیا تو اس پر آپ نے اپنی ایڑی رکھ دی اور پھر حضورؐ کو اندر بلالیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار کے اندر تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ جس سوراخ پر حضرت ابوبکرؓ نے اپنی ایڑی رکھی تھی۔ اس میں ایک سانپ رہتا تھا۔ اس سانپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ڈس لیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سانپ کے ڈسنے سے تکلیف تو ہوئی مگر آپ نے اف تک نہیں کی وہ اپنی جگہ سے بالکل نہیں ہلے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند اچاٹ نہ ہو جائے۔

سانپ کے زہر کی تکلیف سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ چند آنسو حضورؐ کے چہرہ مبارک پر گر پڑے جس سے حضورؐ جاگ اٹھے۔ حضورؐ نے رونے کا سبب پوچھا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سانپ کے ڈسنے کا واقعہ سنایا۔ حضورؐ نے اپنے دہن مبارک کا لعاب وہاں لگا دیا جس سے ساری تکلیف دور ہو گئی۔

جو کافر حضورؐ کی تلاش میں نکلے تھے ان کی ایک ٹولی اتفاق سے غار ثور کے دہانے پر پہنچ گئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے پیروں کی آہٹ سنی تو وہ گھبرا گئے۔ آپ کو خطرہ پیدا ہوا کہ یہ لوگ غار کے اندر آجائیں گے اور ہمیں پکڑ لیں گے۔ صورت حال یہ تھی کہ اگر وہ کافر اپنے پیروں کی طرف نگاہ ڈالتے تو ان کی نظریں حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھ سکتی تھیں چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا:

"یا رسول اللہ! وہ لوگ آ گئے۔"

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پریشان دیکھ کر حضورؐ نے نہایت بے خوفی، اطمینان اور سکون سے فرمایا:

"گھبراؤ نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

حضورؐ کا جواب سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اطمینان ہو گیا کیونکہ ان کو یقین تھا کہ حضورؐ نے جو کچھ فرمایا ہے، ٹھیک فرمایا ہے۔ ہمارا خدا ہمیں ان دشمنوں سے بچا لے گا۔

اور ہوا بھی یہی۔ اللہ کے حکم سے ایک مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا تھا۔ اس جالے کو دیکھ کر کافروں نے خیال کیا کہ غار کے اندر کوئی شخص موجود نہیں۔ تھوڑی دیر تک گھسر پھسر کرنے کے بعد وہ کافر واپس چلے گئے۔

○

حضورؐ کی بابت حضرت ابوبکرؓ کی فکر مندی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بحکم خداوندی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ابوجہل نے اعلان کرا دیا کہ جو شخص محمد کو زندہ گرفتار کر کے یا ان کا سر کاٹ کر لائے گا، اس کو سو اونٹ انعام میں ملیں گے۔ سراقہ بن مالک نے حضورؐ کا تعاقب کیا اور اس قدر قریب پہنچ گیا کہ حضورؐ کو پا سکتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضورؐ کی حفاظت کے بارے میں بہت فکر مند تھے۔ وہ بار بار گھبرا کر اور مڑ مڑ کر سراقہ کی طرف دیکھتے تھے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھا۔ حضورؐ کے چہرے سے نہ کوئی گھبراہٹ ظاہر ہو رہی تھی اور نہ حضورؐ پریشان دکھائی دیتے تھے بلکہ کمال سکون، حوصلہ مندی اور اطمینان قلب سے اس حال میں آگے بڑھتے جاتے تھے کہ لبوں پر قرآن حکیم کی آیات جاری تھیں۔

میری حفاظت کا ذمہ اللہ نے لے لیا ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد کفار مکہ نے منافقین مدینہ اور یہودیوں کے ساتھ مل کر حضورؐ کے خلاف سازشوں کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے حضورؐ کے کاشانہ اقدس کے گرد رات کو پہرہ دیا کرتے تھے۔ ایک رات جبکہ صحابہؓ حضورؐ کے کاشانہ مقدس کے باہر پہرا دے رہے تھے، حضورؐ نے سر مبارک کاشانہ اقدس سے باہر نکال کر فرمایا:

"لوگو! واپس چلے جاؤ۔ میری حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے۔"

حضورؐ حملے میں سب سے آگے ہوتے تھے:

حضرت عمرانؓ بن حصین فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ جب کسی لشکر یا بڑے گروہ سے ہوتا اور ان پر حملہ کرنے کی نوبت آجاتی تو حملہ کرنے والوں میں سب سے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے تھے۔

دشمن کی طرف سب سے آگے حضورؐ ہوتے تھے:

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب لڑائی نہایت سخت اور خونریز ہوتی تو لڑنے والوں کی آنکھوں میں خون اتر آتا تو اس وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ لیا کرتے تھے اور ہم میں سے سب سے آگے دشمن کی طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے تھے۔

حضورؐ کے پہلو میں کھڑا شخص دلیر سمجھا جاتا تھا:

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ جب گھمسان کا رن پڑ رہا تھا تو ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ ڈھونڈا کرتے تھے اور ہم میں سے وہ آدمی بڑا دلیر سمجھا جاتا تھا جو حضورؐ کے پہلو میں کھڑا ہوتا تھا۔

○

جنگ بدر میں حضورؐ کی داد شجاعت:

جنگ بدر میں کفار کے ایک ہزار مسلح جنگجوؤں کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی اور یہ تین سو تیرہ بھی اس حالت میں تھے کہ کسی کے پاس بھی پورا سامان جنگ نہ تھا۔ کسی کے پاس تلوار ہے تو نیزہ نہیں ہے' نیزہ ہے تو تیر کمان نہیں' یہاں تک کہ سواری کے لئے جانور بھی پورے نہیں تھے' تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ اس بے سروسامانی کے باوجود جب کفار اور مسلمانوں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کی صفوں سے سب سے زیادہ قریب ہو کر داد شجاعت دے رہے تھے۔ شیر خدا حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ یوم بدر کو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ عاطفت میں پناہ لی تھی۔

○

حضورؐ کا رات کو تحقیق کیلئے تنہا جانا:

ایک رات کا ذکر ہے کہ مدینے میں غل سا ہوا۔ غیر مانوس سا شور سن کر لوگ سمجھے کہ شاید کسی دشمن نے حملہ کر دیا ہے۔ سب لوگ مل کر جس طرف سے شور سا سنائی دیا تھا' اسی طرف دوڑنے لگے۔ جب تھوڑی دور گئے تو انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس

تشریف لاتے ہوئے ملے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر (بغیر زین یا کاٹھی کے) سوار تھے اور تلوار حمائل کئے ہوئے تھے یعنی شور و غل کی آواز سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اور تن تنہا تحقیق کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ حضورؐ نے لوگوں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

"ڈرو مت' ڈرو مت۔ خطرے کی کوئی بات نہیں ہے!"

پھر حضورؐ اس گھوڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے' جس پر حضورؐ سوار تھے اور جو ست رفتار اور سرکش مشہور تھا' فرمانے لگے:

"ہم نے اسے دریا کی مانند تیز رفتار پایا۔"

جنگ احد میں حضورؐ کی استقامت:

غزوۂ احد میں حضورؐ نے اپنی مختصر سی فوج کا ایک حصہ پہاڑ کے درہ کی حفاظت کے لئے مقرر فرما دیا تھا اور انہیں تاکید کر دی تھی کہ خواہ حالات کچھ بھی کیوں نہ ہوں' وہ اس درے کو نہ چھوڑیں اور اگر دشمن اسی طرف آنے کا قصد کرے تو اس پر تیر برسا کر اسے روکیں۔ لڑائی شروع ہوئی۔ مسلمان اگرچہ تعداد میں کم تھے مگر حضورؐ نے انہیں اس مہارت اور خوبی سے لڑایا کہ تھوڑے ہی عرصے میں مخالفین کے بہت سے سردار مارے گئے اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مسلمانوں نے بھاگتے ہوئے دشمن کو لوٹنا شروع کر دیا۔ دشمنوں کو بھاگتے اور مسلمانوں کو ان کا تعاقب کرتے دیکھ کر وہ تیر انداز مسلمان جو درہ پر متعین تھے' یہ خیال کرتے ہوئے کہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہو چکی ہے۔ اپنی جگہ سے ہٹ کر باقی فوج کے ہمراہ مال غنیمت لوٹنے میں شریک ہو گئے۔ مخالفین نے جب یہ دیکھا کہ درہ خالی پڑا ہے تو وہ آگے جا کر پھر جمع

ہو گئے اور درہ کی جانب سے جو مسلمانوں کی پشت پر تھا' یکایک حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں میں ابتری سی پھیل گئی۔ اس ابتری کی حالت میں حضورؐ ہی تھے جو نہایت استقامت و حوصلہ مندی کے ساتھ دشمن کے مقابلے میں جمے رہے۔ چنانچہ حضورؐ نے اس موقع پر بھی دل شکستہ اور منتشر اسلامی فوج کو **"الی عباد اللہ' الی عباد اللہ' انا رسول اللہ"** کے آوازے دے کر جمع کیا اور پھر سنبھل کر ایسا مقابلہ کیا کہ دشمن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔

○

یہ محمدؐ کے ہاتھ کا زخم ہے:

غزوۂ احد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیروں' تلواروں اور نیزوں کا مینہ برس رہا تھا اور حضورؐ شدید زخمی بھی ہو گئے تھے۔ دو دندان مبارک شہید ہونے کے باوجود حضورؐ آخر دم تک میدان میں ڈٹے رہے اور اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔ ابی بن خلف نامی مشرک اپنا تیز رفتار گھوڑا دوڑاتا اور صفوں کو چیرتا ہوا حضورؐ پر حملہ آور ہوا۔ یہ ابی بن خلف عرب کے مشہور سپہ سالاروں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشد ترین دشمنوں میں سے ایک تھا۔ بدر کے دن جب وہ فدیہ دے کر رہا ہوا تو جاتے ہوئے کہہ گیا کہ میں آج سے اپنے گھوڑے کی ایسی پرورش کروں گا کہ جو کسی نے نہ کی ہو گی اور پھر اس پر سوار ہو کر محمدؐ کو قتل کروں گا۔ چنانچہ اس نے اپنے گھوڑے کو روزانہ تین صاع دانہ دینا شروع کیا اور پھر میدان احد میں للکارتا ہوا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا:

صحابہ کرامؓ نے اس کا راستہ روکنا چاہا مگر حضورؐ نے سب کو پیچھے ہٹا دیا اور ایک صحابی سے نیزہ لے کر اکیلے اس کی طرف بڑھے۔ ابی بن خلف جسے اپنی شجاعت و بہادری پر ناز تھا اور جو حضورؐ کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا' ابھی وار بھی نہ کرنے پایا تھا کہ حضورؐ نے نیزے کی انی

اس کی گردن میں چبھو دی۔ معاً اس کے پیر اکھڑ گئے وہ چیختا ہوا الٹے پاؤں بھاگا اور شور مچانے لگا:

"میں مارا گیا! میں مارا گیا!"

قریش نے اسے بھاگتے دیکھ کر کہا:

"یہ تو معمولی سا زخم ہے۔ تم اس قدر خوفزدہ کیوں ہو؟"

اس نے جواب دیا:

"یہ سچ ہے لیکن یہ محمدؐ کے ہاتھ کا زخم ہے۔"

چنانچہ وہ گرا اور گرتے ہی مر گیا۔

○

سخت زمین کا حضورؐ کی ضرب سے ریت ہو جانا:

غزوۂ احزاب میں جب صحابہ کرامؓ مدینے کے دفاع کے لئے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ کے مطابق مدینہ کے گرداگرد خندق کھود رہے تھے تو ایک جگہ ایسی سخت زمین ظاہر ہوئی کہ سب عاجز آ گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا تو حضورؐ بذاتِ خود خندق میں اترے اور ایک کدال ایسا مارا کہ وہ سخت زمین ریت کا ڈھیر بن گئی۔

○

دشمن کے سامنے حضورؐ کی بے خوفی:

صلح حدیبیہ کے زمانے میں رسول اکرمؐ صحابہ کرامؓ کے ساتھ عسفان میں خیمہ زن تھے۔ قریش کے مشہور جنرل خالد بن ولید آس پاس کی پہاڑیوں میں دشمنوں کی فوج کا ایک دستہ لئے ہوئے موقع کی تاک میں تھے۔ آخر قریش کی یہ رائے قرار پائی کہ جب مسلمان نماز

کے لئے کھڑے ہوں تو عین اس وقت ان پر بے خبری میں حملہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس موقع پر قصر نماز کی آیات نازل ہوئیں۔ جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔ دشمن اپنی فوج کا پرا لئے آپ کے سامنے تھا۔ صحابہؓ دو حصوں میں منقسم ہوگئے۔ ایک حصے نے آپؐ کے پیچھے آکر نماز کی صفیں قائم کرلیں اور دوسرا حصہ دشمنوں کے مقابل کھڑا ہوگیا۔ پہلی جماعت فارغ ہو کر بتدریج دشمن کے مقابل آگئی اور دوسری جماعت ترتیب کے ساتھ پیچھے ہٹ کر آپؐ کے ساتھ نماز میں جا ملی۔ یہ تمام تبدیلیاں مقتدیوں کی صفوں میں ہو رہی تھی لیکن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خون آشام تلواروں کے سائے میں تمام خطرات سے بے پروا عبادت الٰہی میں مصروف تھے۔

(ابوداؤد)

○

حضورؐ کی تیروں کی بارش میں ثابت قدمی:

غزوۂ حنین میں جب دشمنوں نے پہاڑ کے درہ میں بیٹھ کر تیروں کی ایسی بارش برسائی کہ مسلمانوں کی بارہ ہزار فوج کا منہ موڑ دیا تو اس وقت صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جو دشمن کی جانب بڑھے جاتے تھے۔ اس وقت حضورؐ نے فوجی جرنیلوں کا سادہ کام کیا جو رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ حضورؐ نے تیروں کی بارش میں اپنا گھوڑا آگے بڑھایا اور للکار کر فرمایا:

انا النبی لا کذب

انا بن عبدالمطلب

"میں سچا نبی ہوں اور (عرب کے مشہور بہادر) عبدالمطلب کا بیٹا ہو۔ (بھلا پیچھے کیوں

ہٹوں؟)"

اس کے بعد حضورؐ نے مسلمانوں کو للکارا:

"اے بہادرو! کہاں جاتے ہو؟ میں تمہارا نبی یہاں کھڑا ہوں۔ آگے بڑھو۔ ہمت نہ ہارو۔"

اس آواز نے جادو کا سا اثر کیا۔ بھاگتی ہوئی فوج پلٹ کر آگے بڑھی اور دم بھر میں میدان کا نقشہ پلٹ دیا۔

جب حضورؐ نے رکانہ کو پچھاڑا:

رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم قریش مکہ میں سب سے زیادہ طاقت ور تھا۔ وہ عرب کا مشہور اور شہ زور پہلوان تھا۔ جس کی بہادری کا دور و نزدیک سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اعلان کر رکھا تھا کہ اگر کوئی مجھے پچھاڑ دے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔

چونکہ اسے اپنی شجاعت اور قوت پر بڑا ناز تھا۔ اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چیلنج کو منظور کرلیا۔ ایک روز مکہ کے راستے میں اس کی ملاقات حضورؐ سے ہوئی تو حضورؐ نے اس سے فرمایا:

"رکانہ! کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا اور میری دعوتِ اسلام کو قبول نہیں کرتا؟"

رکانہ نے کہا:

"اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں وہ سچ ہے تو میں آپؐ پر ایمان لے آؤں گا۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"تیرے اپنے اعلان کے مطابق اگر میں تجھے کشتی میں پچھاڑ دوں تو کیا مان جائے گا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں، سچ ہے۔"

رکانہ بولا:

"ہاں!"

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور رکانہ کے درمیان کشتی ہوئی تو حضورؐ نے اسے پکڑتے ہی چاروں شانے چت گرا دیا۔ رکانہ کہنے لگا:

"محمدؐ! آپ مجھ سے دوبارہ کشتی لڑیں۔"

حضورؐ نے دوسری دفعہ بھی اسے پچھاڑ دیا۔ اس پر رکانہ نے کہا:

"محمدؐ! خدا کی قسم! آپ کا مجھے پچھاڑنا عجیب ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"اگر تو خدا سے ڈرے اور مجھ پر ایمان لائے تو میں اس سے بھی عجیب امر تجھ کو دکھاتا ہوں۔"

رکانہ نے پوچھا:

"وہ کیا ہے؟"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ درخت جو تو دیکھتا ہے، میں اسے بلاتا ہوں اور وہ میرے پاس چلا آئے گا۔"

چنانچہ وہ درخت حضورؐ کے بلانے پر پاس آ کھڑا ہوا۔ رکانہ نے کہا:

"اسے حکم دیجئے کہ واپس اپنی جگہ پر چلا جائے۔"

حضورؐ کے حکم دینے پر وہ درخت واپس اپنی جگہ چلا گیا۔ رکانہ نے اپنی قوم میں جا کر کہا

کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑھ کر کوئی ساحر نہیں دیکھا۔ اس کے ساتھ وہ سارا ماجرا لوگوں کو سنایا جو اس کے ساتھ پیش آیا تھا۔ رکانہ مذکور نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔

○

حضورؐ کا ابوالاسود پہلوان کو پچھاڑنا:

ابوالاسود جمحی عرب کا مشہور اور شہہ زور پہلوان تھا۔ وہ اتنا طاقتور تھا کہ گائے کی کھال پر کھڑا ہو جاتا۔ دس طاقتور جوان اس کھال کو اس کے پیروں کے نیچے سے کھینچ کر نکالنے کی کوشش کرتے۔ کھال کا چمڑا تو پھٹ جاتا تھا مگر اس کے پیروں کے نیچے سے نہ نکل سکتا تھا۔ اس ابوالاسود نے ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

"اگر آپؐ مجھے کشتی میں پچھاڑ دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔"

"حضورؐ نے اس کے ساتھ کشتی لڑی اور اسے پچھاڑ دیا۔ مگر وہ بدبخت ایمان نہ لایا اور دولت اسلام سے محروم ہی اس دنیا سے رخصت ہوا۔

○

مہمان نوازی

مہمان کی آؤ بھگت کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ تو اس کو چاہیے کہ مہمان کی آؤ بھگت کرے۔ یعنی خندہ پیشانی سے اس سے ملے۔ مکان میں اتارے، عمدہ کھانا ہوسکے تو کھلائے۔ اس کا حال اچھی طرح سے پوچھے۔ مہمانداری کا تین دن تک حق ہے۔ اس سے زیادہ کرے گا تو ثواب پائے گا۔

○

مہمان کی عزت کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن اور ایک رات تو زیادہ خاطر کرے اور ویسے ضیافت تین دن تک کرے۔ اس کے بعد (یعنی مہمان تین دن سے زیادہ ٹھہرے تو جو کچھ اس کی میزبانی پر خرچ ہوگا) وہ صدقہ ہے اور اس (مہمان) کو اس قدر ٹھہرنا جائز نہیں کہ گھر والے کا حرج ہونے لگے۔

○

مہمان کے ساتھ دروازے تک جانا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مہمان کے ساتھ دروازے تک جانا سنت ہے۔

(عن ابو ہریرہؓ، مشکواۃ)

○

مہمان نوازی کی تاکید:

حضرت الاحوص جشمی نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ان کے والد نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر میں کسی شخص کے پاس مہمان ہو کر جاؤں اور وہ مہمانی نہ کرے۔ پھر وہ شخص میرے پاس مہمان ہو کر آئے تو کیا میں اس کی مہمان نوازی کروں یا اس سے بدلہ لوں۔ حضورؐ نے فرمایا تو اس کی مہمان نوازی کر۔

(مشکواۃ)

○

مہمان سات بکریوں کا دودھ پی گیا:

ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں زمانہ کفر میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ کا مہمان ہوں۔ حضورؐ نے خندہ پیشانی سے میرا استقبال کیا اور مجھے گھر لے گئے۔ گھر میں کھانے کو کچھ موجود نہ تھا۔ آپؐ نے بکری کا دودھ نکالا اور مجھے دیا۔ میں سارا دودھ پی گیا۔ حضورؐ نے پوچھا:

"اور چاہیے؟"

میں نے جواب دیا:

"ہاں!"

حضورؐ نے دوسری بکری کا دودھ نکالا۔ میں وہ بھی پی گیا۔ پھر تیسری کا نکالا، پھر چوتھی کا۔ اسی طرح آپؐ نے ساتویں بکریوں کا دودھ نکالا اور میں سب کا سب پی گیا۔ یہاں تک کہ حضورؐ کے گھر کے سب آدمی اس روز فاقے میں رہے۔ صحابی کہتے ہیں کہ در حقیقت میں دیکھنا چاہتا تھا کہ میرے اس رویئے سے حضورؐ کے ماتھے پر کوئی شکن نمودار ہوتی ہے کہ نہیں؟ مگر خدا کی قسم! حضورؐ کشادہ دلی سے دودھ لا رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے کہ مہمان راضی ہو گیا۔

○

سارا دودھ مہمان کو پلا دیا:

ایک دفعہ قبیلہ بنو غفار کا ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مہمان ہوا۔ اس دن، رات کے کھانے کے لئے حضورؐ کے گھر میں صرف بکری کا دودھ تھا۔ حضورؐ نے وہ دودھ مہمان کو پلا دیا اور خود فاقہ کیا حالانکہ اس سے پہلی شب بھی حضورؐ فاقہ سے تھے۔

○

عیسائیوں کو مسجد نبویؐ میں ٹھہرایا:

۹ ہجری میں نجران سے ساٹھ آدمیوں پر مشتمل عیسائیوں کا ایک وفد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے ان لوگوں کو مسجد نبویؐ میں ٹھہرایا اور انہیں اپنے طریقے کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت بھی دے دی۔ حضورؐ نے ان لوگوں کی نہایت اہتمام سے خود مہمانداری کی--- یہی وہ لوگ تھے جنہیں حضورؐ نے مباہلہ کی دعوت دی تھی مگر وہ اسے قبول کرنے کی جرات نہ کر سکے۔

طائف کے وفد کی خاطر تواضع:

طائف سے بنو ثقیف کا وفد جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضورؐ نے خود بہ نفس نفیس اس وفد کے تمام لوگوں کی نہایت خاطر تواضع کی حالانکہ یہی لوگ تھے جنہوں نے کفار مکہ سے بھی زیادہ اور بدترین اسلام دشمنی کا مظاہرہ کیا تھا۔

حبشہ کے سفیروں کی خدمت:

ایک دفعہ شاہ حبشہ کے بھیجے ہوئے سفیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ بذات خود ان کی مہمانی اور خاطر مدارات میں مصروف ہو گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! آپ تشریف رکھیں، ہم خدمت کے لئے حاضر ہیں۔"

حضورؐ نے جواب دیا:

"جب مسلمان حبشہ گئے تھے تو ان لوگوں نے اُن کی خدمت کی تھی۔ اس لئے اب میرا فرض ہے کہ میں بھی ان کی خدمت کروں۔"

کافر مہمان نے بستر گندا کر دیا:

ایک دفعہ ایک کافر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ اس نے جان بوجھ کر اتنا کھانا کھایا کہ اہل بیت کے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسے بدہضمی کے اسہال شروع ہو گئے اور بستر ہی میں پاخانہ نکل گیا صبح کو وہ شرمندگی کے مارے رسول اکرمؐ

کے تشریف لانے سے پہلے ہی اٹھ کر چلا گیا۔ صبح حضورؐ اٹھے تو دیکھا کہ مہمان غائب ہے اور بستر ناپاک ہو گیا ہے تو حضورؐ بستر کو خود اپنے دست مبارک سے دھونے لگے۔ صحابہؓ نے عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! ہم حاضر ہیں۔ ہم خود بستر کو دھولیں گے۔ آپؐ تکلیف نہ فرمائیں۔"

مگر حضورؐ نے انہیں روک دیا اور فرمایا:

"نہیں، نہیں۔ وہ شخص میرا مہمان تھا' اس لئے یہ میرا ہی حق ہے کہ میں اس خدمت کو بجالاؤں۔"

اس کافر کو راستہ میں یاد آیا کہ جلدی میں تلوار وہیں بھول آیا ہوں۔ وہ تلوار لینے کے لئے واپس آیا تو دیکھا کہ حضورؐ خود اپنے ہاتھوں سے بستر کو دھو رہے ہیں۔ حضورؐ کی نظر اس پر پڑی تو حضورؐ اس کی ناپاک حرکت کے متعلق ایک لفظ تک زبان پر نہ لائے اور کہا تو صرف اتنا کہا:

"بھائی! تم اپنی تلوار یہیں بھول گئے تھے۔ اسے لے جاؤ۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر اس شخص کے دل سے کفر کا زنگ فی الفور اتر گیا اور وہ اسی وقت ایمان لے آیا۔

○

تنگ دست صحابہؓ کو تین بکریاں دے دیں:

حضرت مقدادؓ اور ان کے دو ساتھی ایک دفعہ سخت تنگ دستی میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے مختلف لوگوں سے اپنی کفالت کے لئے درخواست کی لیکن کوئی انہیں اپنا مستقل مہمان بنانے اور اپنی کفالت میں لینے پر تیار نہ ہوا۔ آخر کار وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ انہیں اپنے خانہ اقدس پر لے گئے اور تین بکریاں ان کے حوالے کرتے ہوئے کہا:

"ان کا دودھ پیا کرو۔"

چنانچہ ایک مدت تک حضرت مقدادؓ اور ان کے دونوں ساتھی انہی تین بکریوں کے دودھ پر گزران کرتے رہے۔

○

اہل صفہ کا حق مقدم ہے:

پایان مسجد نبویؐ میں ایک سائبان تھا جو صفہ کہلاتا تھا اور ان فقراء و مساکین صحابہؓ کے لئے تھا جو مال و منال اور اہل و عیال نہ رکھتے تھے۔ باہر سے مدینے میں اگر کوئی آتا اور شہر میں اس کی کوئی جان پہچان نہ ہوتی تو وہ بھی صفہ ہی میں آ کر ٹھہرتا تھا۔ یہ اصحاب صفہ اگرچہ مسلمانوں کے مہمان عام تھے لیکن اکثر وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ہاں مہمان ہوتے تھے۔ ان کے حال پر حضورؐ کی بڑی نظر عنایت تھی۔ حضورؐ ان کا حد سے زیادہ خیال رکھتے تھے اور ان کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مال غنیمت میں چند کنیزیں آئی ہوئی تھیں۔ موقع کو غنیمت جان کر حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ دونوں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک خادمہ کے لئے درخواست کی۔ حضورؐ نے جواب میں فرمایا:

"اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں تم کو خادمہ دوں اور اہل صفہ بھوکے مریں۔ ان کے خرچ کے لئے میرے پاس کچھ نہیں۔ ان اسیران جنگ کو بیچ کر میں ان کی قیمت اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔"

کون ہے جو اسے اپنا مہمان بناتا ہے؟:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سائل نے حاضر ہو کر کھانے کا سوال کیا۔ حضورؐ نے گھر میں دریافت کیا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ گھر سے جواب آیا کہ صرف پانی ہے۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے خطاب کر کے فرمایا:

"کون ہے جو اس کو اپنا مہمان بنائے؟"

ایک انصاری نے کہا:

"یا رسولؐ اللہ! میں حاضر ہوں۔"

چنانچہ وہ اسے اپنے گھر لے گئے اور بیوی سے کہا:

"یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں۔ ان کو کھانا کھلاؤ۔" بیوی نے کہا:

"گھر میں صرف بچوں کا کھانا موجود ہے۔"

انصاری نے کہا:

"تم وہی کھانا لے آؤ۔ بچوں کو کسی نہ کسی طرح سلا دو۔"

بیوی نے ایسا ہی کیا۔ جب میاں بیوی اور مہمان کھانے پر بیٹھے تو بیوی نے انصاری کے کہنے کے مطابق بتی اکسانے کے بہانے اٹھ کر چراغ گل کر دیا۔ میاں بیوی بھوکے رہے اور اس طرح ہاتھ منہ چلاتے رہے گویا کہ کھا رہے ہیں۔

صبح کو وہ انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا:

"رات اللہ تعالیٰ تمہارے نیک کام سے راضی ہوا۔"

تواضع اور سادگی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دین اور دنیا کے بادشاہ ہونے کے باوجود حد درجہ متواضع اور سادہ مزاج تھے۔ حضورؐ مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھے تھے۔ چھوٹا ہو یا بڑا، اسے سلام کرنے میں خود سبقت کرتے تھے۔ غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے تھے اور غریب سے غریب آدمی کی عیادت کو تشریف لے جاتے تھے۔ حضورؐ کو خچر اور گدھے پر سواری کرنے سے بھی عار نہ تھا۔ سواری پر حضورؐ دوسروں کو ساتھ بٹھا لیتے تھے۔ حضورؐ اپنے لئے کسی امتیازی شان یا نشان کی ضرورت نہیں سمجھتے اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ گھل مل کر بیٹھ جاتے تھے۔ بازار سے سودا خود خرید کر لے آتے اور گھر کے دوسرے کام بھی اپنے ہاتھ سے کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ حضورؐ اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگا لیتے تھے، اپنا جوتا خود گانٹھ لیتے تھے اور خود جانوروں کا دودھ دوہ لیتے تھے۔ یہ اس عظیم المرتبت ہستی کی شانِ تواضع اور سادگی تھی جس کے ایک اشارے پر ہزاروں افراد اپنی جانیں نثار کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

اللہ کے لئے تواضع اختیار کرنا:

امیرالمومنین حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ وہ منبر پر کھڑے ہوئے کہہ رہے تھے۔ لوگو! تواضع (فروتنی) اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص صرف خدا تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا رتبہ بلند کرتا ہے۔ گو وہ اپنے خیال میں حقیر ہوتا ہے لیکن لوگوں کی نظروں میں وقیع ہوتا ہے اور جو شخص تکبر کرتا ہے لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوتا ہے اور خدا اس کا رتبہ پست کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

○

فروتنی اختیار کرو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی بھیجی کہ تم تواضع یعنی فروتنی اختیار کرو کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔

○

خالصتاً للہ تواضع اختیار کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خالصتاً للہ تواضع اختیار کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ مجالس میں سب سے حقیر جگہ بیٹھنے پر رضامند ہو۔

○

تواضع کرنے والے کا درجہ بڑھتا ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بڑھا دیتا ہے۔ اور جو میانہ روی اختیار کرے اسے غنی کر دیتا

ہے اور جو اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے الفت رکھتا ہے۔

○

حضورؐ تعظیم سے ناخوش ہوتے تھے:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا۔ لیکن جب وہ آپؐ کو آتا دیکھتے تو تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ رسول اکرمؐ اس سے ناخوش ہوتے ہیں۔

○

شہرت کے خیال سے کوئی کپڑا پہننا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے شہرت کے خیال سے کوئی کپڑا پہنا۔ قیامت کے دن اللہ اس کو ذلت اور رسوائی کا لباس پہنائے گا۔

○

ریشم پہننے کی ممانعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے دنیا میں ریشم پہنا اسے آخرت میں پہننے کو نہیں ملے گا۔

○

جوتی کا تسمہ خود ہی ٹانک لیا:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ دوران سفر میں آپؐ کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ حضورؐ اسے خود درست کرنے لگے تو ایک صحابیؓ نے بڑھ کر عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ لائیے میں ٹانک دوں۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"نہیں، تشخص پسندی مجھے محبوب نہیں۔"

چنانچہ حضورؐ نے اپنی جوتی کا تسمہ خود ہی ٹانکا۔

○

حضورؐ کا مکان کی مرمت خود کرنا:

دو صحابی ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ اقدس پر حاضر ہوئے۔ دیکھا تو حضورؐ خود مکان کی مرمت فرما رہے تھے۔ انہوں نے حضورؐ سے تشریف رکھنے اور مرمت کا کام خود کرنے کی درخواست کی۔ جب یہ درخواست حضورؐ نے منظور نہ فرمائی تو وہ دونوں صحابیؓ خود حضورؐ کا ہاتھ بٹانے لگے اور مکان کی مرمت کے کام میں شریک ہو گئے۔ جب کام ختم ہو گیا تو حضورؐ نے ان دونوں کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

○

گدھے کی سواری سے بھی عار نہ تھا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بنو قریظہ کے یہودیوں کی طرف تشریف لے گئے تو ایک گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کی چھال کی بنی ہوئی تھی اور اس کی پشت پر زین کی جگہ کھجور کی چٹائی پڑی ہوئی تھی۔

○

دست بوسی کی ممانعت:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دکان سے پاجامہ خریدا۔ حضورؐ اٹھنے لگے تو دکان دار نے اظہار عقیدت کے طور پر حضورؐ کا دست مبارک چومنا چاہا۔ حضورؐ

نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا اور فرمایا:

"یہ تو اہل عجم کا دستور ہے۔ میں بادشاہ نہیں ہوں۔ تم ہی میں سے ایک ہوں۔"

○

حضورؐ کی معمولی قیمت کی چادر:

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج کو تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ حضورؐ جو چادر اوڑھے ہوئے تھے، اس کی قیمت محض چار درہم تھی۔

○

مسجد کو گندا نہ کرو:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبویؐ میں تشریف لائے۔ دیکھا تو مسجد میں کسی نے ناک صاف کی ہوئی تھی۔ حضورؐ نے ایک کنکر لے کر خود اپنے دست مبارک سے اس کو کھرچ ڈالا۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہوئے کہ اللہ کے بندو! مسجد اللہ کا گھر ہے۔ اس میں غلاظت پھینکنے سے احتراز کرو!

○

رسولؐ اللہ جبار نہیں ہیں:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے چادریں آئیں۔ حضورؐ نے ان میں سے اکثر تقسیم فرما دیں اور پھر گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت ایک صحابی حضرت مخرمہؓ اپنے بیٹے مسورؓ کے ہمراہ اپنا حصہ لینے آئے۔ حضورؐ کو موجود نہ پا کر حضرت مخرمہؓ نے اپنے بیٹے سے کہا:

"حضورؐ کو آواز دے کر بلاؤ!"

مسورؓ نے کہا:

"اباجان! میری کیا حیثیت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دوں۔"

اس پر مخرمہؓ نے کہا:

"بیٹے! رسولؐ اللہ جبار نہیں ہیں۔"

اس پر مسورؓ نے جرات کر کے حضورؐ کو آواز دی۔ حضورؐ فوراً باہر تشریف لے آئے اور انہیں دیبا کی ایک قبا عنایت فرمائی۔

○

کسی کی موت سے گرہن نہیں لگتا!:

جس روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم نے وفات پائی، اتفاق سے اسی دن سورج کو گرہن لگا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ حضورؐ کے صدمے کا اثر سورج پر بھی ہوا ہے۔ حضورؐ تک یہ بات پہنچی تو آپؐ نے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور فرمایا:

"لوگو! کسی کی موت سے سورج یا چاند میں گرہن نہیں لگتا۔ یہ تو خدا کی قدرت کا ایک نشان ہے۔"

○

یا خیر البریہ!:

ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا:

"یا خیر البریہ!" (اے بہترین مخلوق!)

اس پر حضورؐ نے ازراہ انکسار فرمایا:

"یہ وصف تو ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔"

حضورؐ کو اپنی مدح ناپسند تھی:

حضرت عمر ابن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لوگو! میری مدح میں مبالغہ نہ کرنا جس طرح کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریمؑ کی مدح میں مبالغہ کیا۔ میں تو خدا کا ایک بندہ ہوں' اس لئے تم مجھے خدا کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔"

○

حضورؐ کا صلح کرانے میں کوشش کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو بھی ایک طرح سے اپنے فرائض و معمولات میں داخل کر رکھا تھا کہ اگر کہیں دو افراد یا دو قبیلے لڑ پڑتے تو حضورؐ ان کی صلح کے لئے تشریف لے جاتے اور ہر ممکن کوشش سے صلح کرا دیتے۔

بنو عمر اور بنو عوف دو مشہور قبیلوں میں باہم نزاع ہو گیا۔ حضورؐ ان کی صلح کے لئے تشریف لے گئے۔ ان کے درمیان صلح کرانے میں حضورؐ کو اتنی دیر ہو گئی کہ نماز کا وقت بھی تنگ ہو گیا اور صحابہؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔

○

گھبراؤ نہیں' میں بادشاہ نہیں:

ایک دفعہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کے لئے آیا لیکن حضورؐ کو دیکھ کر رعب نبوت سے کانپنے لگا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"گھبراؤ نہیں' میں بادشاہ نہیں' ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی۔"

○

حضورؐ کے بدوؤں سے مراسم:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اعرابی یا بدو لوگوں سے دوستانہ مراسم تھے۔ وہ جب آتے، اپنے گاؤں سے گاؤں کی کوئی چیز حضورؐ کے لئے تحفے اور سوغات کے طور پر لاتے۔ حضورؐ واپسی پر شہر کی کوئی نہ کوئی چیز انہیں بطور تحفہ دے دیتے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ یہ بدو کچھ خریداری کرنے کے لئے شہر آتے اور اس خیال سے کہ دکان دار انہیں دھوکا نہ دے، حضورؐ کو اپنے ساتھ لے لیتے۔ حضورؐ بغیر کوئی بوجھ یا ناگواری محسوس کئے، ان کے ساتھ ہو لیتے اور بازار جا کر ان کو سودا خرید دیتے۔ اگر انہوں نے کچھ فروخت کرنا ہوتا، تب بھی حضورؐ ان کے ساتھ جاتے اور مال فروخت کرتے۔

○

زائد مہمان کے لئے اجازت طلبی:

حضرت ابو شعیبؓ ایک انصاری تھے۔ ان کا غلام بازار میں گوشت کی دوکان کرتا تھا۔ ایک روز حضرت ابو شعیبؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپؐ چار صحابہؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور چہرہ مبارک سے بھوک کا اثر ظاہر تھا۔ ابو شعیبؓ نے جا کر غلام سے کہا:

"پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو۔"

کھانا تیار ہو چکا تو حضرت ابو شعیبؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ صحابہؓ کے ساتھ قدم رنجہ فرمائیں۔ حضورؐ چاروں صحابہؓ کے ساتھ ان کے گھر کی طرف تشریف لے چلے۔ راستے میں ایک اور شخص ساتھ ہولیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو شعیبؓ سے فرمایا:

"یہ شخص بغیر کہے ساتھ ہولیا ہے۔ تم اجازت دو تو یہ بھی ساتھ آئے ورنہ رخصت کر دیا جائے۔"

حضرت ابو شعیبؓ نے عرض کیا:

"حضورؐ آپ انہیں بھی ساتھ لائیں۔"

آؤ سوار ہولو!:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ایک اونٹ پر سوار پہاڑ کے ایک درے میں سے گزر رہے تھے۔ ایک صحابی عقبہؓ بن عامر بھی ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

"آؤ سوار ہولو۔"

حضرت عقبہؓ نے اس امر کو گستاخی سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیادہ بنا کر خود سوار ہوں۔ حضورؐ نے دوبارہ ارشاد فرمایا:

"آؤ سوار ہولو۔"

اب انکار کرنا امتثالِ امر کے خلاف تھا۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ سے اتر پڑے اور حضرت عقبہؓ بن عامر اونٹ پر سوار ہوئے۔

مدح میں احتیاط کرنا:

حضرت عبداللہ بن الشخیر بیان کرتے ہیں کہ میں بنو عامر کے وفد میں شامل ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے کہا:

"یا رسولؐ اللہ! آپ ہمارے آقا ہیں۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"آقا خدا ہے۔"

پھر ہم نے کہا:

"یا رسولؐ اللہ! آپ فضل و کرم میں ہم سب سے افضل و اعظم ہیں۔"

اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"تم یہ کہو یا اس سے بھی کم کہو۔ دیکھنا کہیں شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ بنا لے۔"

○

بادشاہ تو ایسے نہیں ہوتے:

عدی بن حاتم طائی پہلے عیسائی تھے اور اپنی قوم کے سردار تھے۔ انہیں شک تھا کہ رسول اللہ بادشاہ ہیں یا پیغمبر۔ وہ تحقیق احوال کے لئے مدینے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ عدی نے سلام عرض کیا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا:

"تم کون ہو؟"

عدی نے عرض کیا:

"میں عدی بن حاتم طائی ہوں۔"

یہ سن کر حضورؐ کھڑے ہو گئے اور عدی کو اپنے گھر لے چلے۔ اچانک ایک مسکین بڑھیا کسی حاجت کے لئے حاضر خدمت ہوئی۔ وہ کہنے لگی:

"یا رسولؐ اللہ! ٹھہریئے!"

چنانچہ حضورؐ ٹھہر گئے اور وہ بڑھیا دیر تک کچھ عرض کرتی رہی۔ عدی نے یہ دیکھ کر

اپنے دل میں کہا کہ بادشاہ تو ایسے نہیں ہوتے۔ یہ بادشاہ نہیں ہیں۔ پھر حضورؐ عدی کو اپنے گھر لے گئے۔ کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک تکیہ عدی کی طرف بڑھایا اور فرمایا:

"اس پر بیٹھ جاؤ۔"

عدی نے کہا:

"نہیں، اس پر آپ ہی تشریف رکھیں۔"

حضورؐ نے دوبارہ ارشاد فرمایا:

"نہیں، تم ہی اس پر بیٹھو۔"

چنانچہ حضورؐ کے حکم کے مطابق عدی اس تکئے پر بیٹھ گئے اور حضورؐ زمین پر بیٹھ گئے۔

یہ دیکھ کر عدی نے پھر اپنے دل میں خیال کیا کہ بادشاہوں کا تو یہ حال نہیں ہوا کرتا۔"

حضورؐ نے چند باتوں کے بعد عدی سے فرمایا:

"عدی! شاید تم کو دین اسلام میں داخل ہونے سے یہ بات روک رہی ہے کہ مسلمان غریب اور تعداد میں تھوڑے ہیں اور ان کے دشمن بہت اور صاحب ملک و سلطنت ہیں مگر عنقریب تم دیکھو گے کہ مسلمانوں میں مال کی وہ کثرت ہوگی کہ کوئی صدقہ لینے والا نہ ملے گا اور تم عنقریب سن لوگے کہ ایک عورت قدسیہ سے مکہ میں پہنچ کر بیت اللہ کا حج کرے گی اور اسے کسی کا ڈر نہ ہوگا اور تم عنقریب سرزمین بابل میں سفید محلات پر مسلمانوں کے قبضہ کی خبر سن لوگے۔"

یہ سن کر عدی اسلام لے آئے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ حضورؐ کی ان تین پیش گوئیوں میں سے دوسری اور تیسری پوری ہو چکی ہیں اور پہلی پوری ہو کر رہے گی۔

○

کھانے کو عیب نہ لگانا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو کبھی عیب نہ لگایا۔ خواہش ہوتی تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ حضرت انسؓ نے دس برس تک حضورؐ کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ اس عرصے میں حضورؐ نے انہیں کبھی اف تک نہ کہا اور نہ یوں فرمایا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہ کیا؟

○

ریشمی حلہ ہمارے لئے نہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تواضع اور انکساری کے طور سے اکثر معمولی کپڑا استعمال فرماتے تھے۔ حضرت عمرؓ کو خیال تھا کہ جمعہ و عیدین یا سفیروں کی باہر سے آمد کے موقع پر حضورؐ ذرا شان و تجمل کا لباس زیب تن فرمائیں تو کیا خوب!

اتفاق سے ایک بار راستہ میں ایک ریشمی حلہ فروخت ہو رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے موقع پا کر عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! یہ حلہ حضورؐ خرید لیں اور جمعہ میں اور سفیروں کی آمد کے موقع پر ملبوس فرمایا کریں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ لباس تو وہ پہنے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔"

○

یہودی کے قرض کی ادائیگی:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک یہودی رہتا تھا جس سے میں قرض لیا کرتا تھا۔ ایک سال اتفاق سے کھجوریں نہیں پھلیں اور قرضہ ادا نہ ہو سکا۔ اس پر پورا سال گزر گیا۔ بہار آئی تو یہودی نے تقاضا شروع کیا۔ اب کی بار بھی پھل کم آئے۔ میں نے یہودی سے اگلی فصل تک کی مہلت مانگی مگر اس نے انکار کر دیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات بیان کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہؓ کے ساتھ خود یہودی کے گھر تشریف لے گئے اور سمجھایا کہ مہلت دے دو۔ اس نے کہا:

"ابو القاسم! میں کبھی مہلت نہ دوں گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے نخلستان کا ایک چکر لگایا اور پھر یہودی کے پاس آئے اور اس سے مزید مہلت کے لئے گفتگو کی لیکن وہ کسی طرح راضی نہ ہوا۔ بالآخر حضورؐ نے مجھ سے فرمایا:

"چبوترے پر فرش بچھا دو۔"

میں نے چبوترے پر فرش بچھا دیا۔ حضورؐ نے اس پر آرام فرمایا اور سو گئے۔ حضورؐ سو کر اٹھے تو پھر یہودی سے خواہش ظاہر کی کہ مہلت دے دے۔ یہودی اب بھی نہ مانا۔ اس پر حضورؐ درختوں کے جھنڈ میں جا کر کھڑے ہو گئے اور مجھ سے فرمایا:

"جابر! کھجوریں توڑنی شروع کرو!"

میں نے کھجوریں توڑنی شروع کیں تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اتنی نکلیں کہ یہودی کا قرض ادا کرنے کے بعد بھی بچ رہیں۔

○

حضرت ابوذر غفاریؓ کا خیر مقدم:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو بلا بھیجا۔ اتفاق سے وہ گھر میں نہیں ملے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ حاضر خدمت ہوئے تو حضورؐ لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کو دیکھتے ہی آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر انہیں سینے سے لگالیا۔

○

رضاعی والدہ کا احترام:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جگہ بہت کم ہوتی تھی۔ جو لوگ پہلے سے آ کر بیٹھ جاتے تھے؛ ان کے بعد جگہ باقی نہیں رہتی تھی۔ ایسے موقع پر اگر کوئی آجاتا تو اس کے لئے حضورؐ خود اپنی چادر مبارک بچھا دیتے تھے۔ ایک بار مقام جعرانہ میں حضورؐ تشریف فرما تھے اور اپنے دست مبارک سے لوگوں میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک عورت آئی اور آپ کے پاس چلی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو اس کی نہایت تعظیم کی اور اپنی چادر مبارک اس کے لئے بچھا دی۔ جب وہ عورت چلی گئی تو صحابہؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! یہ کون عورت تھی؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ میری رضاعی والدہ تھیں۔"

○

رضاعی والد کی عزت:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ آپؐ کے رضاعی والد آئے۔ آپؐ نے ان کے لئے چادر کا ایک کونا بچھا دیا۔ پھر آپؐ کی رضاعی والدہ آئیں تو حضورؐ نے ان کے لئے چادر کا دوسرا کونا بچھا دیا۔ آخر میں آپؐ کے رضاعی بھائی آئے تو حضورؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔

○

سلام میں سبقت کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سلام میں سبقت فرماتے تھے۔ راستہ چلتے میں مرد، عورتیں، بچے جو سامنے آتے ان کو بلا تخصیص سلام کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضورؐ راستے سے گزر رہے تھے۔ ایک مقام پر مسلمان، منافق اور کافر سب یکجا بیٹھے تھے۔ حضورؐ جب ان کے قریب سے گزرے تو آپؐ نے سبقت فرماتے ہوئے ان سب کو سلام کیا۔

○

ہم حضورؐ کو سجدہ کیوں نہ کریں؟:

انصار مدینہ میں سے ایک کے ہاں ایک اونٹ تھا جس سے وہ پانی ڈھویا کرتے تھے، وہ سرکش ہو گیا اور اپنی پیٹھ پر پانی نہ اٹھاتا تھا۔ اونٹ کے مالک انصاری رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے:

"یا رسولؐ اللہ! ہمارے ہاں ایک اونٹ ہے جس پر ہم پانی لاد کر لاتے تھے۔ وہ سرکش ہو گیا ہے اور اپنی پیٹھ پر پانی نہیں اٹھاتا۔ ہماری کھجوریں اور کھیتی سوکھ رہی ہے۔"

آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو ساتھ لیا اور اس انصاری کے باغ میں گئے۔ اونٹ باغ کے

ایک گوشے میں تھا۔ حضورؐ اس کی طرف روانہ ہوئے تو صحابہؓ نے عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! یہ اونٹ کاٹنے والے کتے کی مانند ہوگیا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں آپؐ کو اس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"تم اطمینان رکھو۔ مجھے اس سے کچھ ڈر نہیں۔"

جب اونٹ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپؐ کی طرف آیا اور پاس آکر آپؐ کے آگے سجدے میں گر پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشانی کے بال پکڑ لئے اور وہ ایسا مطیع ہوگیا کہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ یہاں تک کہ حضورؐ نے اس کو کام پر لگا دیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! یہ حیوان غیر ذی عقل آپؐ کو سجدہ کرتا ہے اور ہم عقل والے ہیں' اس لئے اس کی نسبت ہمیں یہ زیادہ سزاوار ہے کہ آپؐ کو سجدہ کریں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایک انسان کو سزاوار نہیں کہ وہ دوسرے انسان کو سجدہ کرے۔ اگر ایک انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیونکہ خاوند کا عورت پر بڑا حق ہے۔"

○

صحابہ کی تسکین قلب:

یہودیوں کا دستور تھا کہ عورتوں کو جب ایام حیض آتے تو ان کو گھروں سے نکال دیتے اور ان کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف

لائے تو انصار مدینہ نے آپؐ سے اس امر کے متعلق سوال کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیت اتری کہ اس حالت میں مقاربت ناجائز ہے۔ اس بنا پر حضورؐ نے حکم دیا کہ مقاربت کے سوا کوئی بات منع نہیں۔ یہود مدینہ نے حضورؐ کا حکم سنا تو کہنے لگے:

"یہ شخص بات بات میں ہماری مخالفت کرتا ہے۔"

دو صحابہؓ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے:

"یا رسولؐ اللہ! یہود جب یہ بات کہتے ہیں تو ہم مقاربت بھی کیوں نہ کریں؟"

یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک غصے سے سرخ ہو گئے۔ وہ دونوں صحابی چلے گئے۔ حضورؐ نے ان کے پاس کھانے کی کچھ چیزیں بھیجیں۔ اس وقت ان کو تسکین ہوئی کہ حضورؐ ہم سے ناراض نہیں ہیں۔"

○

اللہ نے مجھے سرکش نہیں بنایا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تواضع اور انکسار کے طور پر اکڑوں بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے:

"میں بندہ ہوں، بندوں ہی کی طرح کھاتا اور بندوں ہی کی طرح بیٹھتا ہوں۔"

ایک دفعہ کھانے کے موقع پر جگہ تنگ تھی اور لوگ زیادہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکڑوں بیٹھ گئے تاکہ جگہ نکل آئے۔ ایک بدو بھی شریک مجلس تھا۔ اس نے کہا:

"محمدؐ! یہ کیا طرز نشست ہے؟"

حضورؐ نے فرمایا:

"اللہ نے مجھے خاکسار بندہ بنایا ہے، جبار اور سرکش نہیں بنایا ہے۔"

حضورؐ کا تعظیمی الفاظ ناپسند کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متعلق جائز تعظیمی الفاظ بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک بار ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ سے خطاب کیا:

"اے ہمارے آقا اور ہمارے آقا کے فرزند! اور ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے فرزند!"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لوگو! تقویٰ اختیار کرو۔ کہیں شیطان تمہیں گرا نہ دے۔ میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں۔ خدا کا بندہ اور خدا کا رسول ہوں۔ مجھ کو خدا نے جو مرتبہ بخشا ہے، میں پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس سے زیادہ بڑھاؤ۔"

کیا تم میری قبر کو سجدہ کرو گے؟:

قیس بن سعدؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حیرہ گیا۔ وہاں لوگوں کو دیکھا کہ رئیس شہر کے دربار میں جاتے ہیں تو اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے واپس آکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا اور عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! آپ کو سجدہ کیا جائے تو آپؐ اس کے زیادہ مستحق ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میری قبر پر گزرو گے تو سجدہ کرو گے؟"

میں نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! نہیں۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"تو جیتے جی بھی سجدہ نہیں کرنا چاہئے۔"

○

وہی گائے جاؤ جو گا رہی تھیں:

حضرت معوذ بن عفرا کی صاحبزادی ربیع کی جب شادی ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے اور دلہن کے لئے جو فرش بچھایا گیا تھا' اس پر بیٹھ گئے۔ گھر کی لڑکیاں آس پاس بیٹھ گئیں اور دف بجا بجا کر شہدائے بدر کا مرثیہ گانے لگیں۔ گاتے گاتے ایک لڑکی نے یہ مصرع گایا:

ترجمہ: ہم میں وہ رسولؐ تشریف فرما ہیں جو مستقبل کا حال جانتے ہیں۔"

حضورؐ نے فوراً انہیں ٹوک دیا اور فرمایا:

"یہ کیا گانے لگیں؟ وہی گائے جاؤ جو گا رہی تھیں۔"

○

اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے محبت:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے۔ وضو کا جو پانی دست مبارک سے گرتا تھا' صحابہ کرامؓ برکت کے خیال سے اس کو چلو میں لے کر بدن پر مل لیتے تھے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا:

"تم یہ کیوں کر رہے ہو؟"

صحابہؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! ہم اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی محبت میں ایسا کر رہے ہیں۔"

اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت حاصل کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ تم میں سے جو کوئی اس بات کی خوشی حاصل کرنا چاہے کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ جب باتیں کرے تو سچ بولے، جب امین بنایا جائے تو حق امانت ادا کرے اور کسی کا پڑوسی بنے تو حق ہمسائیگی اچھی طرح ادا کرے۔"

○

حضورؐ کی آرائشی تکلفات سے نفرت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے آرائشی تکلفات سے طبعاً نفرت تھی۔ ریشم اور سونے کا استعمال اسلام میں اگرچہ عورتوں کے لئے مباح ہے مگر حضورؐ اپنے گھر میں اتنی حشمت کا اظہار بھی ناپسند فرماتے تھے۔ ایک بار حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سونے کے کنگن پہنے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا:

"اے عائشہ! میں تم کو اس سے بہتر تدبیر نہ بتاؤں۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! وہ کیا؟"

حضورؐ نے فرمایا:

"تم ان کنگنوں کو اتار دو اور چاندی کے دو کنگن بنوا کر ان پر زعفران کا رنگ چڑھا دو۔"

(نسائی)

○

پانچ چیزوں کی ممانعت:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو پانچ چیزوں سے منع فرمایا۔ ریشمی کپڑے' سونے کے زیور' سونے اور چاندی کے برتن' سرخ نرم گدے اور کتان آمیز ریشمی کپڑے --- میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! اگر تھوڑا سا سونا ہو جس میں مشک باندھا جا سکے تو کچھ مضائقہ ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نہیں چاندی کو تھوڑے سے زعفران سے رنگ لیا کرو۔"

(مسند جلد ٦)

○

زہد و قناعت

حضورؐ کو مسکینی پسند تھی:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھا اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔

(ترمذی، بیہقی، ابن ماجہ)

○

روزی بقدر کفاف:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! محمدؐ کے متعلقین کی روزی بس بقدر کفاف ہو۔ (یعنی نہ اتنی تنگی ہو کہ اپنے کام بھی نہ انجام دیئے جا سکیں اور نہ اتنی فراغت کہ کل کے لئے ذخیرہ رکھا جا سکے۔)

(بخاری و مسلم)

○

جو کی روٹی بھی متواتر دو دن نہیں کھائی:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے جو کی روٹی سے بھی متواتر دو دن پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ حضورؐ اس دنیا سے اٹھالئے گئے۔

(بخاری و مسلم)

○

حضورؐ کے فاقوں پر فاقے:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی راتیں مسلسل اس حالت میں گزر جاتی تھیں کہ آپؐ اور آپؐ کے گھر والے فاقے سے ہوتے تھے۔ کیونکہ رات کا کھانا نہیں پاتے تھے اور جب پاتے تھے تو ان کا رات کا کھانا بس جو کی روٹی ہوتی تھی۔

(ترمذی)

○

اللہ کی محبت کیسے حاصل ہو؟:

سہل بن ساعدیؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ایسا عمل بتایئے کہ اس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت رکھے اور دنیا کے لوگ بھی محبت کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ دنیا میں زہد اختیار کر۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت رکھے گا اور جو چیز لوگوں کے ہاتھوں میں ہے (یعنی دنیا) اس کو ترک کر دے لوگ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔

(ترغیب و ترہیب)

○

سب سے بڑا زاہد کون؟:

ضحاکؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا زاہد کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو قبر اور مصیبت کو فراموش نہ کرے اور دنیاوی اعلیٰ درجہ کی زینت کو ترک کر دے اور جو باقی رہنے والا ہے (یعنی نیک عمل) اس کو فانی پر ترجیح دے اور کل کا وعدہ نہ کرے اور اپنے کو مرنے والوں میں شمار کرے۔

(ترغیب و ترہیب)

○

معزز ترین شخص کون؟:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون شخص سب آدمیوں سے معزز ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے معزز و بزرگ وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

(عن ابو ہریرہؓ، مشکوٰۃ)

○

حضورؐ کا اللہ سے سوال:

رسول کریمؐ اکثر زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے اے اللہ میں تجھ سے ہدایت اور تقویٰ اور عفاف اور غنا کا سوال کرتا ہوں۔

(عن ابن مسعودؓ، مسلم)

○

جنت میں داخلے کی شرائط:

رسول اکرمؐ نے حجتہ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور پانچ وقت نماز ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور مال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے امیروں کی اطاعت کرو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

○

دل کا غنی ہونا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غنی یعنی تمول کثرت مال سے نہیں بلکہ دل کے غنی ہونے سے ہے۔

(عن ابو ہریرہؓ، مشکواۃ)

○

اللہ کا محبوب بندہ کون؟:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مال دار متقی، مہربانی کرنے والے بندے سے محبت رکھتا ہے۔

(عن ابو ہریرہؓ، مشکواۃ)

○

دنیا کے لئے دین کو نہ چھوڑنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں بہتر وہ ہے جو دنیا کے لئے اپنے دین

کو نہ چھوڑے اور نہ دنیا کو آخرت کی وجہ سے' اور لوگوں پر بار نہ ہو۔(یعنی اپنے اخراجات کا بوجھ دوسروں پر نہ ڈالے۔)

(عن انسؓ' کنزالعمال)

○

دنیا کا بندہ ذلیل ہو!:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

دنیا کا بندہ' مال و دولت کا بندہ' لباس کا بندہ ہلاک ہو۔ دنیا مل جاتی ہے تو خوش ہو جاتا ہے۔ دنیا نہیں ملتی تو ناخوش ہوتا ہے۔ ایسا بندہ ہلاک ہو' ذلیل ہو۔ اس کے کانٹا چبھے تو نکالا نہ جائے۔

(عن ابوہریرہؓ' بخاری)

○

مال کا فتنہ ہونا:

ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہے۔ میری امت کا فتنہ مال ہے۔

(عن کعب بن عیاضؓ' ترمذی)

○

دولت مندوں کے پاس کم جانا:

دولت مندوں کے پاس کم جایا کرو۔ ورنہ خدا کے احسانات کی قدر جاتی رہے گی۔

(عن عبداللہ بن الشخیر' مسند حاکم)

دنیا کی طرف راغب نہ ہونا:

خدا کی قسم مجھے اس بات کا مطلق خوف نہیں ہے کہ تم فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گے۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ دنیا تم پر فراخ کر دی گئی۔ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فراخ کر دی گئی تھی پھر تم اس کی طرف متوجہ (راغب) ہو گئے۔ جس طرح تم سے پہلوں نے رغبت کی تو پھر وہ تمہیں ہلاک کر دے۔ جس طرح پہلوں کو ہلاک کر مارا۔

(عن عمرو بن عوفؓ، صحیحین)

○

مالداروں کی اکثریت جہنم میں:

میں نے جہنم میں دیکھا تو وہاں اکثر مالداروں اور عورتوں کو پایا۔

(عن ابن عمرؓ، مسند احمد)

○

دنیا کی تلخی اور آخرت کی تلخی:

دنیا کی تلخی آخرت کی شیرینی ہے اور دنیا کی شیرینی آخرت کی تلخی ہے۔

(عن ابو موسیٰؓ، مسند حاکم)

○

دنیا مردار ہے:

خدا کی قسم دنیا خدا کے نزدیک بکری کے مردہ بچے سے بھی زیادہ حقیر ہے۔

(عن جابرؓ، مسلم)

حضورؐ کا زہد و قناعت کو پسند کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے خزانوں کی کنجیاں پیش کیں مگر حضورؐ کی ہمت عالی نے زہد و قناعت اور عبودیت کو پسند فرمایا۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میرے پروردگار نے مجھ سے فرمایا:

اگر تو چاہے تو تیرے واسطے وادی مکہ کو سونا بنا دوں؟"

مگر میں نے عرض کیا:

"یا باری تعالیٰ! میں یہ نہیں چاہتا بلکہ یوں چاہتا ہوں کہ ایک دن سیر ہو کر کھاؤں اور دوسرے روز بھوکا رہوں۔ جب بھوکا رہوں تو تیرے آگے زاری و عاجزی کروں اور جب سیر ہو جاؤں تو تیری حمد اور تیرا شکر کروں۔"

○

گیہوں کی روٹی بھی متواتر تین دن نہیں کھائی:

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آکر متواتر تین دن تک کبھی گیہوں کی روٹی نہ کھائی یہاں تک کہ آپؐ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

○

دو دو مہینے چولہا نہیں جلتا تھا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ اقدس میں بعض دفعہ دو دو مہینے تک چولہا نہ جلتا تھا۔ حضورؐ اور حضورؐ کے اہل بیت صرف پانی اور کھجور پر گزران کرتے۔

○

شکم مبارک پر کپڑا بندھا تھا:

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خوان پر کھانا نہ کھایا اور نہ باریک روٹی تناول فرمائی۔ ایک روز وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے شکم مبارک پر کپڑا کس کر باندھا ہوا تھا اور یہ صرف بھوک کی تکلیف کو کم کرنے کی وجہ سے تھا۔

○

شکم مبارک پر دو پتھر بندھے تھے:

حضرت ابو طلحہؓ انصاری ایک روز چند صحابہؓ کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فاقہ کشی کی شکایت کرتے ہوئے اپنے پیٹ کھول کر دکھائے۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے پیٹ پر ایک ایک پتھر باندھ رکھا تھا۔ حضورؐ نے جواباً اپنے شکم مبارک سے کپڑا ہٹایا تو صحابہؓ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حضورؐ کے شکم مبارک پر ایک کی بجائے دو پتھر بندھے تھے۔

○

حضورؐ کے پاس ایک ہی جوڑا تھا:

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی کپڑا کبھی تہہ کرکے نہیں رکھا گیا۔ یعنی حضورؐ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا تھا' دوسرا نہیں تھا جسے تہہ کرکے رکھا جا سکتا۔

○

ازواج مطہراتؓ کی زندگی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل و عیال کے لئے بھی زہد و قناعت ہی کی زندگی پسند فرماتے تھے۔ حضورؐ کی ازواج مطہراتؓ کے حجرے کھجور کی شاخوں سے بنے ہوئے تھے اور وہ قد آدم سے کچھ ہی اونچے تھے۔ پہننے کے لئے ان میں سے ہر ایک کے پاس صرف ایک جوڑا کپڑا ہوتا تھا۔

○

کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور کبھی کسی سے فاقہ کا شکوہ نہیں فرمایا۔ کبھی فاقہ کی وجہ سے رات بھر نیند نہیں آتی تھی مگر حضورؐ اگلے دن پھر روزہ رکھ لیتے۔ ایک دن حضورؐ کو فاقہ کی حالت میں دیکھ کر حضرت عائشہ صدیقہؓ رو پڑیں اور عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! دنیا میں سے اتنا ہی قبول کر لیجئے جو جسمانی طاقت کو قائم رکھنے کے لئے کافی ہو۔"

حضورؐ نے جواباً فرمایا:

"عائشہ! مجھے دنیا سے کیا غرض! میرے بھائی اولوالعزم رسول تو اس سے بھی زیادہ حالت پر صبر کیا کرتے تھے۔ وہ اسی طریقہ پر چلے اور اسی طریقے پر چلتے ہوئے اپنے رب کے حضور پہنچ گئے۔ اللہ نے ان کو اپنے کرم سے نوازا اور ان کو پورا پورا ثواب دیا۔ اب اگر میں آسودہ حالی کی زندگی پسند کروں تو مجھے یہ بھی شرم آتی ہے کہ کہیں کل کو ان سے کم نہ رہ جاؤں۔ دیکھو! مجھے تو جو چیز سب سے محبوب ہے' وہ یہ ہے کہ اپنے بھائیوں اور دوستوں سے

جانلوں۔"

○

ہمارے واسطے آخرت ہے:

ایک بار حضرت عمر فاروقؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ حضورؐ ایک کھری چارپائی پر لیٹے تھے جو کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھی اور جس پر کوئی توشک یا گدا وغیرہ نہیں تھا اور بدن مبارک پر صرف ایک تہبند تھا۔ کھجور کے بان کے نشان حضورؐ کے بدن پر پڑے ہوئے تھے۔ سرہانے ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ ایک طرف مٹھی بھر جو رکھے تھے، سر مبارک کے پاس کھونٹی پر مشکیزہ کی تین کھالیں لٹک رہی تھیں اور پیر مبارک کے قریب درخت سلم کے کچھ پتے تھے (جو دباغت میں کام آتے ہیں۔)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت دیکھ کر حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ حضورؐ نے فرمایا:

"ابن خطاب! کیوں روتے ہو؟"

حضرت عمرؓ نے جواب دیا:

"یا رسولؐ اللہ! کیوں نہ روؤں! یہ آپ کا خانہ اقدس ہے اور یہ اس کا سامان۔ قیصرو کسریٰ تو عیش و عشرت کے مزے لوٹیں اور خدا کے برگزیدہ پیغمبر کے گھر کا یہ حال ہو!"

حضورؐ نے فرمایا:

"اے ابن خطاب! کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ دنیا ان کے لئے ہو اور آخرت ہمارے واسطے۔ وہ دنیا بنالیں اور ہم آخرت۔"

دھاری دار پردے سے نفرت:

ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے گھر پر تشریف لے گئے مگر اندر داخل نہ ہوئے اور واپس ہو گئے۔ حضرت علیؓ آئے تو حضرت فاطمہؓ نے ان سے ذکر کر دیا۔ حضرت علیؓ نے آگے حضورؐ سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا:

"فاطمہؓ کے دروازے پر دھاری دار پردہ لٹک رہا تھا۔ بھلا مجھے دنیا سے کیا غرض!"

جب حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو یہ بات بتائی تو وہ بولیں:

"حضورؐ انور اس بارے میں جو چاہیں ارشاد فرمائیں۔"

حضورؐ کی طرف سے ارشاد ہوا:

"اسے فلاں حاجت مند اہل بیت کو دے دیں۔"

○

حسنؓ اور حسینؓ کے چاندی کے کنگن:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب سفر کا قصد فرماتے تو اپنے اہل میں سے سب سے آخر میں حضرت فاطمہ زہراؓ سے مل کر جاتے اور واپس آ کر سب سے پہلے حضرت فاطمہ زہراؓ سے ملتے۔ ایک دفعہ حضورؐ کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے۔ حضرت فاطمہؓ نے اپنے دروازے پر پردہ لٹکایا ہوا تھا اور حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے ہوئے تھے۔ حضورؐ حسب معمول حضرت فاطمہؓ کے ہاں آئے تو اندر داخل نہ ہوئے اور واپس تشریف لے گئے۔

حضرت فاطمہ زہراؓ آخر اللہ کے رسولؐ کی بیٹی تھیں۔ انہوں نے خیال کیا کہ زینت

اور زیور ہی نے حضورؐ کو اندر آنے سے روکا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پردے کو پھاڑ ڈالا اور حضرت حسنؓ اور حسینؓ کے ہاتھوں سے کنگن نکال دیئے۔ وہ دونوں روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ حضورؐ نے کنگن ان سے لے لئے اور اپنے صحابی ثوبانؓ سے فرمایا:

"ثوبان! یہ زیور فلاں شخص کی آل کے ہاں لے جا۔ چونکہ یہ میرے اہل بیت ہیں' میں پسند نہیں کرتا کہ یہ اپنی دنیاوی زندگی میں لذائذ سے حظ اٹھائیں۔ ثوبان! فاطمہ کے لئے گھونگھے کا ہار اور ان بچوں کے لئے ہاتھی دانت کے کنگن خرید لاؤ۔"

○

گھر کی زیب و زینت سے کراہت:

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت علیؓ کی دعوت کی اور کھانا تیار کیا۔ حضرت فاطمہ زہراؓ نے حضرت علیؓ سے کہا:

"کیا خوب ہو اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شریک طعام کرلیں۔"

چنانچہ انہوں نے حضورؐ کو بلایا۔ حضورؐ تشریف لائے۔ آپؐ نے دروازے کے بازوؤں پر اپنا دست مبارک رکھا اور گھر کے ایک طرف پردہ لٹکتا دیکھ کر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا:

"جایئے اور دیکھئے کہ حضورؐ کیوں واپس چلے گئے؟"

حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور واپس چلے آنے کا سبب دریافت کیا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"یہ پیغمبر کی شان کے خلاف ہے کہ وہ زیب و زینت والے گھر میں داخل ہو۔"

○

حضورؐ کو ریشمی لباس ناپسند تھا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت علیؓ کو ایک ریشمی جوڑا بطور ہدیہ عطا فرمایا۔ حضرت علیؓ نے اسے پہن لیا۔ حضرت علیؓ کو ریشمی جوڑا پہنے دیکھ کر رسولؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار نمودار ہوئے۔ اس پر حضرت علیؓ نے وہ ریشمی جوڑا پھاڑ کر تقسیم کر دیا۔

○

پرندوں کی تصویروں والا پردہ:

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک پردہ تھا۔ جس میں پرندوں کی تصویریں تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا:

"اے عائشہؓ! اسے بدل ڈالو کیونکہ جب میں اسے دیکھتا ہوں تو دنیا یاد آتی ہے۔"

○

شہتیر پر لپٹی ہوئی رنگین چادر:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ ان کی واپسی کا انتظار کیا کرتی تھیں۔ ان کے ہاں ایک رنگین چادر تھی۔ انہوں نے اسے ایک شہتیر پر لپیٹ دیا۔ جب حضورؐ تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا مگر حضورؐ نے وہ رنگین چادر دیکھ کر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سلام کا جواب نہ دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضورؐ کے چہرہ مبارک پر کراہت کے آثار دیکھے۔ حضورؐ نے اس چادر کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا:

خدا نے جو کچھ ہمیں دیا ہے اس کے لئے اس نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ اسے اینٹ پتھر کو پہنا دیں۔"

اس پر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس کے دو تکئے بنا لئے اور ان میں کھجور کی چھال بھر دی۔

○

ریشم کا شلوکا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر موٹے جھوٹے اور بھیڑ کی کھال کے بنے ہوئے کپڑے پہنتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے ریشم کا شلوکا ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔ حضورؐ نے اسے پہن لیا اور نماز ادا فرمائی۔ پھر اسے ناگوار محسوس کرتے ہوئے اتار دیا اور فرمایا:

"پرہیز گاروں کے لئے یہ لباس مناسب نہیں۔"

○

بوریا چوہرا کیوں کر دیا؟:

حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر جو آپؐ کے گھر میں تھا' ایک بوریا تھا جس کو ہم دوہرا کر دیتے تھے اور حضورؐ اس پر سو رہتے تھے۔ ایک بار ہم نے اسے چوہرا کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا:

"یہ تم نے رات میرے نیچے کیا بچھا دیا تھا؟"

ہم نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! وہی بوریا تھا مگر چوہرا کر دیا تھا۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"تم اسے ویسا ہی کر دو جیسا کہ پہلے تھا کیونکہ اس کی نرمی نے آج مجھے رات کی نماز سے روک لیا۔"

○

حضورؐ تھوڑا سا دودھ ہی پی کر سو رہے:

ابتدائے ہجرت میں خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مہاجرین انصار کے مہمان رہے تھے۔ دس دس آدمیوں کی ایک ایک جماعت ایک ایک انصاری کے گھر میں مہمان اتاری گئی تھی۔ حضرت مقدادؓ بن الاسود کہتے ہیں کہ میں اسی جماعت میں تھا جس میں خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شامل تھے۔ انصاری کے گھر میں چند بکریاں تھیں جن کے دودھ پر گزارا تھا۔ دودھ دوہا جا چکتا تو سب لوگ اپنے اپنے حصے کا دودھ پی لیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کا دودھ ایک پیالے میں رکھ چھوڑتے۔ ایک رات ایسا ہوا کہ حضورؐ کی تشریف آوری میں تاخیر ہوئی۔ لوگ دودھ پی پی کر سو رہے۔ حضورؐ نے آ کر دیکھا تو پیالہ خالی پایا۔ پہلے تو خاموش ہو رہے' پھر آپؐ نے فرمایا:

"اے اللہ! جو آج کھلا دے اس کو تو بھی کھلا دینا۔" یہ سن کر حضرت مقدادؓ چھری لے کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ بکری کو ذبح کر کے گوشت پکائیں۔ حضورؐ نے انہیں روک دیا اور بکری کو دوبارہ دوہ کر جو تھوڑا سا دودھ نکلا' اسی کو پی کر سو رہے اور کسی کو اس فعل پر ملامت نہ کی۔

○

اصحاب صفہ کی مہمانی:

ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو ساتھ لے کر حضرت عائشہ

صدیقہؓ کے گھر پہنچے اور فرمایا:

"کھانے کو جو کچھ ہو' لاؤ۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے چونی یعنی موٹے آٹے کا پکا ہوا کھانا سامنے لا رکھا۔ حضورؐ نے کھانے کی کوئی اور چیز طلب فرمائی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے چھوہاروں کا حزیرہ پیش کیا۔ اس کے بعد ایک بڑے پیالے میں دودھ پیش ہوا--- اور یہی سامان مہمانی کی آخری قسط تھی۔

○

یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کوئی شخص ان کی خدمت میں کوئی چیز لے کر حاضر ہوتا تو دریافت فرماتے:

"یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟"

چیز لانے والا اگر "ہدیہ" کہتا تو حضورؐ قبول فرمالیتے اور اگر "صدقہ" کہتا تو حضورؐ ہاتھ روک لیتے اور اسے دوسروں کو عنایت فرمادیتے۔

○

کہیں یہ صدقہ کی کھجور نہ ہو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار صحابہ کرامؓ کے ساتھ چلے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک کھجور ہاتھ آگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا:

"اگر صدقہ کا شبہ نہ ہوتا تو میں اس کھجور کو کھا جاتا۔"

صدقہ اور زکوٰۃ لینے سے اجتناب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اور اپنے خاندان کے لئے صدقہ اور زکوٰۃ لینے کو سخت موجب ننگ وعار جانتے تھے۔ ایک بار حضورؐ نے فرمایا:

"میں گھر میں آتا ہوں تو کبھی کبھی اپنے بستر پر کھجور پڑی پاتا ہوں۔ جی میں آتا ہے کہ اٹھا کر منہ میں ڈال لوں۔ پھر خیال آتا ہے کہ کہیں صدقہ کی کھجور نہ ہو' اس لئے رکھ دیتا ہوں۔"

○

صبر سے بہتر دولت کوئی نہیں:

ایک دفعہ چند انصار نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ حضورؐ نے بلا تامل دے دیا۔ انہوں نے پھر مانگا۔ حضورؐ نے اور عنایت فرمایا۔ وہ بار بار سوال کرتے رہے اور حضورؐ ہر بار عطا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حضورؐ کے پاس کچھ نہ رہا۔ اب انہوں نے سوال کیا تو حضورؐ نے فرمایا:

"تم لوگ اطمینان رکھو۔ میرے پاس جو کچھ ہو گا' اسے تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا لیکن جو شخص اللہ سے یہ دعا مانگے کہ اللہ اس کو سوال اور گداگری کی ذلت سے بچائے تو وہ اس کو بچا دیتا ہے اور جو خدا سے غنیٰ کا طالب ہوتا ہے' اللہ اس کو غنیٰ مرحمت فرماتا ہے اور جو صبر کرتا ہے اللہ اس کو صابر بنا دیتا ہے اور صبر سے بہتر اور وسیع تر دولت کسی کو نہیں دی گئی ہے۔"

○

حضورؐ کا گدا قبول نہ کرنا:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریئے پر استراحت فرما رہے تھے۔ جب اٹھے تو جسم مبارک پر بوریئے کے نشان پڑ گئے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! اجازت ہو تو ہم حضورؐ کے لئے گدا بنوا کر پیش کریں۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"مجھے دنیا سے کیا غرض؟ میرا تو دنیا سے صرف اتنا تعلق ہے جیسے کوئی سوار تھوڑی دیر کے لئے کسی درخت کے سائے میں بیٹھ جاتا ہے اور پھر اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے۔"

○

وقت وفات حضورؐ کے گھر کا حال:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سفر آخرت اختیار فرمایا تو تھوڑے سے جو کے سوا گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ جن کپڑوں میں حضورؐ نے وفات پائی' ان میں اوپر تلے کئی پیوند لگے ہوئے تھے اور حضورؐ کی زرہ ایک یہودی کے ہاں تیں صاع جو پر گروی رکھی ہوئی تھی جو حضورؐ نے اپنے اہل و عیال کے نفقہ کے لئے حاصل کئے تھے۔

○

کافروں پر رحمت اور شفقت

میں لعنت کرنے والا نہیں:

مکہ میں کفار نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اتنی سخت اذیتیں دی تھیں کہ صحابہ کرامؓ پر مایوسی کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ ایک بار صحابہ کرام نے حضورؐ سے عرض کیا۔

"یا رسولؐ اللہ! آپ مشرکین پر بددعا کریں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

"میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

○

اے اللہ! ---دوس کو ہدایت دے:

حضرت طفیلؓ بن عمرو دوسی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ دوس میں دعوت اسلام کے لئے بھیجا تھا۔ حضرت طفیل کو جب اپنی کوششوں میں کامیابی نصیب نہ ہوئی تو وہ مایوس ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے:

"یارسول اللہ! قبیلہ دوس ہلاک ہوگیا کیونکہ انہوں نے نافرمانی کی اور اطاعت سے انکار کردیا۔ آپؐ ان پر بددعا فرمایئے۔"

صحابہؓ کو گمان ہوا کہ حضورؐ بددعا کرنے لگے ہیں مگر حضورؐ نے ہاتھ اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں یوں دعا فرمائی:

"اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو مسلمان کرکے لا۔"

○

اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے:

جب طائف سے محاصرہ اٹھالیا گیا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! ہمیں قبیلہ ثقیف کے تیروں نے جلا دیا۔ آپ ان پر بددعا کریں۔"

مگر حضورؐ نے یوں دعا فرمائی:

"اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے۔"

○

میری قوم کا گناہ معاف کردے:

غزوہ احد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی زخم آئے تھے اور حضورؐ کے دو دندان مبارک بھی شہید ہوگئے تھے۔ حضورؐ کے خون آلود چہرے کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! ان کافروں کے لئے بددعا فرمایئے۔"

حضورؐ نے جواب میں فرمایا:

"میں لعنت کرنے کے لئے نبی نہیں بنایا گیا۔"

پھر حضورؐ نے دعا فرمائی:

"اے اللہ! میری قوم کا یہ گناہ معاف کردے کیونکہ وہ نہیں جانتے۔"

○

باران رحمت کی دعا:

ایک دفعہ مکے میں ایسا شدید قحط پڑا کہ لوگوں نے تنگ آکر ہڈیاں اور مردار کھانے شروع کر دیئے۔ ابو سفیانؓ جو اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے بدترین دشمن تھے، حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"اے محمدؐ! تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو۔ تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ سے دعا کرو کہ ان کی مصیبت دور ہو جائے۔"

اگرچہ کفار مکہ کی ایذا رسانیاں حد سے بڑھی ہوئی تھیں مگر ابو سفیان کی درخواست سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ابر کرم برسایا اور قحط کی مصیبت اہل مکہ سے دور ہو گئی۔

○

کسی کے عضو نہ بگاڑو:

غزوہ بدر کے قیدیوں میں ایک شاعر بھی تھا جو مجمع عام میں حضورؐ کے خلاف تقریریں کیا کرتا تھا۔ اس کے بارے میں حضرت عمرؓ نے رائے دی:

"یارسولؐ اللہ! اس کی بدزبانی کی یہی سزا ہے کہ اس کے دو نچلے دانت اکھڑوا دیئے جائیں اور زبان کاٹ دی جائے تاکہ پھر اچھی طرح بول نہ سکے۔"

مگر حضورؐ نے فرمایا:

"نہیں، ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ آج ہم اس کے عضو بگاڑ دیں گے تو کل اللہ ہمارے عضو بگاڑ دے گا۔"

○

فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے:

غزوۂ بدر کے قیدیوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے صحابہ کرامؓ میں تقسیم فرما دیا تھا۔ بعد میں حضورؐ نے صحابہؓ سے مشورہ لیتے ہوئے فرمایا:

"تمہاری ان قیدیوں کے متعلق کیا رائے ہے؟"

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رائے دی:

"یارسولؐ اللہ! فدیہ لے کر ان سب کو رہا کر دینا چاہئے۔"

حضرت عمرؓ نے کہا:

"حضورؐ! یہ لوگ کفر و شرک کے امام ہیں۔ خدا نے ہم کو ان پر غلبہ دیا ہے اس لئے مسلمانوں کے خون کا اور مسلمانوں پر انہوں نے جو ظلم کئے ہیں، ان کا قصاص و انتقام لینا چاہئے اور ان کی گردنیں اڑا دینا چاہئیں۔"

مگر حضورؐ نے رحمت و شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور سب قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔

○

قیدیوں کو مہمانوں کی طرح رکھیں:

غزوۂ بدر کے قیدیوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو چار چار کر کے صحابہ کرامؓ میں تقسیم کر دیا تھا اور انہیں آرام کے ساتھ رکھنے کی تاکید کر دی تھی۔ چنانچہ صحابہ

کرامؓ نے ان کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ کھانا ان کو کھلا دیتے تھے اور خود کھجوریں کھاکر گزران کرتے تھے۔ ایک قیدی کا بیان ہے کہ مجھے جن انصاری صاحب نے اپنے گھر میں رکھا' ان کا عالم یہ تھا کہ کھانے میرے سامنے رکھ دیتے اور خود کھجوریں کھاتے۔ مجھ کو شرم آتی اور میں روٹی ان کے ہاتھ میں دے دیتا مگر وہ اصرار کے ساتھ روٹی مجھے واپس کر دیتے اور کہتے:

"ہمیں حضورؐ کا حکم ہے کہ ہم تمہیں مہمانوں کی طرح آرام سے رکھیں۔"

○

اناج کی بندش کا خاتمہ:

حضرت ثمامہ بن آثال اہل یمامہ کے سردار تھے۔ وہ اسلام لاکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے عمرہ کے لئے مکہ میں آئے تو قریش میں سے کسی نے طعن کے طور پر کہا:

"ثمامہ! تمہاری عقل ٹھکانے نہیں رہی جو تم نے ہمارے دین سے برگشتہ ہو کر محمدؐ کا دین اختیار کرلیا ہے۔"

"ثمامہ نے غضب ناک ہو کر جواب دیا:

"میں نے دین محمدیؐ اختیار کیا ہے جو خیر الادیان ہے۔ خدا کی قسم! اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر غلہ کا ایک دانہ بھی یمامہ سے یہاں نہ پہنچے گا۔"

مکہ میں غلہ یمامہ سے آیا کرتا تھا۔ ثمامہ نے مکہ کو غلہ کی ترسیل بند کر دی تو مکہ میں قحط پڑ گیا۔ قریش مکہ نے صلہ رحمی کے واسطے دیتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں ایک وفد مدینے بھیجا کہ مکہ کے سب بوڑھے' بچے' مرد' عورت اناج کے ایک ایک دانے کو ترس رہے ہیں۔

آپؐ یہ بندش ختم کرا دیں۔"

حضورؐ نے ثمامہ کو پیغام بھجوایا کہ اب ان لوگوں پر رحم کرو اور بندش اٹھالو۔ ثمامہ نے حضورؐ کے سراپا رحمت و شفقت حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بندش ختم کر دی اور غلہ پہلے کی طرح یمامہ سے مکہ آنے لگا۔

○

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں میری ماں میرے پاس آئی۔ وہ مشرک تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا:

"یا رسول اللہ! میری ماں مشرک ہے۔ وہ کچھ مانگتی ہے کیا میں صلہ رحم کروں؟"

حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"ہاں، تو اپنی ماں سے صلہ رحم کر۔"

○

جاؤ، اس طرح اذان دیا کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے واپس آ رہے تھے کہ راہ میں نماز کا وقت آگیا۔ حسب دستور ٹھہر گئے۔ موذن نے اذان دی۔ ابو محذورہ جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے، چند دوستوں کے ساتھ قریب ہی پھر رہے تھے۔ اذان سن کر انھوں نے چلا چلا کر استہزا کے طور پر اذان کی نقل اتارنی شروع کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو بلوا کر ایک ایک سے اذان کہلوائی۔ ابو محذورہ خوش الحان تھے۔ ان کی آواز حضورؐ کو پسند

آئی۔ انہیں سامنے بٹھا کر سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کے لئے دعا فرمائی۔ پھر ان کو اذان اچھی طرح سکھلا کر ارشاد فرمایا:

"جاؤ! اسی طرح حرم میں اذان دیا کرنا۔"

○

قابو پا جاؤ تو عفو سے کام لو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں ذی قرد کی چراگاہ میں چرا کرتی تھیں۔ یہودی قبیلہ غطفان کے چند آدمیوں نے چھاپہ مارا اور حضرت ابوذرؓ کے صاحبزادے کو جو اونٹنیوں کی حفاظت پر متعین تھے، قتل کر کے اور ان کی بیوی کو گرفتار کر کے بیس اونٹنیاں پکڑ کر لے گئے۔ پتا چلنے پر مسلمانوں نے تعاقب کیا تو وہ درہ میں گھس گئے جہاں قبائل غطفان کا سپہ سالار عینیہ بن حصن ان کی امداد کو موجود تھا۔ مسلمانوں میں حضرت سلمہؓ ابن الاکوع ایک مشہور تیرانداز صحابی تھے۔ سب سے پہلے ان کو اس غارت گری کی خبر ہوئی۔ انہوں نے "واصباحاہ" کا نعرہ مارا اور دوڑ کر چھاپہ مارنے والوں کو جالیا۔ وہ اونٹوں کو پانی پلا رہے تھے۔ سلمہؓ نے تیر برسانے شروع کئے تو وہ بھاگ نکلے۔ حضرت سلمہؓ نے تعاقب کیا اور ان سے لڑ بھڑ کر تمام اونٹنیاں چھڑا لائے۔ واپس آ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! میں دشمنوں کو پیاسا چھوڑ آیا ہوں۔ اگر سو آدمی مل جائیں تو ایک ایک کو گرفتار کر کے لے آؤں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت عام کے لحاظ سے فرمایا:

"قابو پا جاؤ تو عفو سے کام لو۔"

○

نرمی کی ساتھ اسلام پیش کرو:

غزوۂ خیبر میں باقی سب قلعے تو آسانی سے فتح ہو گئے تھے مگر قلعہ قموص جو مرحب کا پایہ تخت تھا۔ اس کی مہم میں زیادہ دیر ہوئی۔ پہلے اس مہم پر دیگر بڑے بڑے صحابہؓ بھیجے گئے مگر فتح کا فخر کسی اور کی قسمت میں تھا۔ ایک شام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کل میں اس شخص کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دے گا اور جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کو چاہتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسولؐ بھی اسے چاہتے ہیں۔"

صحابہ کرامؓ نے تمام رات بے قراری سے کاٹی کہ دیکھئے یہ تاج فخر کس کے حصے میں آتا ہے، صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"علیؓ کہاں ہیں؟"

یہ بالکل غیر متوقع آواز تھی کیونکہ حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھتی تھیں اور سب کو معلوم تھا کہ اس حالت میں وہ جنگ سے معذور ہیں۔ بہرحال وہ حسب طلب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی۔ جب انہیں علم عنایت ہوا تو انہوں نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! کیا یہود کو لڑ کر مسلمان بنالیں؟"

حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"نرمی کے ساتھ ان پر اسلام پیش کرو۔ اگر ایک شخص بھی تمہاری ہدایت سے اسلام لائے تو یہ سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔"

دشمنوں کے ساتھ احسان

حنین کی جنگ میں کام یابی کے بعد رسول اللہؐ نے دشمنوں کے مال و اسباب کو جو اس جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا اور ان کے قیدیوں کو جعرانہ میں محفوظ رکھنے کا فیصلہ کیا اور پھر دشمن کی اس فوج سے نمٹنے کے لیے جو طائف کے قلعے میں جاکر بیٹھ گئی تھی اور ایک نئی جنگ کی تیاری کررہی تھی، مسلمانوں کے لشکر کو لےکر طائف کی طرف روانہ ہوگئے۔

حضورؐ نے بیس روز تک قلعے کا محاصرہ کیا۔ پھر جب یہ اطمینان ہوگیا کہ اس قلعے میں گھری ہوئی فوج کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے تو واپس جعرانہ تشریف لائے۔

یہاں پہنچ کر رسول اللہؐ نے چند روز انتظار کیا کہ جنگِ حنین کے قیدیوں کے رشتے دار آئیں تو ان سے ان کی رہائی کی بات کریں۔ لیکن جب کئی دن گزرنے کے بعد بھی کوئی نہ آیا تو آپؐ نے مالِ غنیمت اور قیدی مسلمانوں میں تقسیم کردیے۔

جب تقسیم ہوچکی تو قبیلہ ہوازن کا جس نے حنین میں مسلمانوں سے جنگ کی تھی، ایک وفد حضورؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا:

"یارسول اللہؐ! ہم لوگ شریف خاندان ہیں۔ ہم پر جو مصیبت آئی ہے، وہ آپؐ کو معلوم ہے۔ حضورؐ ہم پر احسان فرمائیں، اللہ آپؐ پر احسان فرمائے گا۔"

اس قبیلے کے ایک سردار زُہیر کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے:
"یا رسول اللہؐ! جو عورتیں یہاں قید ہیں، ان میں آپؐ کی پھوپھیاں، خالائیں اور وہ عورتیں ہیں جنھوں نے آپؐ کی پرورش کی ہے۔ اللہ کی قسم، اگر عرب کے بادشاہوں میں سے کسی نے ہمارے خاندان کا دودھ پیا ہوتا تو ان سے کچھ امیدیں ہوتیں لیکن آپؐ سے تو بہت امیدیں ہیں۔"
حضورؐ نے فرمایا:
"اچھا، یہ بتاؤ کہ تمھیں اپنی عورتیں اور اولاد زیادہ پیاری ہے یا مال و اسباب؟"
انھوں نے کہا:
"یا رسول اللہؐ، جب آپؐ نے ہمیں ایک چیز لینے کا اختیار دیا ہے تو ہماری اولاد اور عورتیں ہمیں دے دیجیے۔ یہ ہمیں زیادہ پیاری ہیں۔"
حضورؐ نے فرمایا:
"میں نے تمھارا کئی دن انتظار کیا لیکن تم نہ آئے۔ میں نے مالِ غنیمت اور قیدی مسلمانوں میں تقسیم کردیے۔ میرے اور میرے خاندان کے حصے میں جو قیدی آئے ہیں وہ تو میں نے تمھیں دیے، باقی رہے دوسرے قیدی، تو ان کے لیے یہ تدبیر ہے کہ جب میں نماز پڑھا چکوں تو تم مجمع میں کھڑے ہوکر کہنا کہ ہم رسول اللہؐ کو شفیع ٹھیرا کر مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو شفیع ٹھیرا کر رسول اللہؐ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہماری اولاد اور ہماری عورتیں ہمیں واپس کردی جائیں۔ اس وقت میں اپنے اور اپنے خاندان کے قیدی واپس کردوں گا اور باقی قیدیوں کے لیے مسلمانوں سے کہوں گا۔"
چناں چہ ہوازن کے آدمیوں نے ایسا ہی کیا اور نماز کے بعد اپنی درخواست پیش کردی۔ حضورؐ نے فرمایا:

"میں نے اپنا اور بنو عبدالمطلب کا حصّہ تمھیں دیا۔"
انصار اور مہاجرین یہ کیسے برداشت کرسکتے تھے کہ رسول اللہؐ تو اپنے حصّے کے قیدی چھوڑ دیں اور وہ ان کو اپنی قید میں رکھیں۔ انھوں نے فوراً ایک زبان ہوکر عرض کیا:
"ہم نے بھی اپنا حصّہ حضورؐ کی نذر کیا۔"
اس طرح حضورؐ نے ہوازن سے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور ان کے چھے ہزار قیدی واپس کردیے۔
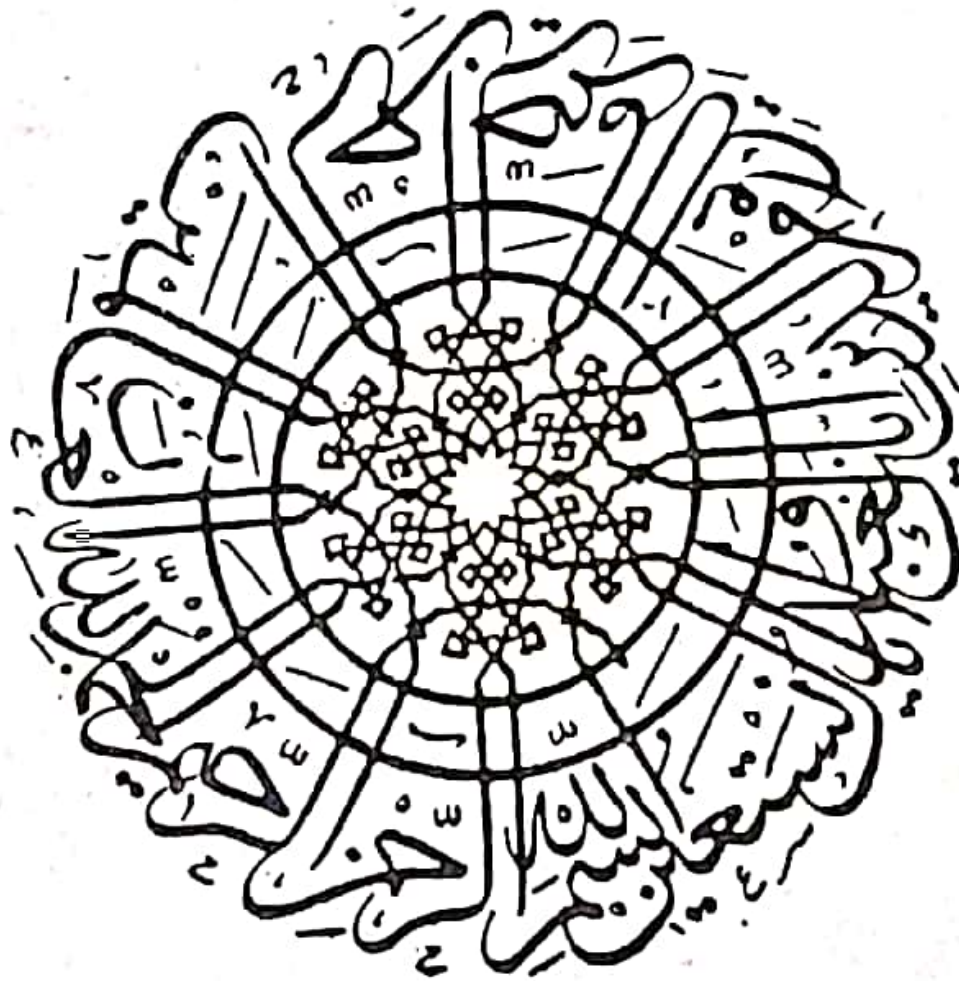
جاؤ، آج تم سب آزاد ہو

رمضان ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شہر میں جہاں کافروں نے آپؐ کی دعوت کو ٹھکرا دیا تھا اور آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کو طرح طرح سے ستا کر ہجرت کرجانے پر مجبور کردیا تھا، اس شان سے داخل ہوئے کہ دس ہزار جاں نثاروں کا لشکر آپ کے ساتھ تھا۔

آپؐ نے اعلان کردیا تھا کہ جو شخص کعبے میں پناہ لے گا اسے کچھ نہیں کہا جائے گا، جو اپنے گھر کے دروازے بند کرکے بیٹھ جائے گا وہ بھی محفوظ رہے گا اور جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے گا، وہ بھی محفوظ ہوگا۔ یہ ابوسفیان وہی تھے جو اسلام کے سخت دشمن تھے، جنھوں نے مدینے پر بار بار حملہ کیا، عربوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا اور خود رسول اللہؐ کو قتل کرنے کی سازش کی۔ مگر اب وہ کچھ دیر پہلے ایمان لے آئے تھے اور اللہ کے رسولؐ نے ان کی ساری پچھلی باتیں بھلا دی تھیں اور ان کو یہ عزت دی تھی کہ ان کے گھر کو کافروں کے لیے پناہ گاہ بنادیا تھا۔

حضورؐ مکے میں داخل ہوکر سیدھے کعبہ شریف پہنچے۔ وہاں

جو بت رکھے تھے ان کو گرایا، پھر خانہ کعبہ میں داخل ہوئے، وہاں دیواروں پر جو تصویریں تھیں انھیں مٹوایا، جو بت رکھے تھے ان کو نکلوایا۔

اس کے بعد حضورؐ نے لوگوں سے خطاب کیا۔ خطبے کے بعد آپؐ نے مجمع کی طرف دیکھا۔ بڑے بڑے کافر موجود تھے۔ ان میں بھی وہ تھے جنھوں نے حضورؐ کی مخالفت میں دن رات ایک کردیے تھے، اسلام کو مٹانے میں کوئی کسر نہ رکھی تھی، مسلمانوں کو ایذائیں پہنچائی تھیں، طرح طرح کے ظلم کیے تھے، آپؐ کی راہ میں کانٹے بچھائے تھے، آپؐ کے بارے میں ناگوار باتیں کہی تھیں، ان میں وہ بھی تھے جنھوں نے آپؐ کے صحابہؓ کو قتل کیا تھا اور خود آپ کے چچا حضرت حمزہؓ کے خون سے ہاتھ رنگے تھے۔

آپؐ نے ان سب کی طرف دیکھا اور پھر پوچھا:

"اے قریش کے لوگو! آج تم مجھ سے کس قسم کے برتاؤ کی توقع رکھتے ہو؟"

لوگوں نے ایک زبان ہوکر کہا:

"ہمیں آپ سے بھلے برتاؤ کی توقع ہے۔ آپ ہمارے شریف بھائی ہیں، شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔"

حضورؐ تو دونوں جہان کے لیے رحمت تھے۔

آپؐ نے فرمایا:

"جاؤ، آج تم سب آزاد ہو۔"

کافروں میں سے ایک شخص آپ کی طرف بڑھا تو رعب

سے اس کا بدن کانپنے لگا اور اس کے قدم لڑکھڑانے لگے۔
آپؐ نے دیکھا تو درد بھرے لہجے میں فرمایا:
"ڈرو نہیں، میں بھی قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں، کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔"
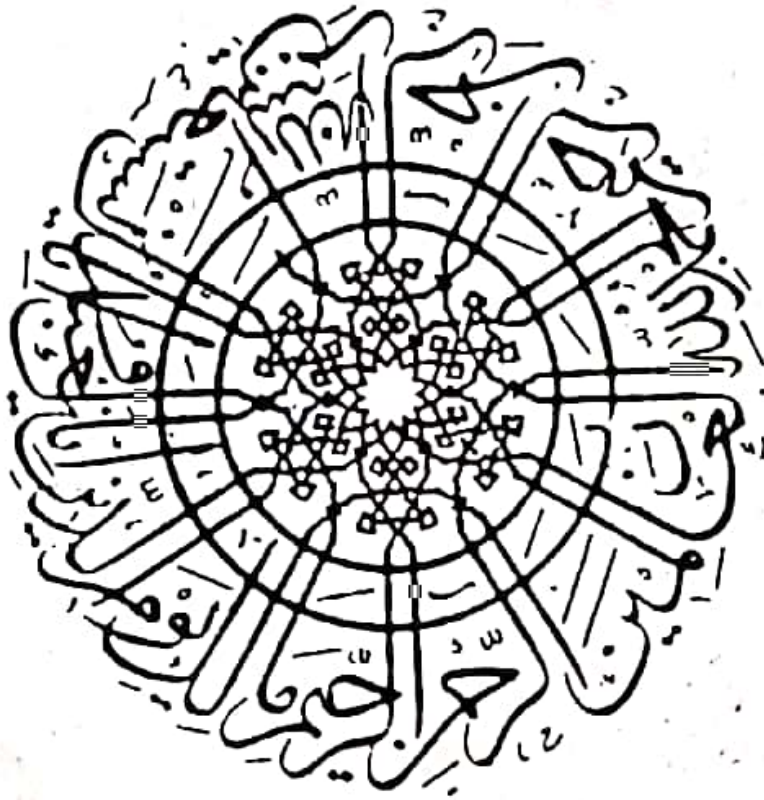
قیدیوں سے برتاؤ

جنگِ بدر میں اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ کافروں کے ستّر آدمی مارے گئے۔ اِن میں اُن کے بڑے بڑے سردار بھی شامل تھے۔ اَبُوجہل، عُتبہ اور شیبہ جیسے اسلام کے دشمن مجاہدوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ کافروں کے ستّر آدمی قید کرلیے گئے۔

جب رسولُ اللہؐ مدینے واپس تشریف لائے تو آپؐ نے تمام قیدیوں کو صحابہؓ میں تقسیم کردیا اور انھیں ہدایت کی کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ صحابہؓ نے حضورؐ کے اس حکم پر پوری طرح عمل کیا۔

جنگِ بدر میں قید ہونے والوں میں ایک اَبُوعزیز بن عُمیر بھی تھے جو حضرت مُصعَب بن عُمیرؓ کے بھائی تھے اور ابھی ایمان نہیں لائے تھے۔ جب انھیں گرفتار کرکے مدینے لایا گیا تو انصار کے ایک غریب خاندان کے سپرد کردیا گیا۔ جب کھانے کا وقت آتا تو وہ انصاری رسول اللہؐ کے حکم کی تعمیل میں انھیں تو روٹی کھانے کو دیتے مگر خود سوکھی کھجوروں پر گزارا کرتے۔ ابو عزیز کو یہ دیکھ کر بہت شرم آتی اور وہ روٹی لینے سے انکار کردیتے۔ لیکن وہ صحابی اصرار کرتے اور زبردستی انھیں روٹی کھلاتے۔ اس حُسنِ سلوک کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بعد میں ایمان لائے۔

یہی حال باقی قیدیوں کا بھی تھا جو دوسرے مسلمانوں کے پاس تھے۔ حضورؐ کے صحابی ان کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کرتے کہ قیدی اپنے دلوں میں شرمندہ ہوجاتے۔ حضورؐ کے حکم کی تعمیل میں ان کے ساتھ مسلمانوں

کا سلوک قیدیوں کا نہیں مہمانوں کا سا تھا جن کی خاطر تواضع اور دیکھ بھال میں مسلمانوں نے کوئی کمی نہیں ہونے دی۔

پھر جب اللہ کے رسولؐ نے ان قیدیوں کو معاوضہ لے کر چھوڑنے کا فیصلہ کیا تو کچھ قیدی ایسی بھی تھے جو غریب تھے اور معاوضہ ادا نہیں کر سکتے تھے۔ حضورؐ نے ان کو یوں ہی چھوڑ دیا۔

ان قیدیوں کا جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے، یہ معاوضہ مقرر ہوا کہ مدینے کے دس دس بچوں کو پڑھائیں گے۔
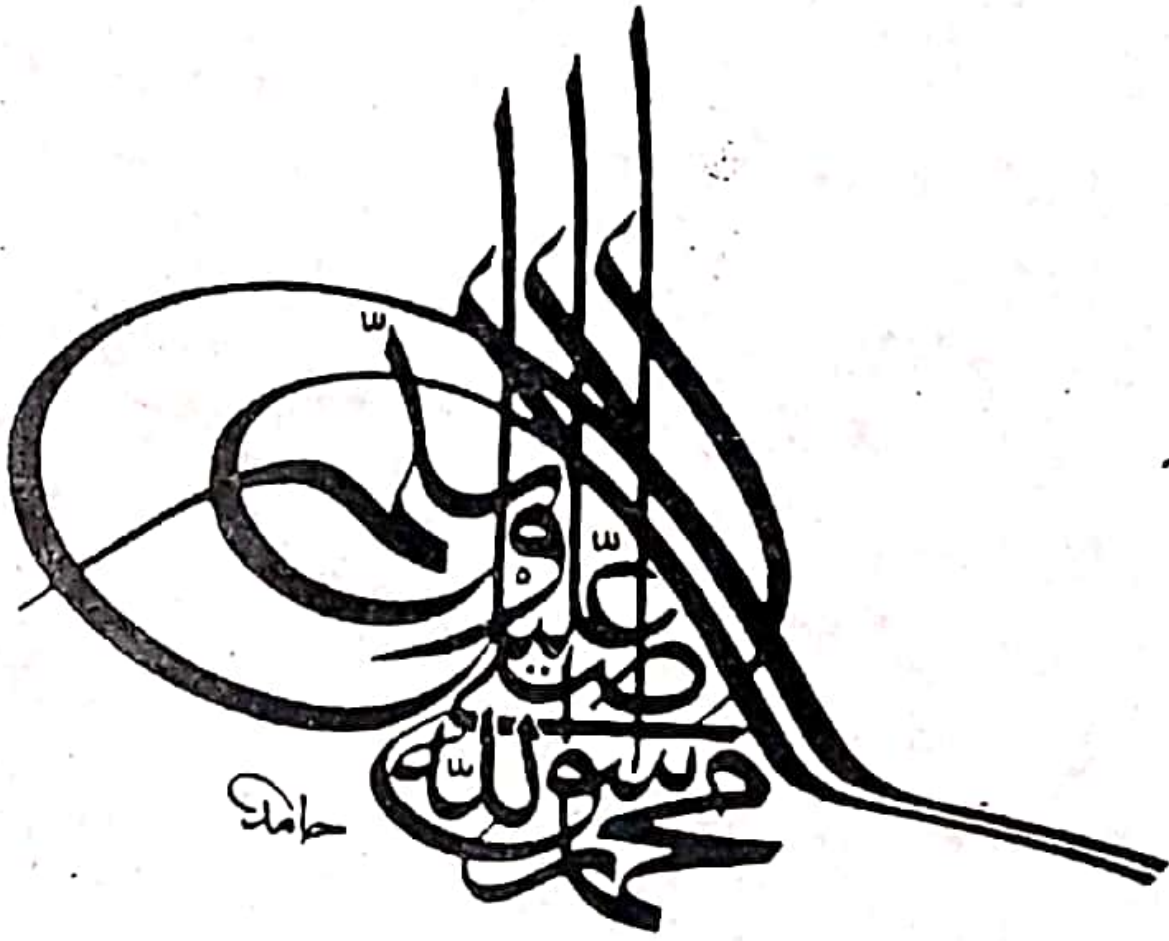
حسن معاملہ

فسخ معاملہ کا اختیار:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

بائع و مشتری کو فسخ معاملہ کا اختیار ہے جب تک کہ وہ جدا نہ ہو جائیں۔ پس اگر انہوں نے راستبازی برتی اور متعلقہ چیز کا عیب وغیرہ بیان کر دیا تو ان کے معاملہ میں برکت دی جائے گی اور اگر چھپایا اور جھوٹ بولے تو برکت جاتی رہتی ہے۔

(عن حکیم بن حزام، بخاری)

○

خرید و فروخت میں نرمی:

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرماتا ہے جو خریدنے، بیچنے اور تقاضا کرنے میں نرمی اختیار کرے۔

(عن جابرؓ، مشکوٰۃ)

○

تین چیزوں میں برکت ہے:

تین چیزوں میں بہت برکت ہے۔ تجارت میں اور آپس میں ایک دوسرے کو قرضہ دینے میں اور گھر میں کھانے کے لئے نہ کہ فروخت کے لئے گیہوں کے ساتھ جو ملانے میں۔

(عن صہیبؓ، مشکوٰۃ)

○

تاجروں کا قیامت میں حشر:

تاجروں کا قیامت کے دن فاجروں کے ساتھ حشر ہوگا۔ سوائے ان کے جو حرام سے بچے اور جھوٹی قسم نہ کھائی اور قیمت بتانے میں راست بازی کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

(عن عبید بن رفاعہؓ، ترمذی)

○

تجارت میں قسم اٹھانا:

قسم اٹھانے سے مال تجارت کی نکاسی تو ہو جاتی ہے مگر برکت سلب ہو جاتی ہے۔

(عن ابو ہریرۃؓ، صحیحین)

○

اللہ تین آدمیوں کی طرف نظر نہ کرے گا:

قیامت کے دن تین قسم کے لوگ ایسے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی بات نہ سنے گا۔ نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا۔ نہ ان کے گناہوں کو معاف فرمائے گا۔ ایک تو (ازراہ تکبر) ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے، دوسرے لوگوں پر احسان جتانے والے اور تیسرے وہ تاجر جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا مال بیچتے ہیں۔

(عن ابی ذرؓ، مسلم)

○

فروخت کے لئے قبضہ کی شرط:

جو شخص غلہ خریدے تو جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے اس کو فروخت نہ کرے۔

○

عیب دار چیز کی فروخت:

جو شخص عیب دار چیز بیچے گا اور خریدار کو اس کے نقص سے آگاہ نہ کرے گا وہ ہمیشہ غضب الٰہی میں رہے گا اور فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے۔

○

خریداری پر خریداری:

کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کی خریداری پر اپنی خریداری کی خواہش نہ کرے۔

○

باہر سے غلہ لا کر بیچنے والا:

باہر سے غلہ لا کر بیچنے والے کی روزی میں برکت دی جاتی ہے اور گرانی کے انتظار میں غلہ کو روکنے والا ملعون ہے۔

(عن عمرؓ، ابن ماجہ)

○

ذخیرہ اندوزی کرنے والے کی سزا:

جو شخص ذخیرہ اندوزی کر کے مسلمانوں کے لئے حصول غذا کا دروازہ تنگ کر دے اللہ

اس کو جذام کی بیماری میں ڈال دے اور افلاس و ناداری میں مبتلا کردے۔

(عن عمر ابن الخطابؓ، ابن ماجہ و بیہقی)

○

گراں فروشی کے لئے غلہ روکنا:

جو شخص گراں بیچنے کے لئے غلہ روک رکھے وہ گنہگار ہے۔

(عن معمرؓ، مسلم)

○

گرانی کے انتظار میں غلہ روکنے والا:

گرانی کے انتظار میں غلے کو روکنے والا بہت برا انسان ہے اگر اللہ تعالیٰ نرخوں کو ارزاں کرتا ہے تو غمگین ہوتا ہے اور گراں کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔

(عن معاذؓ، بیہقی)

○

پھلوں کی خرید و فروخت کی شرط:

پھلوں کی خرید و فروخت اس وقت تک نہ کرو جب تک ان میں پختگی کے آثار نہ پیدا ہو جائیں۔ اگر پھل کو خدا روک دے تو تم میں ایک شخص اپنے بھائی کا مال کس طرح لے سکتا ہے۔

(عن انسؓ، صحیحین)

○

قرض کبیرہ گناہوں میں سے ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

کبیرہ گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ خدا کے نزدیک یہ ہے کہ کوئی شخص مر کر اللہ کے حضور میں اس حالت میں جائے کہ اس پر قرض ہو اور اس کی ادائیگی کے لئے کچھ نہ چھوڑ گیا ہو۔

(عن ابو موسیٰؓ' ابوداؤد' مسند احمد)

○

نفس کا قرض کے ساتھ معلق ہونا:

بندہ مومن کا نفس اس قرض کے ساتھ جو اس پر ہے' معلق رہتا ہے۔ یہاں تک کہ قرض اس کی طرف سے ادا کیا جائے۔

(عن ابو ہریرہؓ' ترمذی)

○

قرض لینا اور ادا کرنے کی نیت رکھنا:

جو شخص لوگوں سے مال قرض لے اور ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو۔ خدا تعالیٰ اس سے ادا کرا دیتا ہے اور جو شخص تلف (غصب) کرنے کی نیت سے مال قرض لیتا ہے۔ اللہ اس کے پاس سے تلف کرا دیتا ہے۔ (یعنی اس کو قرض کی ادائیگی کی توفیق ہی نہیں دیتا۔)

(عن ابو ہریرہؓ' بخاری)

○

تنگ دستِ مقروض کو مہلت دینا:

جو شخص تنگ دست کو (قرض وصول کرنے میں) مہلت دے یا معاف کردے۔ خدا تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔

(عن ابن یسیرؓ، مشکوٰۃ)

○

مقروض کو مہلت یا معافی دینا:

جس شخص کو یہ بات اچھی لگے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے تکلیف سے نجات دے تو اسے چاہیے کہ تنگ دست مقروض کو مہلت دے یا سارا قرض معاف کردے۔

(عن ابی قتادہ، مسلم)

○

مطالبے کی ادائیگی میں مہلت کا اجر:

جس شخص کو کسی دوسرے شخص پر مطالبہ ہو اور وہ اس کو اس کے ادا کرنے میں مہلت دے تو ہر دن جس میں کہ مہلت دیتا ہے اس کے لئے صدقہ ہے۔ (یعنی صدقہ دینے کے برابر ثواب پائے گا۔)

(عن عمران بن حصینؓ، خیر المواعظ)

○

روزی تلاش کرنے میں خوب کوشش نہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہی جو تم کو جنت سے قریب اور دوزخ سے دور کرے اور اس کا میں نے تم کو حکم نہ دیا ہو اور ایسی بھی

کوئی چیز نہیں رہی کہ تم کو دوزخ سے قریب اور جنت سے دور کرے جس سے میں نے تم کو منع نہ کیا ہو۔ روح الامین نے میرے دل میں ڈالا ہے کہ کوئی شخص ہرگز نہیں مرے گا۔ جب تک وہ اپنا رزق پورا نہ کرے۔ پس اللہ کے غضب سے ڈرتے رہو اور روزی تلاش کرنے میں خوب کوشش کرو اور تنگی معاش تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ ناجائز ذرائع سے روزی پیدا کرو۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے وہ اس کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

(عن ابن مسعودؓ، مشکواۃ)

○

ہاتھ کی کمائی کا طعام:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں کھایا کسی نے طعام اس سے بہتر کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے اور داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔

(عن مقدام بن معدیکربؓ، بخاری)

○

محنت کی عظمت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی رسی لے کر پہاڑ میں سے لکڑی کا گٹھا اپنی پشت پر اٹھا کر لائے اور اس کو فروخت کرے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے منہ کو بچائے۔ (یعنی سوال کرنے سے) تو یہ کام اس کے لئے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔ لوگ اس کو دیں یا نہ دیں۔

پاکیزہ ترین روزی محنت کی ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پاکیزہ روزی یہ ہے کہ تم اپنی محنت سے کما کر کھاؤ اور بلاشبہ تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے۔

○

قرض کی واپسی اصل کے مطابق ہو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایک شخص سے کچھ کھجوریں قرض لیں۔ چند روز کے بعد اس نے آ کر قرض کی واپسی کا تقاضا کیا۔ حضورؐ نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ اس کا قرض ادا کر دیں۔ انصاری نے کھجوریں ادا کر دیں لیکن وہ کھجوریں ایسی عمدہ نہ تھیں جیسی اس نے قرض دی تھیں۔ چنانچہ اس شخص نے وہ کھجوریں لینے سے انکار کر دیا۔ انصاری نے کہا:

"تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی کھجوریں لینے سے انکار کرتے ہو؟"

اس شخص نے جواب دیا:

"ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل نہ کریں گے تو اور کس سے توقع رکھی جائے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملے سنے تو فرمایا:

"یہ بالکل سچ کہتا ہے۔"

○

قرض خواہ کو بولنے کا حق ہے:

ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بدو آیا جس کا کچھ قرض رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا۔ بدو وحشی مزاج تو عموماً ہوتے ہی تھے' اس نے آتے ہی نہایت سختی سے گفتگو شروع کی۔ صحابہؓ نے اس گستاخی پر اسے ڈانٹا اور کہا:

"تجھے خبر ہے کہ تو کس سے ہم کلام ہے؟"

بدو نے جواب میں کہا:

"میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا:

"تم لوگوں کو اس کا ساتھ دینا چاہیے تھا کیونکہ یہ قرض خواہ ہے اور قرض خواہ کو بولنے کا حق ہے۔"

اس کے بعد حضورؐ نے نہ صرف اس کا اصل قرض ادا کیا بلکہ اس سے کچھ زیادہ عطا فرمایا۔

قرض کی ادائیگی اہم ترین فرض ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک تھا کہ قرض دار کے فرائض میں اہم ترین فرض قرض کی ادائیگی ہے۔ ایک دفعہ حضورؐ ایک میت پر تشریف لے گئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ شخص مقروض فوت ہوا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

"تم اس پر نماز پڑھ لو۔ جو شخص قرض دار مرے اس کی میت پر میرا نماز پڑھنا منصب نبوت کے منافی ہے۔"

صحابہ کرامؓ میں سے ایک شخص نے اس میت کا قرض ادا کرنے کا ذمہ لیا تو حضورؐ نے نماز جنازہ ادا فرمائی۔

○

قرض کی بہتر واپسی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ کسی شخص سے ایک اونٹ قرض لیا۔ جب واپس کیا تو اس سے اچھا اونٹ واپس کیا اور فرمایا۔

"وہ لوگ سب سے بہتر ہیں جو قرض کو خوش معاملگی سے ادا کرتے ہیں۔"

○

پیالے کا تاوان:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے ایک پیالہ ادھار لیا۔ اتفاق سے وہ پیالہ گم ہو گیا تو حضورؐ نے اس کا تاوان ادا فرمایا۔

○

حضورؐ کی بابت ایک تاجر کی گواہی:

نبوت سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تجارت کرتے تھے۔ اس سلسلے میں اکثر لوگوں سے لین دین کی ضرورت پڑتی تھی۔ چنانچہ جن لوگوں کے آپؐ سے تاجرانہ تعلقات تھے، وہ لوگ ہمیشہ حضورؐ کی امانت و دیانت اور حسن معاملہ کے معترف اور مداح تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ حضورؐ کاروبار میں بے حد کھرے تھے اور اپنا معاملہ ہمیشہ صاف رکھا کرتے تھے۔ عرب کے ایک تاجر سائبؓ مسلمان ہو کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے سائب کے اخلاق و دیانت کی تعریف کرتے ہوئے حضورؐ سے ان کا تعارف کرایا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔"

سائب نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپؐ کاروبار میں میرے ساجھی ہوا کرتے تھے اور اپنا معاملہ ہمیشہ صاف رکھا کرتے تھے۔

○

اونٹ اور دام دونوں تمہارے ہیں:

ایک غزوہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ حضرت جابرؓ کے پاس جو اونٹ تھا وہ سست رفتار تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ سوار ہوئے تو تھک کر اور بھی سست ہو گیا۔ حضورؐ نے حضرت جابرؓ سے وہ اونٹ چار دینار پر اس شرط کے ساتھ خرید لیا کہ مدینہ تک سواری کا ان کا حق ہے۔ پھر آپؐ نے ایک لکڑی لے کر اس اونٹ کو مارا تو وہ اس قدر تیز رفتار ہو گیا کہ سب سے آگے نکل گیا۔ مدینہ پہنچ کر حضرت جابرؓ نے قیمت طلب کی تو حضورؐ نے قیمت بھی ادا کر دی اور اونٹ بھی ساتھ ہی ہدیتاً" فرما کر واپس کر دیا اور فرمایا:

"اونٹ اور دام دونوں تمہارے ہیں۔"

○

گوشت کی قیمت کے چھوہارے:

ایک دفعہ ایک بدو اونٹ کا گوشت بیچ رہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال تھا کہ گھر میں چھوہارے موجود ہیں چنانچہ آپؐ نے ایک وسق چھوہاروں پر گوشت چکا لیا۔ گھر میں آکر دیکھا تو چھوہارے نہ تھے۔ باہر تشریف لا کر بدو سے فرمایا:

"میں نے چھوہاروں پر گوشت چکایا تھا مگر چھوہارے میرے پاس نہیں ہیں۔"

بدو شور مچانے لگا کہ ہائے بددیانتی!

لوگوں نے سمجھا کہ رسولؐ اللہ بددیانتی کریں گے؟

حضورؐ نے فرمایا:

"نہیں، چھوڑ دو۔ اس کو کہنے کا حق ہے۔"

پھر بدو سے مخاطب ہو کر وہی الفاظ ادا کئے۔ بدو نے پھر وہی کچھ کہا۔ لوگوں نے پھر روکا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"نہیں اس کو کہنے دو اس کو کہنے کا حق ہے۔"

حضورؐ اس جملے کو کئی بار دہراتے رہے۔ اس کے بعد آپؐ نے اس بدو کو ایک انصاریہ کے ہاں بھجوایا اور کہا:

"اپنے دام کے چھوہارے وہاں سے لے لو۔"

وہ انصاریہ کے ہاں سے چھوہارے لے کر پلٹا تو حضورؐ صحابہؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اس کا دل آپؐ کے حلم و عفو اور حسن معاملت سے بہت متاثر تھا۔ حضورؐ کو دیکھتے ہی کہنے لگا۔

"محمدؐ! اللہ تم کو جزائے خیر دے۔ تم نے قیمت پوری پوری دی اور اچھی دی۔"

○

جب حضورؐ نے زرہیں ادھار لیں:

غزوۂ حنین میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلحہ کی ضرورت تھی۔ صفوانؓ اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ حضورؐ نے ان سے کچھ زرہیں طلب کیں۔ انہوں نے کہا:

"محمدؐ! کیا کچھ غصب کا ارادہ ہے؟"

حضورؐ نے فرمایا:

"نہیں، میں عاریتاً" مانگتا ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی زرہ تلف ہوئی تو میں تاوان ادا کروں گا۔"

چنانچہ صفوانؓ نے چالیس زرہیں مسلمانوں کو عاریتاً" دے دیں۔ حنین سے واپسی کے بعد جب اسلحہ اور دیگر سامان جنگ کی پڑتال کی گئی تو کچھ زرہیں کم نکلیں۔ حضورؐ نے صفوان کو بلا کر فرمایا:

"تمہاری چند زرہیں لڑائی میں تلف ہو گئی ہیں۔ تم ان کا معاوضہ لے لو۔"

اسی وقت تک صفوانؓ کی طبیعت میں انقلاب آ چکا تھا۔ وہ کہنے لگے:

"یا رسولؐ اللہ! میرے دل کی حالت اب پہلے جیسی نہیں رہی۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے قبول اسلام کی سعادت بخشی ہے۔ اب زرہوں کی قیمت لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

○

حضورؐ نے پہلے اونٹنی کی قیمت ادا فرمائی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی کا احسان اپنے سر لینا گوارا نہ فرماتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بڑھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کون جانثار ہو سکتا تھا مگر مکہ سے ہجرت کے وقت جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے لئے اونٹنی پیش کی تو حضورؐ نے قبول تو فرمائی مگر قیمت ادا کر کے قبول فرمائی۔

○

یتیموں کی زمین کی قیمت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے میں قیام کے بعد سب سے پہلا کام خانہ خدا کی تعمیر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ اقدس کے قریب خاندان نجار کی زمین تھی

جس میں کچھ قبریں تھیں اور کچھ کھجور کے درخت تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بلا کر فرمایا:

"میں یہ زمین بہ قیمت لینا چاہتا ہوں۔"

انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہؐ! ہم قیمت لیں گے مگر آپؐ سے نہیں، اللہ سے۔"

چونکہ اصل میں وہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی۔ اس لئے حضورؐ نے خود ان یتیموں کو بلا بھیجا۔ ان یتیموں نے بھی اپنی کائنات بلا قیمت نذر کرنی چاہی لیکن آپؐ نے گوارا نہ کیا۔ چنانچہ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے قیمت ادا کی اور اس جگہ کو ہموار کر کے وہاں مسجد نبویؐ تعمیر ہوئی۔

○

جب حضورؐ نے عمرؓ سے اونٹ خریدا:

ایک دفعہ عبداللہ بن عمر اور حضرت عمرؓ دونوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سفر تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی سواری کا اونٹ سرکش تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ سے آگے نکل نکل جاتا تھا۔ عبداللہ بن عمرؓ روکتے تھے مگر وہ قابو میں نہ آتا تھا۔ حضرت عمرؓ بار بار عبداللہؓ کو ڈانٹتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے کہا:

"یہ اونٹ میرے ہاتھ بیچ ڈالو۔"

حضرت عمرؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! یہ آپؐ کی نذر ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"نہیں، دام لو۔"

حضرت عمرؓ نے دوبارہ عرض کیا:

"یا رسول اللہ! یوں ہی حاضر ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ہی لینے سے انکار کیا۔ بالاخر حضرت عمرؓ نے قیمت لینا منظور کیا۔ حضورؐ نے وہ اونٹ خرید کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دے دیا کہ اب یہ تمہارا ہے۔

○

حضورؐ کا مشرک دوست کا ہدیہ لینے سے انکار:

حضرت خدیجہؓ کے عم زاد حکیم بن حزام قریش کے نہایت معزز رئیس تھے اور نبوت سے قبل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احباب خاص میں تھے۔ اگرچہ وہ ہجرت کے آٹھویں سال تک ایمان نہیں لائے تھے مگر اس حالت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ ایک دفعہ کعبہ میں ذویزن کا اسباب نیلام ہوا تھا۔ اس میں ایک عمدہ حلہ تھا۔ حکیم بن حزام نے وہ حلہ پچاس اشرفیوں میں خریدا اور اسے لے کر مدینہ آئے تاکہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کریں۔ حکیم بن حزام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احباب خاص میں سے تھے اور حضورؐ چاہتے تو دوستی کے حوالے سے ان کا ہدیہ قبول فرما سکتے تھے مگر حضورؐ نے اسلام اور ایمان کے حوالے کو مقدم رکھا اور فرمایا:

"میں مشرکوں کا ہدیہ قبول نہیں کیا کرتا البتہ قیمت لو تو لے سکتا ہوں۔"

مجبور ہو کر حکیم بن حزام نے قیمت لینا گوارا کیا اور حضورؐ نے قیمت ادا کر کے وہ حلہ لے لیا۔

دانش مندی کا فیصلہ

ابتدا میں کعبے کی عمارت آدمی کے قد کی برابر اونچی تھی اور اس پر کوئی چھت بھی نہیں تھی۔ بارش کے دنوں میں آس پاس کی پہاڑیوں سے پانی بہ کر آتا جس سے اکثر کعبے کی دیواروں کو نقصان پہنچتا۔ چناں چہ قریش نے فیصلہ کیا کہ اس عمارت کو گرا کر دوبارہ ایک مضبوط عمارت بنالی جائے۔

ان دنوں جدّے کی بندرگاہ پر ایک جہاز ساحل سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا تھا۔ قریش نے اپنا ایک آدمی جدّہ بھیج کر اس جہاز کے لکڑی کے تختے منگوا لیے۔ جہاز پر ایک رومی معمار بھی تھا، اسے بھی بلا لیا تاکہ وہ کعبے کی نئی عمارت بنانے میں مدد کرسکے۔

قریش کے تمام قبیلوں نے مل کر کعبے کی عمارت بنانی شروع کی۔ انھوں نے مختلف کام اپنے اپنے ذمّے لے لیے تاکہ سارے قبیلوں کو کعبے کی تعمیر میں حصہ لینے کی عزّت حاصل ہوسکے۔

جب عمارت بن کر تیار ہوگئی اور حجرِ اسود لگانے کا وقت آیا تو اس بات پر جھگڑا ہونے لگا کہ یہ عزت کس قبیلے کو حاصل ہو۔ یہ جھگڑا اتنا بڑھا کہ تلواریں نکل آئیں اور لڑائی کی نوبت آگئی۔ آخر کار قریش کے ایک بزرگ نے جن کا نام ابو اُمیّہ

بن مغیرہ تھا اُٹھ کر کہا:

"اے قریش کے لوگو! اس بات پر اتفاق کرلو کہ کل صبح سب سے پہلے جو شخص اس مسجد کے دروازے سے داخل ہو وہ اس کا فیصلہ کردے۔"

چناں چہ دوسرے دن صبح صبح تمام سردار وہاں پہنچ گئے اور انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں کون شخص سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوتا ہے۔ یہ اللہ کی قدرت تھی کہ سب سے پہلے جس شخص پر ان کی نظریں پڑیں وہ اللہ کے رسولؐ تھے۔ سب پکار اٹھے:

"امین آگئے، محمدؐ آگئے۔ یہ ہمیں پسند ہیں۔"

قریش کے سرداروں نے حضورؐ کو ساری بات بتائی اور کہا کہ آپؐ فیصلہ کردیجیے۔ آپؐ جو فیصلہ کریں گے وہ ہم سب مانیں گے۔

آپؐ نے ایک چادر منگائی اور حجرِ اسود اس پر رکھ دیا۔ پھر آپؐ نے سب قبیلوں کے سرداروں سے کہاکہ وہ اس چادر کے کونے پکڑ لیں اور اسے اٹھاکر اس جگہ تک لے چلیں جہاں پتھر لگانا ہے۔ جب قریش کے سردار وہ چادر وہاں تک لے آئے تو حضورؐ نے پتھر اُٹھاکر اس کی مقررہ جگہ پر لگا دیا۔ اس طرح آپؐ کی دانش مندی سے ایک بڑا جھگڑا ٹل گیا اور خون خرابہ رُک گیا۔

اس واقعے سے حضورؐ کی شرافت، انکساری اور انصاف پسندی بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپؐ نے حجرِ اسود کو کعبے میں لگانے کا اعزاز اکیلے حاصل کرنا نہیں چاہا؛ بلکہ قریش کے تمام

قبیلوں کو اس میں شریک کرلیا۔

ابن سعد کا کہنا ہے کہ صرف یہی ایک موقع نہ تھا جب حضورؐ نے قریش کے ایک جھگڑے کا فیصلہ کیا بلکہ نبوت سے پہلے اکثر لوگ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لیے حضورؐ کے پاس آتے تھے اور آپؐ دانش مندانہ اور منصفانہ فیصلے فرماتے تھے۔

حسنِ سلوک

زید بن سعنہ یہودی تھے۔ رُپے کا لین دین کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے کچھ قرض لیا۔ رقم کی ادائی میں ابھی کچھ دن باقی تھے کہ وہ تقاضے کو آئے۔ حضورؐ کی چادر مبارک پکڑ کر کھینچی اور بُرا بھلا کہنے لگے۔

حضرت عمرؓ موجود تھے۔ وہ غصّے سے بے تاب ہوگئے۔ اُن سے کہنے لگے:

"اے اللہ کے دشمن! تو رسول اللہؐ کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔"

حضورؐ نے مسکرا کر فرمایا:

"عمرؓ! مجھے تم سے کچھ اور امید تھی۔ اس شخص کو سمجھاتے کہ نرمی سے تقاضا کرے اور مجھ سے کہتے کہ میں اِس کا قرض ادا کردوں۔"

پھر حضرت عمرؓ سے فرمایا "جاؤ، اس کا قرض ادا کردو اور اس کو بیس صاع کھجور کے اور زیادہ دے دو۔"

زید بن سعنہ پر حضورؐ کے اس طرزِ عمل کا ایسا اثر ہوا کہ مسلمان ہوگئے۔

قاتل پر احسان

رسول اللہؐ نے کچھ سوار نجد کی طرف بھیجے تھے۔ انھوں نے واپس آتے ہوئے نجد کے سردار ثمامہؓ بن اثال کو گرفتار کرلیا اور مدینے لاکر مسجد نبویؐ کے ستون سے باندھ دیا۔

حضورؐ مسجد میں تشریف لائے اور ثمامہ کے پاس آکر پوچھا:

"ثمامہ! کیا حال ہے؟"

ثمامہ نے کہا:

"اے محمدؐ! میرا حال اچھا ہے۔ اگر آپ میرے قتل کا حکم دیں گے تو یہ جائز ہوگا کیوں کہ میں قاتل ہوں اور اگر آپؐ انعام فرمائیں گے تو ایک شکر گزار پر رحمت کریں گے۔ اگر مال کی ضرورت ہے تو بتادیجیے کہ کس قدر چاہیے۔"

دوسرے روز حضورؐ نے پھر ثمامہ سے وہی سوال کیا۔

انھوں نے کہا:

"میں جواب دے چکا ہوں، اگر آپ احسان فرمائیں گے تو یہ ایک شکر گزار پر احسان ہوگا۔"

تیسرے روز حضورؐ نے پھر ثمامہ سے وہی سوال کیا۔

انھوں نے کہا، "میرا جواب وہی ہے جو میں عرض کرچکا

ہوں۔"

رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دیا جائے۔

ثمامہ رہائی پاکر مسجدِ نبوی کے قریب کھجور کے ایک باغ میں گئے، وہاں جاکر نہائے۔ مسجد نبوی میں واپس آکر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئے۔

پھر حضورؐ سے عرض کرنے لگے:

"یا رسول اللہؐ! اللہ کی قسم! ساری دنیا میں آپؐ سے بڑھ کر مجھے کسی اور سے نفرت نہ تھی لیکن اب آپؐ سے زیادہ مجھے کوئی پیارا نہیں۔ اللہ کی قسم، آپؐ کے شہر سے بڑھ کر کوئی اور شہر مجھے برُا نہ لگتا تھا لیکن آج اس سے اچھا اور کوئی شہر نہیں۔ واللہ، آپؐ کے دین سے بڑھ کر مجھے کسی اور دین سے بغض نہ تھا لیکن آج آپؐ کا دین ہی مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔"

ثمامہ حضورؐ کی اجازت لے کر مدینے سے عمرہ کرنے کے لیے مکّے گئے اور وہاں جاکر اعلان کردیا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اور اب یمامہ کے علاقے سے اس وقت تک تمھیں غلّہ نہیں ملے گا جب تک رسول اللہؐ اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ پھر اپنے وطن واپس جاکر مکّے کو غلّہ بھیجنا بند کردیا۔ مکّے کے لوگ اس سے پریشان ہوگئے اور انھوں نے رسول اللہؐ سے التجا کی۔ حضورؐ نے ثمامہ کو ہدایت فرمائی کہ مکّے کو غلّہ جانے دیں۔

عیادت اور تعزیت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوتا کہ فلاں محلّہ میں فلاں مسلمان بیمار ہوا ہے تو اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے اور بیمار پرسی میں کسی امیر یا غریب کے درمیان کوئی فرق روا نہیں رکھتے تھے بلکہ چھوٹے سے چھوٹے آدمیوں کی بھی عیادت کرتے اور جن بیماروں کی حالت نازک دیکھتے، انہیں اپنے مکان کے قریب لے آتے تاکہ بار بار ان کی عیادت اور خبرگیری کر سکیں چنانچہ حضرت سعدؓ جب غزوۂ احزاب میں زخمی ہوئے تو ان کا خیمہ مسجد میں لگوا دیا تاکہ ہر وقت ان کی خبرگیری کی جا سکے۔

یہودی لڑکے کی عیادت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک یہودی لڑکا رہتا تھا جو آپؐ سے بہت محبت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ وہ بیمار ہو گیا تو حضورؐ اس کے مکان پر عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر تشفی آمیز کلمات ارشاد فرماتے رہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کے ماں باپ سے بھی دیر تک باتیں کرتے اور انہیں تسلی دیتے رہے۔

جنازے کا حق:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنازے کے پیچھے چلا اور اسے تین دفعہ کندھا دیا تو اس نے جنازے کا حق اپنے اوپر سے ادا کر دیا۔

○

جنازے کے ساتھ پیدل جانے کا حکم:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے کہ آپؐ نے چند لوگوں کو سوار دیکھ کر فرمایا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ خدا کے فرشتے تو پیادہ چلے جاتے ہیں اور تم چوپایوں کی پیٹھ پر سوار ہوئے جا رہے ہو۔

○

ایک غریب صحابیؓ کی وفات پر حضورؐ کا عمل:

ایک غریب صحابیؓ مسجد نبویؐ میں جھاڑو دینے پر مامور تھے۔ وہ بیمار ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو کئی دفعہ ان کے مکان پر عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

ایک رات ان کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے ان کا جنازہ پڑھ کر رات ہی کو دفن کر دیا۔

صبح حضورؐ نے دریافت فرمایا:

"اس کا کیا حال ہے؟"

صحابہؓ نے عرض کیا:

"وہ تو فوت ہو گئے۔ رات کا وقت تھا' اس لئے ہم نے حضورؐ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اور دفن کر دیا۔"

حضورؐ نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا:

"مجھے بتا دینا چاہیے تھا۔ میں ضرور اس کے جنازے میں شریک ہوتا۔"

چنانچہ حضورؐ اسی وقت اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور قبرستان جا کر اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

ایک غریب عورت کی رفاقت پر حضورؐ کا عمل:

مدینہ سے تین چار میل کے فاصلے پر عوالی میں ایک غریب عورت رہتی تھی۔ وہ اس قدر بیمار ہوئی کہ اس کے بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ خیال تھا کہ اس کا انتقال کسی وقت بھی ہو سکتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا:

"یہ عورت فوت ہو جائے تو میں جنازہ کی نماز خود پڑھاؤں گا۔ اس کے بعد اسے دفن کیا جائے۔"

اتفاق سے اس نے کچھ رات گئے انتقال کیا۔ جب اس کا جنازہ تیار ہو کر آیا تو حضورؐ آرام فرما رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے پاس ادب سے اس وقت حضورؐ کو جگانا اور تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اور اس عورت کو رات ہی کو دفن کر دیا۔ صبح کو حضورؐ نے لوگوں سے اس عورت کے بارے میں دریافت فرمایا تو لوگوں نے واقعہ عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر کھڑے ہو گئے۔ صحابہؓ کو ساتھ لیا اور دوبارہ اس عورت کی قبر پر جا کر نماز جنازہ ادا فرمائی۔

حضورؐ کا بیمار کے لواحقین کو تسلی دینا:

حضرت عبداللہؓ بن ثابت جب بیمار ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی

عیادت کو گئے تو ان پر غشی طاری تھی۔ حضورؐ نے آواز دی مگر انہیں خبر نہ ہوئی۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"افسوس ابوالربیع! تم پر اب ہمارا زور نہیں چلتا۔"

یہ سن کر عورتیں بے اختیار چیخ اٹھیں اور رونے لگیں۔

لوگوں نے روکا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"اس وقت رونے دو البتہ مرنے کے بعد رونا نہیں چاہیے۔"

عبداللہؓ بن ثابت کی لڑکی نے عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! مجھے ان کی شہادت کی امید تھی کیونکہ انہوں نے جہاد کے لئے سب سامان تیار کر لیا تھا۔"

حضورؐ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

"مطمئن رہو' ان کو نیت کا ثواب مل چکا۔"

○

حضورؐ کا پیادہ پا عیادت کو جانا:

حضرت جابرؓ جب بیمار ہوئے تو اگرچہ ان کا گھر کافی فاصلے پر تھا مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ پا ان کی عیادت کو جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لے کر پیدل ہی ان کی عیادت کو گئے۔ حضرت جابرؓ پر غشی طاری تھی۔ حضورؐ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور بچا ہوا پانی ان کے منہ پر چھڑکا۔ حضرت جابرؓ ہوش میں آ گئے اور عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! اپنا ترکہ کس کو دوں؟"

اسی وقت وحی الٰہی نازل ہوئی اور اس کے مطابق حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"اپنی اولاد کو۔"

○

بیمار کے انتقال کی خبر نہ دینے پر حضورؐ کا شکوہ:

ایک صاحب بیمار ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند ایک بار ان کی عیادت کے لئے گئے۔ جب انہوں نے انتقال کیا تو رات کا وقت تھا۔ لوگوں نے اس خیال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ کی کہ اندھیری رات ہے۔ حضورؐ کو تکلیف ہوگی۔ چنانچہ رات ہی میں انہیں دفن کر دیا۔ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے شکوہ کیا اور پھر ان کی قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھی۔

○

حضورؐ کا میت پر رونے سے منع فرمانا:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے غزوۂ احد میں شہادت پائی تھی اور کافروں نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تھے۔ ان کی لاش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھی گئی اور اس پر چادر ڈال دی گئی۔ ان کے صاحبزادے جابر آئے اور جوش محبت میں چاہا کہ کپڑا اٹھا کر دیکھیں۔ حاضرین نے روکا۔ انہوں نے دوبارہ ہاتھ بڑھایا تو لوگوں نے پھر روک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دردِ پدری کے خیال سے حکم دیا کہ چادر اٹھا دی جائے۔ چادر کا اٹھانا تھا کہ عبداللہؓ کی بہن بے اختیار چلا اٹھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"رونے کی بات نہیں۔ فرشتے ان کو اپنے پروں کے سائے میں لے گئے۔"

حضورؐ کی ابوطالب کی عیادت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پینتیس (۳۵) برس بڑے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے نہایت محبت تھی۔ ایک دفعہ وہ بیمار پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے گئے۔ انہوں نے کہا:

"بھتیجے! جس خدا نے تجھ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ اس سے دعا کیوں نہیں مانگتا کہ وہ مجھ کو اچھا کر دے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور وہ اچھے ہو گئے۔ اس پر ابو طالب نے حضورؐ سے کہا:

"خدا تیرا کہنا مانتا ہے۔"

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عم محترم! آپ بھی اگر خدا کا کہنا مانیں تو وہ بھی آپ کا کہنا مانے۔"

شہید کے لواحقین کے لئے بشارت:

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملے اور فرمایا:

"تو غمگین کیوں ہے؟"

میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! میرا باپ احد کے دن شہید ہو گیا اور قرض و عیال چھوڑ گیا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا میں تجھے بشارت نہ دوں کہ خدا تیرے باپ سے کس طرح ملا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کبھی شہدائے احد میں سے کسی سے بے پردہ کلام نہیں کیا مگر تیرے باپ سے روبرو کلام کیا اور کہا۔ مجھ سے مانگ کہ تجھے عطا کروں۔ تیرے باپ نے کہا۔ "اے پروردگار! تو مجھے حیات دنیوی عطا کر تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں شہید ہو جاؤں۔ رب عزوجل نے کہا کہ میری طرف سے وعدہ ہو چکا ہے کہ شہید (مرکر) دنیا کی طرف نہ لوٹیں گے۔"

○

آپؐ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہیچ ہے:

غزوۂ احد کے شہداء کی تدفین کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو واپس ہوئے۔ راستے میں چند عورتیں اپنے اہل و اقارب کا حال دریافت کرتی تھیں۔ حضورؐ بتاتے جاتے تھے۔ آپؐ بنو دینار کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جس کا شوہر، باپ اور بھائی احد کی جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ لوگوں نے اسے تینوں کی شہادت کی خبر دی تو اس نے کچھ پروا نہ کی اور پوچھا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟"

لوگوں نے جواب دیا کہ بخیر ہیں۔ وہ کہنے لگی:

"مجھے دکھا دو تاکہ میں آنکھ سے دیکھ لوں۔"

چنانچہ لوگوں نے حضورؐ کی طرف اشارہ کر دیا۔ اس نے حضورؐ کو دیکھا تو پکار اٹھی:

"یا رسول اللہ! آپ کے ہوتے ہوئے ہر ایک مصیبت ہیچ ہے۔"

حضرت حمزہؓ کیلئے نوحہ کرنے والیاں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے محلّہ بنی عبدالاشہل میں پہنچے تو ان کی عورتوں کو دیکھا کہ اپنے مقتولین پر رو رہی ہیں۔ حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور زبان مبارک سے نکلا:

"لیکن حمزہؓ کے لئے کوئی رونے والیاں نہیں!"

یہ سن کر حضرت سعد بن معاذؓ ان عورتوں کے پاس گئے اور ان سے کہا:

"تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے در دولت پر جا کر ماتم کرو۔"

چنانچہ ان عورتوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ہم بھی شامل گریہ ہو گئیں۔ صبح ہوئی تو حضورؐ نے رونے والیوں کے لئے اور ان کے ازواج و اولاد کے لئے دعائے خیر فرمائی اور پھر انہیں نوحہ سے منع فرماتے ہوئے رخصت کر دیا۔

حسن ایثار و خدمت

مخلوق خدا کی بے لوث خدمت کرنا اخلاق انسانی کا اعلیٰ ترین جوہر ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے انسان کا درجہ بہت بلند ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں سے پیار کرتا ہے اور ان کی خدمت بغیر کسی غرض یا معاوضہ طلبی کے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فرد کو عزت دے کر اسے لوگوں کا مخدوم بناتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلق خدا کی خدمت کا بے پناہ جذبہ ودیعت ہوا تھا۔ حضورؐ اگرچہ لوگوں کے مخدوم و مطاع تھے مگر آپؐ ہر لحظہ لوگوں کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتے تھے۔ اس میں اپنے بیگانے، مسلم، غیر مسلم، آقا یا غلام کسی کی کوئی تخصیص نہیں تھی۔ حضورؐ ہر ایک کے کام آتے تھے اور لوگوں کے ادنیٰ سے ادنیٰ کام کر دینے میں بھی حضورؐ کوئی عار محسوس نہ فرماتے تھے۔ مکی زندگی میں بھی یہی حضورؐ کا طرز عمل تھا اور مدنی زندگی میں بھی جبکہ آپؐ دینی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے عرب کی مقتدر ترین ہستی بن چکے تھے۔ آپؐ کا یہی شیوہ تھا کہ مخلوق خدا کی خدمت کرنے میں برابر مشغول رہتے تھے۔ حضورؐ غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور دیگر حاجت مندوں کے والی اور مولیٰ تھے اور

حضورؐ ان بے سہارا لوگوں کی خدمت کو بوجھ نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس سے حضورؐ کو نہایت مسرت ہوتی تھی۔

○

مسلمان کون ہے؟:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور ہجرت کرنے والا وہ ہے کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان سے باز رہے۔

(عن عبداللہ بن عمرؓ، بخاری)

○

راستے سے چیزیں ہٹانا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے راستے سے تکلیف اور ٹھوکر کی چیز ہٹایا کرو۔

(عن ابو ہریرہؓ، مسلم)

○

مسلمان مسلمان پر ظلم نہ کرے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ مصیبت میں ڈالے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے۔ اللہ اس کی حاجت پوری کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی سختی دور کرتا ہے اللہ اس کی قیامت کی سختیوں میں سے کوئی سختی دور کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی ستر پوشی کرتا ہے۔ اللہ

قیامت کے دن اس کی ستر پوشی کرے گا۔

(عن ابن عمرؓ، صحیحین)

بدگمانی سے پرہیز کرو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو خبردار بدگمانی سے پرہیز کرنا۔ بدگمانی جھوٹی باتوں میں سب سے بری ہے۔ کسی کی خبریں معلوم کرنے کے لئے ٹوہ میں نہ لگے رہو۔ نہ جاسوسی کرتے پھرو، نہ دھوکا دو، نہ حسد کرو، نہ دل میں بغض رکھو، نہ کسی کی غیبت کرو اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن کر رہو۔

(عن ابو ہریرہؓ، صحیحین)

مسلمان کی مسلمان سے ناراضی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے ناراض ہو کر تین رات سے زیادہ ترک ملاقات کرے۔ جب وہ دونوں ملیں تو ایک دوسرے سے منہ پھیرلیں۔ ان میں سے اچھا وہ ہے جو سلام کرنے میں سبقت کرے۔

(عن ابو ایوب انصاریؓ، صحیحین)

مومن مومن کا آئینہ ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اپنے بھائی کے لئے آئینہ ہے۔ سو اگر اس میں کوئی بری بات دکھائی دے تو اس سے دور کردینی چاہیے۔

(عن ابو ہریرہؓ، ترمذی)

○

لوگوں میں صلح کرانے کا اجر:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جو روزوں، صدقے اور نماز سے بڑھ کر درجہ رکھتی ہو؟ سب نے عرض کی ہاں فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا جن دو شخصوں میں بگاڑ ہو ان میں صلح کرا دینا۔ اور آپس میں فساد کرا دینا دین کو برباد کرنے والا ہے۔

(عن ابو درداءؓ، ابوداؤدؒ، ترمذی)

○

مسلمان مسلمان کیلئے عمارت کی طرح ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے ایک عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ہر حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کئے ہوتا ہے۔

(عن ابو موسیٰ، صحیحین)

○

مسلمانوں کی باہمی محبت:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی باہمی محبت و شفقت کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ جب جسم کا کوئی حصہ ماؤف ہوتا ہے۔ تو سارا جسم بخار و بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(عن نعمان بن بشیرؓ، متفق علیہ)

○

باہم محبت رکھنے والے:

رسول کریمؐ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو باہم محبت رکھتے تھے۔ مجھے اپنے جلال کی قسم ہے انہیں میں آج اپنے سایہ میں جگہ دوں گا اور آج میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔

(عن ابو ہریرہؓ، مسلم)

○

اپنے بھائی کی مدد کرو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی کی مدد کر۔ خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک آدمی نے عرض کی۔ یارسول اللہ جب وہ مظلوم ہو تو (بیشک) میں اس کی مدد کروں۔ اگر وہ ظالم ہے تو اس کی مدد کیسے کروں۔ حضورؐ نے فرمایا تو اس کو ظلم سے منع کر۔ اس حالت میں یہی اس کی مدد ہے۔

○

حسد مت کرو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے حسد مت کرو اور تناجش مت کرو (تناجش کا مطلب یہ ہے کہ بازار میں کوئی چیز بکتی ہو اور کوئی اس کو خریدتا ہو تو دوسرا خریدنے کی نیت کے بغیر اس کی قیمت بڑھائے) اور ایک دوسرے سے بغض مت رکھو اور ایک دوسرے سے اعراض نہ کرو۔ (حقارت سے منہ نہ پھیرو) اور تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا مت کرے اور اللہ کے بندو ایک دوسرے کے بھائی ہو جاؤ۔

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور ترک مدد کرے، نہ اس کو حقیر جانے۔ آدمی کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ مسلمان بھائی سے حقارت کرے ہر چیز مسلمان کی مسلمان پر حرام، اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت (یعنی کسی مسلمان کو قتل کرنا یا اس کے مال کا غصب کرنا یا اس کی عزت کے درپے ہونا۔)

○

دو آدمیوں میں صلح کرانا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں جو دو آدمیوں میں صلح کرا دے اور ان کے ملاپ کے لئے اپنی طرف سے نیک بات جوڑ کر کہے۔

(عن ام کلثوم بنت ابی معیط، متفق علیہ)

○

سفارش کرنے والے کا اجر:

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی حاجت مند آتا تو آپؐ اپنے پاس بیٹھنے والوں سے فرماتے۔ تم لوگ سفارش کرو تم کو اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ کو جو کام محبوب ہوتا ہے۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری کر دیتا ہے۔

(متفق علیہ)

○

بیع پر بیع کی ممانعت:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کو لازم ہے کہ اپنے بھائی کی بیع پر بیع

نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کرے۔

(عن ابن عمرؓ، مشکواۃ)

○

افضل ترین عمل کیا ہے؟:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل ترین عمل یہ ہے کہ محض اللہ کے لئے محبت رکھی جائے یا عداوت۔

(عن ابوذرؓ، مشکواۃ)

○

بیمار پرسی اور ملاقات:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی یا ملاقات کے لئے جاتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تو خوش قسمت اور مبارک ہے اور تیرا چلنا بھی مبارک ہے۔ تو نے جنت میں اپنا گھر بنالیا ہے۔

(عن ابی ہریرہؓ، ترمذی)

○

سات چیزوں کا حکم:

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کے کرنے کا ہم کو حکم دیا ہے اور سات کے کرنے سے منع فرمایا، ہم کو حکم کیا ہے مریض کی عیادت کرنے کا، جنازہ کے ساتھ جانے کا اور چھینکنے والے کے لئے یرحمک اللہ کہنے کا اور قسم کو پورا کرنے کا اور مظلوم کی مدد کرنے کا اور سلام کو رواج دینے کا اور دعوت کرنے والے

کی دعوت قبول کرنے کا۔ اور ہم کو منع فرمایا ہے سونے کی انگوٹھی رکھنے سے' چاندی کے برتنوں کے استعمال سے' سرخ زین پوش بنانے سے اور قسی اور تافتہ اور دیبا اور حریر پہننے سے۔

(متفق علیہ)

○

دوسروں کی رائے تقلید نہ کرو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دوسروں کی رائے کی تقلید نہ کرو۔ تم کہتے ہو اگر لوگ ہم سے احسان کریں گے تو ہم بھی ان سے احسان کریں گے اور ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے۔ (یہ ٹھیک نہیں) بلکہ اپنے دلوں کو برقرار رکھو۔ اگر لوگ تم پر احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور اگر برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔

(عن حذیفہؓ' ترمذی)

○

تین آدمی جنت میں نہ جائیں گے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین قسم کے آدمی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ ایک دھوکا دینے والا' دوسرا بخیل اور تیسرا احسان جتانے والا۔

(عن ابوبکر صدیقؓ' ابوداؤد)

○

سب سے بڑی نیکی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ اپنے

باپ کے دوستوں کے ساتھ سلوک کرے بعد اس کے کہ اس کا باپ کہیں چلا جائے یا فوت ہو جائے۔

(عن ابن عمرؓ، ابوداؤد)

نافرمان اور بخیل کون ہے؟:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نافرمان (بخیل یا کافر نعمت) وہ ہے جو اپنی عطا سے لوگوں کو محروم رکھے اور تنہا کھائے اور اپنے غلام کو زدوکوب کرے۔

(عن ابی امامہؓ، مشکوٰۃ)

کس چیز سے انکار کرنا جائز نہیں؟:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ایسی کیا چیز ہے جس سے انکار کرنا جائز نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ پانی، نمک اور آگ۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ پانی کو ہم لوگ جانتے ہیں۔ مگر نمک اور آگ کا کیا سبب ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اے حمیرا جس نے کسی کو آگ دی گویا اس نے وہ تمام چیز صدقہ کی جو اس آگ پر پکی اور جس نے کسی کو نمک دیا اس نے گویا وہ تمام چیزیں صدقہ کیں جن میں نمک ڈالا گیا اور جس نے کسی مسلمان کو پانی پلایا۔ جہاں پانی کمیاب نہیں تو گویا ایک غلام آزاد کیا اور جس نے کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہ ملتا ہو تو گویا اس کو زندہ کیا۔

ہمسائے کا حق:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اللہ کی ہرگز ایماندار نہ ہوگا۔ قسم ہے اللہ کی ہرگز ایماندار نہ ہوگا۔ قسم ہے اللہ کی ہرگز ایماندار نہ ہوگا۔ عرض کی گئی یارسول اللہ کون؟ فرمایا وہ شخص جس کا ہمسایہ اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہو۔

(عن ابوہریرہؓ، بخاری، مسلم)

○

ہمسایوں کو ستانے کی سزا:

ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ یارسول اللہ فلاں عورت کے بارے میں سنا ہے کہ وہ بہت نماز پڑھتی ہے اور روزے بہت رکھتی ہے اور خیرات بہت کرتی ہے مگر ساتھ ہی اپنے ہمسایوں کو بہت ستاتی ہے۔ فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔ پھر اس شخص نے کہا۔ یارسولؐ اللہ ایک اور عورت ہے جو روزے کم رکھتی ہے۔ نماز بھی کم پڑھتی ہے اور خیرات دیتی ہے تو وہ بھی سوکھے پنیر کے ذرا ذرا سے ریزے۔ مگر اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذا نہیں دیتی۔ فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔

(عن ابوہریرہؓ، احمد و بیہقی)

○

پڑوسی کو تکلیف نہ دو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔

(عن ابوہریرہؓ، بخاری)

○

پڑوسی کا حق:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑوسی کے لئے جبرائیل مجھے برابر نصیحت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اس کو (میرا) وارث بنادیں گے۔

(عن عائشہ صدیقہؓ، بخاری)

○

پڑوسیوں کا خیال رکھو:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم شوربہ پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال دو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔

(عن ابوذر غفاریؓ، مسلم)

○

ہمسائے کا بھوکا رہنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں جو خود سیر ہو کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔

(عن ابی زبیرؓ، مشکواۃ)

○

بہترین پڑوسی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک بہترین یار وہ ہے جو اپنے یار سے نیکی کرے اور اللہ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی سے بھلائی کرے۔

(عن عبداللہ بن عمرؓ، ترمذی)

○

ہمسائے کو ہدیہ بھیجنا:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے دو ہمسائے ہیں۔ میں ہدیہ کس کو بھیجا کروں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جس کا دروازہ تیرے نزدیک ہے اس کو بھیجا کر۔

(بخاری)

○

ہمسائے سے احسان کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے۔ اس کو چاہیے کہ اپنے ہمسایہ سے احسان کرے (یعنی حسن سلوک سے پیش آئے) اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ نیک بات کہا کرے یا چپ رہے۔

(عن ابو شریح خزاعیؓ، مسلم)

○

ہمسائے کی دیوار میں لکڑی گاڑنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ہمسایہ اپنے پڑوسی کو منع نہ کرے کہ اس کی دیوار میں لکڑی گاڑے۔

(عن ابو ہریرہؓ، بخاری)

روزی میں کشادگی کیسے ہوتی ہے؟:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی روزی میں کشادگی ہو اور اس کی عمر میں زیادتی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ رشتہ داروں کے ساتھ (نیک) سلوک کرے۔

(عن ابو ہریرہؓ، بخاری)

رشتہ قطع کرنے والا رحمت سے محروم:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس قوم پر رحمت نہیں اترتی جس میں قاطع رحم (رشتہ قطع کرنے والا) ہو۔

(عن عبداللہ بن ابی اوفیؓ، شعب الایمان)

رشتہ داروں کے احسان کا بدلہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رشتہ داروں کے احسان کا بدلہ چکاتا ہے۔ وہ صلہ رحم کرنے والا نہیں بلکہ کامل صلہ رحم کرنے والا وہ ہے کہ جب صلہ رحمی نہ کی جائے تو وہ برابر صلہ رحمی کرتا رہے۔

(عن ابن عمرؓ، بخاری)

اہل قرابت کو صدقہ دینا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ دینا مسکینوں کو ایک صدقہ ہے اور اہل قرابت کو دینے میں دوہرا ثواب ہے۔ ایک صدقہ اور دوسرا صلہ رحم۔

(عن سلیمان بن عامرؓ، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

○

رشتہ داروں سے حسن سلوک:

ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! میرے رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے ملاپ (حسن سلوک) کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں۔ میں ان سے بردباری (درگذر) کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت سے پیش آتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا۔ اگر ایسا ہی ہے جیسا تو کہتا ہے تو گویا تو ان کے منہ پر جلتی راکھ (گرم بھوبھل) ڈالتا ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مدد تیرے شامل حال رہے گی۔ جو تجھ کو ان پر غالب رکھے گی جب تک تو اس عادت پر قائم رہے گا۔

(عن ابو ہریرہؓ، مسلم)

○

ہمسایوں کے حقوق کا خیال:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمسایوں کے حقوق کا بہت خیال فرماتے تھے۔ جب آپؐ کے پاس کوئی چیز یا تحفہ آتا تو آپؐ اپنے ہمسایوں کو بھی ضرور اس میں سے کچھ نہ کچھ بھیج دیتے تھے۔ حضورؐ فرماتے تھے کہ حضرت جبرائیلؑ جب تشریف لاتے تو مجھے ہمسایوں کے

حقوق کی طرف ضرور توجہ دلاتے یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہو گیا کہ کہیں انہیں میراث ہی میں شامل کرنے کا حکم نہ آ جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت ابوذر غفاریؓ سے فرمایا:

"بہترین شخص وہ ہے کہ اس کا ہمسایہ اس پر خوش ہو اور اس سے اسے کبھی ایذا نہ پہنچے اور اے ابوذرؓ! تو حقوق ہمسائیگی کو بہت ملحوظ رکھ۔ جب تو شوربا پکائے تو اس میں پانی ذرا زیادہ ڈال دے تاکہ اپنے ہمسایوں کو بھی اس میں سے کچھ دے سکے۔"

اس طرح ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار قسم کے ساتھ ارشاد فرمایا:

"اس شخص کا ایمان کامل نہیں۔"

صحابہؓ نے عرض کیا:

"حضورؐ! کس کا ایمان کامل نہیں؟"

حضورؐ نے جواباً فرمایا:

"اس شخص کا ایمان کامل نہیں جس کا ہمسایہ اس کی برائیوں سے محفوظ نہیں۔"

○

ہمسایوں کی ناراضی اور خوشی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! فلاں عورت نہایت کثرت سے عبادت کرتی ہے اور صدقہ خیرات بھی بہت کرتی ہے لیکن اس کے ہمسائے اس کی زبان درازی سے نالاں رہتے ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ عورت دوزخ کا کندہ ہے۔"

پھر صحابیؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! فلاں عورت نماز، روزہ اور صدقہ خیرات تو واجبی طور پر ادا کرتی ہے مگر اس کے حسن اخلاق کی وجہ سے اس کے ہمسائے اس سے بہت خوش ہیں۔"

حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"وہ خوش نصیب جنت میں جائے گی۔"

○

حضورؐ کی ایک نابینا عورت کی خدمت:

ایک روز حضورؐ ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک نابینا عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ لوگ اسے دیکھ کر ہنسنے لگے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضورؐ نے آگے بڑھ کر اس عورت کو اٹھایا اور اس کے ساتھ جا کر اسے اس کے گھر پہنچا دیا۔ اس کے بعد حضورؐ روزانہ اس عورت کے گھر کھانا لے جاتے تھے۔

○

حضورؐ کا ایک عورت کا بوجھ اٹھانا:

ایک مرتبہ ایک عورت مکہ کی ایک گلی سے گزر رہی تھی۔ اس کے سر پر اتنا بھاری بوجھ تھا کہ وہ مشکل سے قدم اٹھا رہی تھی۔ لوگ اس بیچاری کا تمسخر اڑانے لگے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں قریب ہی تھے، حضورؐ اس عورت کو مشکل میں گرفتار دیکھ کر فوراً آگے بڑھے اور اس کا بوجھ خود اٹھا کر اس کی منزل پر پہنچا دیا۔

○

حضورؐ کا ایک غلام کی امداد کرنا:

مکہ میں ایک بوڑھے غلام کو اس کے آقا نے باغ میں پانی دینے کا کام سونپا ہوا تھا۔ باغ سے ندی کا فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ بوڑھا غلام بڑی مشکل سے پانی لا رہا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے ہیں۔ حضورؐ کا دل اس بوڑھے غلام کی حالت دیکھ کر درد سے بھر آیا۔ آپؐ نے بوڑھے کو آرام سے ایک طرف بٹھایا اور اس کا سارا کام خود کر دیا۔ پھر حضورؐ نے اس سے فرمایا:

"بھائی! جب کبھی تمہیں میری مدد کی ضرورت پڑے تو مجھے بلا لیا کرو۔"

○

حضورؐ کا ایک غلام کیلئے آٹا پیسنا:

ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک غلام آٹا پیس رہا ہے اور ساتھ ہی درد سے کراہ رہا ہے۔ حضورؐ اس کے قریب گئے تو معلوم ہوا کہ بیچارا بیمار ہے لیکن اس کا ظالم آقا اس کی بیماری کے باوجود اسے اس مشقت سے چھٹی نہیں دیتا۔ حضورؐ نے آگے بڑھ کر اسے چکی کے پاس سے اٹھا کر ایک طرف آرام سے لٹا دیا اور خود اس کی جگہ آٹا پیسنے لگے۔ سارا آٹا پیسنے کے بعد حضورؐ نے اس غلام سے فرمایا:

"جب تمہیں اپنے آقا کے لئے آٹا پیسنا ہو تو مجھے بلا لیا کرو۔"

○

حضورؐ کا بے سہارا عورتوں کی مدد کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز مکہ کی غریب اور بے سہارا بیوہ عورتوں کا سودا سلف خرید کر اور اپنے کندھوں پر اٹھا کر ان کے گھروں پر پہنچا دیتے تھے۔ ایک روز ابوسفیان

نے حقارت سے کہا:

"غریب اور کمینے لوگوں کا سامان اٹھا اٹھا کر تم نے اپنے خاندان کا نام بدنام کر دیا ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا:

"میں ہاشم کا پوتا ہوں جو امیروں اور غریبوں سب کی یکساں مدد کیا کرتا تھا اور اپنے سے کم تر درجے کے لوگوں کو حقیر نہیں جانتا تھا۔"

حضورؐ کا ایک غلام کی تیمارداری کرنا:

ایک دفعہ ابوسفیان کا غلام سخت بیمار ہو گیا۔ اس کی تیمارداری کرنے والا کوئی نہ تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ اس غلام کے پاس گئے اور رات بھر اس کی تیمارداری کرتے رہے۔ جب وہ درد کی شدت کے باعث چیخنے چلانے لگتا تو حضورؐ اسے تسلی دیتے ہوئے فرماتے:

"گھبراؤ نہیں! اللہ فضل کرے گا۔ میں تمہارے پاس ہوں۔"

حضورؐ کا ایک نیم پاگل عورت کا کام کرنا:

مدینہ منورہ میں ایک نیم پاگل عورت رہتی تھی۔ ایک روز وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور حضورؐ کا دست مبارک پکڑ کر کہنے لگی:

"محمدؐ! مجھے تم سے کچھ کام ہے، میرے ساتھ چلو۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"جہاں کہو، جاؤں گا۔"

وہ عورت آپ کو ایک گلی میں لے گئی اور وہیں بیٹھ گئی۔ حضور بھی اسی جگہ بیٹھ گئے اور اس کا کام انجام دینے کے بعد وہاں سے واپس ہوئے۔

○

حضور کا عورتوں کو کام میں مدد دینا:

ایک دفعہ حضرت خبابؓ بن ارت مدینے سے دور ایک غزوے پر تشریف لے گئے۔ ان کے گھر میں کوئی مرد نہ تھا اور جو عورتیں تھیں، ان سے کسی کو جانوروں کا دودھ دوہنا نہیں آتا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے یہ کام اپنے ذمے لے لیا۔ چنانچہ حضرت خبابؓ کی واپسی تک آپ کا یہ معمول رہا کہ حضور ہر روز حضرت خبابؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور ان کے جانوروں کا دودھ دوہ دیا کرتے۔

○

حضور کا کنیزوں کے کام کرنا:

مدینہ منورہ کی کنیزیں اکثر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور عرض کرتیں:

"یا رسول اللہ! میرا فلاں کام ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت اپنا کام کاج چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کے ساتھ جا کر ان کا کام کر دیتے۔

○

حضورؐ کا بدوؤں کے کام کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی بدوی لوگوں سے دوستانہ مراسم تھے۔ وہ جب آتے تو اپنے گاؤں سے کوئی چیز حضورؐ کے لئے تحفہ کے طور پر لاتے اور ان کی واپسی پر حضورؐ بھی انہیں کوئی نہ کوئی شہری چیز تحفے کے طور پر دیتے تھے۔ یہ بدوی اور ان کے ساتھی بعض اوقات خرید و فروخت کے لئے شہر آتے اور اس خیال سے حضورؐ کو اپنے ساتھ لے لیتے کہ کہیں دکان دار لین دین میں ہمیں دھوکا نہ دے۔ حضورؐ بلا تامل ان کے ساتھ جا کر ان کو سودا خرید دیتے اور اگر انہوں نے کچھ فروخت کرنا ہوتا۔ تب بھی حضورؐ ان کے ساتھ جاتے اور ان کا مال فروخت کرا دیتے۔

○

حضورؐ کا مسافروں کی امداد کرنا:

حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک پورا قبیلہ مسافروں کی سی حالت میں حاضر خدمت ہوا۔ ان لوگوں کی ظاہری حالت اس درجہ خراب تھی کہ کسی کے بدن پر کوئی کپڑا ثابت نہ تھا۔ ننگے پاؤں، ننگے بدن، کھالیں بدن سے بندھی ہوئیں اور تلواریں گلوں میں پڑی ہوئیں۔ ان لوگوں کی یہ قابل رحم حالت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد متاثر ہوئے، چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ حالت اضطراب میں حضورؐ کبھی اندر جاتے تھے کبھی باہر آتے تھے۔ پھر حضورؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور مسلمانوں کو اس مفلوک الحال قبیلے کے لوگوں کی امداد و اعانت کے لئے آمادہ کیا۔

○

حلم اور تحمل

دو پسندیدہ خصائل:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبدالقیس کے سردار اشج سے فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہیں۔ ایک حلم (بردباری) اور دوسری آہستگی۔

○

کامل بردبار اور کامل دانش مند:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پورا اور کامل بردبار (حلیم) وہ ہے جس نے اپنے کاموں میں خود لغزشیں کھائی ہوں اور کامل دانشمند وہ ہے جسے پورا تجربہ حاصل ہو۔

○

اللہ نرمی کرنے والا ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور وہ ہر کام میں رفق و نرمی کو دوست رکھتا ہے۔

○

نرمی سے محروم خیر سے محروم ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رفق اور نرمی سے محروم کیا گیا وہ سب بھلائی و خیر سے محروم کر دیا گیا۔

○

نرم خو آدمی پر دوزخ حرام ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسم نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتلاؤں وہ شخص جو دوزخ کی آگ پر حرام ہو یا وہ شخص کہ حرام ہو آگ اس پر۔ تو جو شخص لوگوں کے ساتھ آہستہ مزاج، نرم طبیعت اور نرم خو ہے، وہی ہے۔

○

غصہ مت کر:

ایک آدمی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آپ مجھے وصیت فرمایئے آپؐ نے فرمایا "غصہ مت کر" یہ بات اس نے کئی بار عرض کی اور ہر بار آپؐ نے فرمایا۔ "غصہ مت کر۔"

○

نفس پر قابو رکھنے والا اصل بہادر ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

بہادر (پہلوان) وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دے۔ بلکہ بہادر (پہلوان) وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے۔

○

غصہ آئے تو وضو کرلو:

غصہ شیطان سے پیدا ہوتا ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے۔ اگر تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو اسے وضو کرلینا چاہئے۔

○

غصہ ایمان کو خراب کرتا ہے:

غصہ ایمان کو اس طرح خراب کردیتا ہے۔ جس طرح ایلوا شہد کو خراب کردیتا ہے۔

○

خدا کے لئے غصہ پی جانا:

اگر کسی نے غصے کا گھونٹ محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے پیا۔ اس نے اس سے بہتر اور اعلیٰ کوئی چیز نہیں پی۔

○

حضورؐ! آپ مشرکین پر بددعا کیوں نہیں کرتے؟:

ہجرت سے پہلے کفار مکہ نے مسلمانوں کو اس قدر اذیت دی کہ ان کا پیانہ صبر لبریز ہوگیا۔ حضرت خباب بن الارث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضورؐ اپنے سر مبارک کے نیچے چادر رکھ کر کعبہ کے سائے میں لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت خبابؓ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہؐ! آپؐ مشرکین پر بددعا کیوں نہیں کرتے؟"

یہ سن کر حضورؐ اٹھ بیٹھے۔ چہرہ مبارک سرخ ہوگیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں' ان پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں' جس سے گوشت پوست سب علیحدہ ہو جاتا۔ ان کے سر پر آرے رکھے جاتے اور انہیں چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا مگر یہ اذیتیں ان کو دین سے برگشتہ نہ کر سکتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو کمال تک پہنچائے گا' یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا اور اسے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہو گا۔"

○

حضورؐ کا بدو کی سختی برداشت کرنا:

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور حضورؐ موٹے کنارے کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ ایک بدو آیا اور اس نے حضورؐ کی چادر پکڑ کر حضورؐ کو نہایت سختی سے کھینچا یہاں تک کہ حضورؐ اس بدو کے سینے تک کھنچ آئے اور اس بدو کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے حضورؐ کی گردن مبارک پر چادر کے کناروں کے نشان پڑ گئے۔ پھر اسی بدو نے کہا:

"اے محمدؐ! اللہ کا جو مال تیرے پاس ہے' اس سے مجھے بھی دینے کا حکم کر!"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدو کی طرف دیکھا اور ہنس دیئے اور اسے کچھ دینے کا حکم فرمایا۔

○

ایک یہودی عالم کا حضورؐ کو آزمانا:

حضرت زیدؓ بن سعنہ مدینے کے یہودی عالموں میں سے تھے۔ وہ اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے تورات میں نبی آخر الزماں کی نبوت کی جو علامات پڑھی تھیں۔

وہ سب میں نے روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی پہچان لیں۔ صرف دو خصلتیں ایسی تھیں جن کا آزمانا باقی رہا۔ یعنی آپؐ کا حلم آپؐ کے غضب پر سبقت لے جاتا ہے اور دوسرے کی شدت جہالت وایذا آپؐ کے حلم کو اور زیادہ کر دیتی ہے۔ ان دونوں کی آزمائش کے لئے میں کسی موقع کا منتظر تھا اور آپ سے تلطف سے پیش آتا تھا۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ سے نکلے۔ آپ کے ساتھ حضرت علیؓ ابن ابی طالب تھے۔ ایک سوار جو بظاہر کوئی اعرابی تھا' حضورؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا:

"یا رسولؐ اللہ! فلاں قبیلے کے لوگ ایمان لائے ہیں۔ میں ان سے کہا کرتا تھا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں رزق بکثرت ملے گا۔ اب ان کے ہاں بارش نہ ہونے کے باعث قحط کی سی کیفیت ہے۔ یا رسولؐ اللہ! مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ طمع کے سبب سے اسلام سے برگشتہ نہ ہو جائیں۔ کیونکہ طمع ہی کے لئے وہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اگر آپؐ کی رائے مبارک ہو تو کچھ ان کی دستگیری فرمائیں۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی طرف دیکھا۔ انہوں نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! جو مال آیا تھا' وہ تو سارے کا سارا تقسیم ہو چکا ہے۔ اب اس میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔"

یہ دیکھ کر میں آگے بڑھا اور کہنے لگا:

"اے محمدؐ! میں اسی مثقال سونا اس شرط پر دینے کو تیار ہوں کہ اس کے بدلے مجھے اتنی کھجوریں فلاں دن ادا کر دی جائیں۔"

اس طرح میں نے آپؐ سے کھجوروں کی مقدار معین ایک میعاد معلوم پر خرید کی اور

اس کی قیمت اسی مثقال سونا اپنی ہمیان سے نکال کر آپؐ کے حوالے کر دی۔ حضورؐ نے وہ اسی مثقال سونا اسی بدو کے حوالے کر دیا اور کہا:

"جلد جاؤ اور اس قبیلے کے لوگوں میں اسے تقسیم کر دو۔"

میعاد ختم ہونے میں تین دن باقی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے جنازے کے ساتھ نکلے۔ آپؐ کے ہمراہ علاوہ اور صحابہؓ کے حضرت عمرؓ بھی تھے۔ جب آپؐ جنازہ سے فارغ ہوئے اور بیٹھنے کے لئے ایک دیوار کے قریب پہنچے تو میں نے آگے بڑھ کر آپؐ کی قمیض اور چادر کے دامن پکڑ لئے اور تند نگاہوں سے آپؐ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اے محمدؐ! کیا تو میرا حق ادا نہیں کرتا؟ اے عبدالمطلب کے خاندان والو! قسم بخدا! تم ادائے حق سے گریز کرنے کے لئے حیلے حوالے کرتے ہو۔"

حضرت عمرؓ نے تیز نگاہ سے میری طرف دیکھ کر کہا:

"او دشمن خدا! کیا تو رسولؐ اللہ سے یہ کہتا ہے جو میں سن رہا ہوں اور آپؐ کے ساتھ یہ سلوک کرتا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے حضورؐ کو حق دے کر بھیجا ہے' اگر مجھے مسلمانوں اور تیری قوم کے درمیان صلح کے ختم ہو جانے کا ڈر نہ ہوتا تو اپنی تلوار سے تیرا سر اڑا دیتا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے آرام و تحمل سے اور تبسم فرماتے ہوئے حضرت عمرؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

"عمرؓ! تمہیں لازم تھا کہ اسے جھڑکنے کی بجائے محبت سے سمجھاتے کہ وہ نرمی سے تقاضا کرے اور مجھے حسن ادائیگی کے لئے کہتے۔"

پھر حضورؐ نے فرمایا:

"اے زید! ابھی وعدے میں تین دن باقی ہیں لیکن خیر' میں تمہارا قرض ابھی ادا کیے دیتا ہوں۔"

پھر حضورؐ نے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے عمرؓ! اسے لے جاؤ اور اس کا حق ادا کردو اور اسے جو تم نے دھمکایا ہے' اس کے عوض بیس صاع کھجوریں اور دے دو۔"

حضرت عمرؓ مجھے ساتھ لے گئے اور میرا حق ادا کرنے کے علاوہ بیس صاع کھجوریں اور دیں۔ میں نے کہا:

"عمرؓ! کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟"

حضرت عمرؓ نے جواب دیا:

"نہیں۔"

"میں زید بن سعنہ ہوں۔"

اس پر حضرت عمرؓ نے کسی قدر چونک کر کہا:

"کیا وہی زید جو یہودیوں کا عالم ہے؟"

میں نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے:

"تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا؟"

میں نے جواب دیا:

"اے عمرؓ! جس وقت میں نے روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' وہ تمام علامات جو میں نبی آخر الزماں کے متعلق تورات میں پڑھا کرتا تھا' موجود پائیں۔ ان میں سے صرف دو علامات باقی تھیں جو میں نے اب آزمالیں۔ اے عمرؓ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ کو اپنا

پروردگار، اسلام کو اپنا دین اور محمدؐ کو اللہ کا رسول ماننے پر راضی ہوگیا اور میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میرا آدھا مال امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صدقہ ہے۔"

○

جب نصر بن حارث قتل ہوا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ بدوی واپس تشریف لائے تو راستے میں مقام طغراء میں حضورؐ کے حکم سے حضرت علیؓ نے نصر بن حارث بن علقمہ کو قتل کر ڈالا۔ نصر بن حارث ان امرائے قریش میں سے تھا جو حضورؐ کی ایذا رسانی اور اسلام کو مٹانے کی کوششوں میں لگے رہتے تھے۔ اسی نصر کی بیٹی قتیلہ نے (جو بعد میں اسلام لے آئی تھی) اپنے باپ کا مرثیہ لکھا جس کے آخر میں یہ شعر تھے ؎

ترجمہ:۔

۱۔ اے محمد! بے شک آپ اس ماں کے بیٹے ہیں جو اپنی قوم میں شریف ہے اور آپ شریف اصل والے مرد ہیں۔

۲۔ آپ کا کچھ نہ بگڑتا تھا اگر آپ احسان کرتے اور بعض وقت جوان احسان کرتا ہے حالانکہ وہ غضب ناک اور نہایت خشم ناک ہوتا ہے۔

۳۔ اور نصر آپ کے تمام قیدیوں میں قرابت میں سب سے زیادہ قریب تھا اور آزادی کا زیادہ مستحق تھا اگر ایسی آزادی پائی جائے کہ جس سے آزاد کیا جائے۔

جب یہ شعر حضورؐ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو ان کو پڑھ کر حضورؐ اتنا روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر حضورؐ نے فرمایا:

"اگر یہ اشعار نصر کے قتل سے پہلے میرے پاس پہنچ جاتے تو میں ضرور اسے قتیلہ کے

حوالے کر دیتا۔"

جب حدیبیہ کا صلح نامہ تحریر ہوا:

صلح حدیبیہ کے وقت قریش مکہ کے سفیر سہیل بن عمرو تھے (بعد میں وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ لکھوائے:

ھذا من محمد رسول اللہ

(یہ تحریر محمد رسول اللہ کی طرف سے ہے)

تو سہیل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا:

"ہمیں یہ الفاظ منظور نہیں کیونکہ ہم آپ کو اللہ کا رسول تسلیم نہیں کرتے۔ ان الفاظ کی بجائے "محمد بن عبداللہ" کے الفاظ لکھے جائیں۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"واللہ! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر تم میری تکذیب کرتے ہو تو اس سے میری رسالت میں فرق نہیں آتا۔"

یہ کہہ کر حضورؐ حضرت علیؓ سے (جو کاتب معاہدہ تھے) مخاطب ہوئے:

"اسے مٹا دو!"

حضرت علیؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! میری یہ مجال نہیں کہ میں رسولؐ اللہ کے الفاظ مٹاؤں۔"

اس پر حضورؐ نے خود یہ الفاظ مٹا دیئے۔

جب ایک بدوی نے مسجد میں پیشاب کیا:

ایک دفعہ ایک بدو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ مسجد کے احترام و آداب سے ناواقف تھا۔ وہیں ایک طرف کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ کرامؓ اسے مارنے کے لئے دوڑے۔ حضورؐ نے صحابہؓ کو روک دیا اور فرمایا:

"جانے دو اور پانی کا ایک ڈول لا کر پیشاب پر بہا دو' کیونکہ وہ بدو ہے اور ابھی اسے معلوم نہیں کہ مسجد میں پیشاب نہیں کیا جاتا۔"

○

حضورؐ کا نرمی سے جواب دینا:

ایک مرتبہ چند شریر یہودی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور "السلام علیکم" کی بجائے یہ کہا:

"السام علیکم!" (تمہیں موت نصیب ہو!)

حضرت عائشہ صدیقہؓ قریب ہی تشریف رکھتی تھیں۔ انہوں نے ترش رو ہو کر جواب دیا:

"وعلیکم السام والعنۃ" (تمہیں بھی موت آئے اور لعنت اس پر مزید)

جب وہ چلے گئے تو حضورؐ نے فرمایا:

"عائشہ! تم نے کیوں ایسا جواب دیا؟ اللہ تعالیٰ تو نرمی کو پسند کرتا ہے۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! آپ نے ان یہودیوں کے الفاظ نہیں سنے تھے؟"

حضورؐ نے فرمایا:

"سن لئے تھے لیکن میں نے نرمی سے "وعلیکم" (اور تم پر بھی) کہہ دیا تھا اور اسی قدر جواب کافی تھا۔"

○

مصیبت کے وقت ہی صبر معتبر ہے:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر پر بیٹھی گریہ و زاری کر رہی تھی۔ حضورؐ نے اسے صبر کی تلقین فرمائی۔ وہ عورت حضورؐ کی صورت سے شناسا نہ تھی۔ حضورؐ کی تلقین اسے ناگوار گزری اور تلخی سے بولی:

"جاؤ اپنا کام کرو۔ تمہیں کیا خبر ہے کہ اس وقت مجھ پر کیا بیت رہی ہے!"

حضورؐ نے پلٹ کر کوئی جواب نہ دیا بلکہ خاموشی کے ساتھ وہاں سے چلے آئے۔ بعد میں لوگوں نے اس عورت سے کہا:

"تمہیں معلوم ہے یہ کون تھے؟ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔"

یہ سن کر وہ عورت سخت نادم ہوئی۔ بیچاری دوڑی دوڑی حضورؐ کی خدمت میں پہنچی اور عرض کرنے لگی:

"یا رسولؐ اللہ! میں آپؐ کو پہچانتی نہ تھی۔ خدا کے لئے میری گستاخی معاف فرما دیجئے۔"

حضورؐ نے جواب میں صرف اتنا فرمایا:

"صبر وہی معتبر ہے جو عین مصیبت کے وقت کیا جائے۔"

○

حضورؐ کی خادم کے ساتھ نرمی:

حضرت انس بن مالکؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجنا چاہا۔ میں نے کچھ عذر کیا تو حضورؐ نے کچھ نہ کہا اور چپ رہے۔ میں عذر کر کے باہر چلا گیا۔ چند ہی قدم گیا تھا کہ حضورؐ نے پیچھے سے آ کر میری گردن پکڑ لی۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو حضورؐ ہنس رہے تھے۔ پھر آپؐ نے نہایت نرمی سے فرمایا:

"انس! جس کام کے لئے کہا تھا، اس کے لئے اب تو جاؤ!"

میں نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! ابھی جاتا ہوں۔"

○

حضورؐ کی عبداللہ بن ابی کے ساتھ نرمی:

ایک دفعہ حضرت سعد بن عبادہؓ بیمار ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے سواری پر تشریف لے گئے۔ راستے میں ایک جگہ کچھ لوگ جمع تھے۔ حضورؐ وہاں ٹھہر گئے۔ عبداللہ بن ابی جو کہ منافقوں کا سردار تھا، وہ بھی وہاں موجود تھا۔ حضورؐ کی سواری کی گرد اڑی تو اس نے چادر ناک پر رکھ لی اور آپؐ سے کہنے لگا:

"دیکھو، گرد نہ اڑاؤ!"

جب حضورؐ قریب پہنچے تو اس نے کہا:

"محمدؐ! اپنا گدھا ہٹاؤ۔ تمہارے گدھے کی بدبو نے میرا دماغ پریشان کر دیا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا، پھر سواری سے اترے اور اسلام کی

دعوت دی۔ عبداللہ بن ابی نے کہا:

"ہمارے گھر آکر ہم کو نہ ستاؤ۔ جو شخص خود تمہارے پاس جائے' اس کو تعلیم دو۔"

عبداللہ بن رواحہؓ مشہور شاعر تھے۔ انہوں نے کہا:

"یا رسول اللہ! آپ ضرور تشریف لائیں۔"

بات بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچی کہ قریب تھا کہ تلواریں نکل آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریقوں کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا۔ پھر آپ وہاں سے اٹھ کر سعد بن عبادہؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا:

"تم نے عبداللہ بن ابی کی باتیں سنیں؟"

سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! آپ کچھ خیال نہ فرمائیں۔ یہ وہ شخص ہے جسے آپؐ کی تشریف آوری سے پہلے اہل مدینہ نے اپنا بادشاہ بنانے کا فیصلہ کیا تھا بلکہ اس کے لئے ریاست کا تاج بھی تیار کرلیا تھا۔"

○

او حبشی! تم سے بکریاں چرواؤں گا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا تمام کاروبار حضرت بلالؓ کے سپرد تھا۔ روپیہ پیسہ جو کچھ آتا' ان کے پاس رہتا۔ غنائم کی تقسیم' صدقہ' خیرات' سارا لین دین انہی کے ذمے تھا۔ ناداری کی حالت میں وہ بازار سے سودا سلف ادھار لاتے اور جب کہیں سے کوئی رقم آجاتی تو اس سے قرض ادا کر دیا کرتے' ایک دفعہ وہ بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک مشرک نے انہیں دیکھ کر کہا:

"تمہیں قرض لینا ہو تو مجھ سے لیا کرو اور کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔"

حضرت بلالؓ نے یہ بات مان لی اور اس مشرک سے قرض لینے لگے۔ ایک روز وہ اذان دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو وہ مشرک چند سوداگروں کے ساتھ آیا اور ان سے مخاطب ہو کر با آواز بلند کہنے لگا:

"او حبشی!"

حضرت بلالؓ نے اس بد تہذیبی کے جواب میں کہا:

"لبیک!"

وہ مشرک بولا:

"کچھ خبر بھی ہے؟ وعدہ کے صرف چار دن رہ گئے ہیں۔ تم نے اس مدت میں قرضہ ادا نہ کیا تو تم سے بکریاں چروا کے چھوڑوں گا۔"

حضرت بلالؓ عشاء کی نماز کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا حال بیان کرنے کے بعد کہا:

"یا رسولؐ اللہ! خزانہ میں کچھ نہیں ہے۔ کل وہ مشرک آکر مجھ کو فضیحت کرے گا' اس لئے مجھ کو اجازت عطا ہو کہ میں کہیں نکل جاؤں۔ پھر جب قرضہ ادا کرنے کا سامان ہو جائے گا تو واپس آجاؤں گا۔"

حضورؐ خاموش رہے' نہ مشرک کی نسبت کچھ فرمایا اور نہ بلالؓ کی حمایت و دلدہی کی خاطر کچھ کہا اور حضرت بلالؓ اس خاموشی کو اجازت تصور کرتے ہوئے سامان سفر یعنی تھیلا' جوتی' ڈھال وغیرہ سر کے نیچے رکھ کر سو رہے۔ صبح اٹھ کر سفر پر روانہ ہونے کے لئے تیار ہو رہے تھے کہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہا:

"بلالؓ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا ہے۔ حضرت بلالؓ خدمت اقدس میں پہنچے تو دیکھا کہ چار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے دروازے پر کھڑے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مبارک ہو! یہ اونٹ رئیس فدک نے بھیجے ہیں۔"

حضرت بلالؓ نے بازار میں جا کر انہیں فروخت کیا اور مشرک کا قرضہ ادا کر کے مسجد نبویؐ میں آئے اور حضورؐ سے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! سارا قرضہ ادا ہو گیا۔"

○

بدوؤں کے اژدہام پر حضورؐ کا تحمل:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرما کر واپس آ رہے تھے۔ راہ میں بدوؤں کو خبر ملی کہ ادھر سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہونے والا ہے۔ وہ آس پاس دوڑ دوڑ کر آئے اور حضورؐ سے لپٹ گئے کہ ہمیں بھی کچھ عنایت ہو۔ بدوؤں کے اژدہام سے گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کی آڑ میں کھڑے ہو گئے۔ بدوؤں نے حضورؐ کی چادر مبارک تھام لی اور اسے اپنی طرف کھینچنے لگے۔ اس کشاکش میں حضورؐ کی چادر مبارک جسم اطہر سے اتر کر بدوؤں کے ہاتھ میں رہ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے کی بجائے بڑے تحمل سے فرمایا:

"میری چادر دے دو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر ان جنگلی درختوں کے برابر بھی اونٹ میرے پاس ہوتے تو میں سب تم کو دے دیتا اور پھر تم مجھ کو نہ تو بخیل پاتے اور نہ دروغ گو۔"

○

بدو کی درشتی پر حضورؐ کی خندہ پیشانی:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ ایک بدو آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کا کونہ زور سے کھینچ کر بولا:

"محمدؐ! یہ مال نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے۔ ایک بار شتر دے۔"

صحابہؓ کو بدو کے اس انداز تخاطب سے دکھ بھی ہوا اور انہیں غصہ بھی آیا مگر حضورؐ کی پیشانی پر ہلکی سی شکن بھی نمودار نہ ہوئی بلکہ کمال خندہ پیشانی سے حضورؐ نے اس بدو کے اونٹ کو کچھ جو اور کھجوروں سے لدوا دیا۔

○

تم میں محمدؐ کون ہے؟:

ایک شخص باہر سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے آیا۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں ممتاز جگہ بیٹھنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس لئے اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے حاشیہ نشین صحابہ کرامؓ میں کوئی ظاہری امتیاز نظر نہ آیا۔ اس نے پوچھا:

"محمدؐ کون ہے؟"

صحابہؓ نے اسے بتایا:

"یہی گورے سے آدمی جو ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہیں۔"

اس نے کہا:

"اے ابن عبدالمطلب! میں تم سے نہایت سختی سے سوال کروں گا، خفا نہ ہونا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوشی سوال کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

"جو پوچھنا ہے پوچھو۔"

بدو کہنے لگا:

"اپنے خدا کی قسم کھا کر کہو' کیا خدا نے تم کو تمام دنیا کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہاں!"

پھر بدو نے کہا:

"اپنے خدا کی قسم کھا کر کہو کہ کیا تم کو خدا نے پانچ وقت کی نماز کا حکم دیا ہے؟"

اسی طرح اس نے زکوٰۃ' روزہ اور حج کی نسبت پوچھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برابر "ہاں" فرماتے جاتے تھے۔ جب اس نے تمام احکام سن لئے تو وہ کہنے لگا:

"میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور مجھ کو میری قوم نے بھیجا ہے۔ میں جاتا ہوں اور جو تم نے بتایا ہے' اس میں سے ایک ذرہ نہ زیادہ کروں گا نہ کم۔"

وہ بدو چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر وہ سچ کہتا ہے تو اس نے فلاح پائی۔"

○

حضورؐ کا گالیاں سن کر مسکرانا:

ایک مرتبہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو گالیاں دینے لگا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ خاموشی سے اس کی گالیاں سنتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکراتے رہے۔ آخر کار حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھی غصہ آگیا اور انہوں نے جواب میں اس شخص کو ایک سخت بات کہہ دی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زبان سے وہ بات نکلتے ہی حضورؐ کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے اور آپؐ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دیکھا تو وہ بھی حضورؐ کے پیچھے پیچھے ہو لئے اور راستے میں عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! یہ کیا بات ہے؟ وہ مجھے گالیاں دیتا رہا اور آپؐ مسکراتے رہے' لیکن جب میں نے اسے جواب دیا تو آپؐ ناراض ہو گئے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تک تم خاموش تھے' ایک فرشتہ تمہارے ساتھ رہا اور تمہاری طرف سے اس کو جواب دیتا رہا لیکن جب تم بول اٹھے تو وہ فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا۔ میں شیطان کے ساتھ تو نہیں بیٹھ سکتا۔"

توکل اور خشیت الٰہی

اللہ پر بھروسہ رکھو:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اللہ پر بھروسہ رکھو جیسا کہ بھروسہ رکھنے کا حق ہے تو اس طرح تم کو روزی پہنچائے گا جیسے پرندوں کو روزی پہنچاتا ہے کہ ہر صبح بھوکے جاتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔

(عن عمر بن خطابؓ' مشکواۃ' ترمذی' ابن ماجہ)

○

بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے والے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو (دنیا میں) نہ چوری کرتے تھے اور نہ فال نکالتے تھے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ (اپنے رب) پر بھروسہ رکھتے تھے۔"

(عن ابن عباسؓ' صحیحین)

○

خوف خدا سے رونا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کوئی مومن بندہ نہیں جس کی آنکھوں سے خدا کے خوف سے آنسو اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہوں نکل کر اس کے رخسارے پر گریں اور اللہ اس پر دوزخ کی آگ حرام نہ کردے۔

○

ہر حال میں خدا سے ڈرتے رہو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پوشیدہ اور علانیہ خدا سے ڈرتے رہو۔

○

اللہ کے ڈر سے رونگٹے کھڑے ہونا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مومن مرد کے رونگٹے اللہ کے ڈر سے کھڑے ہوتے ہیں تو اس کے تمام گناہ جھڑ کر صرف نیکیاں باقی رہ جاتی ہیں۔

○

خدا سے ڈر کر عمل کرنا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) میرے سب سے زیادہ نزدیک وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں خدا سے ڈر کر عمل کرتے ہیں۔ وہ کوئی بھی ہوں اور کہیں بھی ہوں۔

○

اللہ کو محبوب دو قطرے اور دو نشان:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز دو قطروں اور دو نشانوں

سے زیادہ محبوب نہیں۔ ایک آنسو کا قطرہ جو خدا کے خوف سے بہایا جائے اور دوسرا خون کا قطرہ جو جہاد فی سبیل اللہ میں گرایا جائے۔ اور دو نشان یہ ہیں' ایک وہ قدم جو جہاد فی سبیل اللہ میں اٹھایا جائے اور دوسرا وہ قدم جو اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کسی فرض کے ادا کرنے کے لئے اٹھایا جائے۔

○

سات شخص جو اللہ کے سائے میں ہوں گے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ اس دن کہ اس کے سوائے کہیں سایہ نہ ہوگا (یعنی قیامت کے دن) ایک عادل بادشاہ۔ دوسرا وہ جوان جو عالم شباب میں خدا کی عبادت میں مشغول ہو۔ تیسرا وہ جس کا مسجد سے دل لگا ہو۔ چوتھے وہ دو آدمی جو آپس میں محض اللہ کے لئے محبت رکھتے ہوں۔ اسی پر مجتمع ہوں اور اسی پر ایک دوسرے سے الگ ہوں۔ پانچواں وہ جس کو خوش شکل عورت گناہ کی ترغیب دے اور وہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ چھٹا وہ آدمی جو اس طرح پوشیدہ صدقہ کرے کہ دائیں ہاتھ سے کرے اور اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ ساتواں وہ جو خلوت میں خدا تعالیٰ کو یاد کرے اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو رواں ہو جائیں۔

○

اعتدال اختیار کرو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اے لوگو! اعتدال اختیار کرو' اعتدال اختیار کرو' اعتدال اختیار کرو۔ اللہ کسی کو تکلیف میں نہیں ڈالتا۔ جب تک تم خود مشقت میں نہ پڑو۔

○

اعمال میں اعتدال:

کسی شخص کو دین میں بصیرت زیادہ نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ اس کے اعمال میں اعتدال اور میانہ روی نہ آجائے۔

○

تین چیزوں میں اعتدال:

کیا اچھا ہے اعتدال تمول میں کیا اچھا ہے اعتدال فقر میں کیا اچھا ہے اعتدال عبادت میں۔

○

اعتدال والی قوم فقیر نہیں ہوتی:

پرہیز کرو مال اور اخراجات میں بے جا صرف کرنے سے اور اعتدال اختیار کرو۔ کوئی قوم کبھی فقیر نہیں ہوتی جب تک اعتدال پر رہے۔

○

طاقت کے مطابق اعمال اختیار کرو:

اسی قدر اعمال اختیار کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تم کو تکلیف میں نہیں ڈالتا جب تک تم خود تکلیف میں نہ پڑو۔

○

حضورؐ سب سے زیادہ عبادت گزار تھے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت الٰہی اور علم سب سے زیادہ تھا اس لئے

حضورؐ سب سے زیادہ خدا ترس اور سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔ باوجود کثیر المشاغل ہونے کے جب حضورؐ عبادت کے لئے کھڑے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سوائے عبادت کے آپؐ کو اور کوئی کام ہے ہی نہیں۔ آپ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ کثرت قیام شب کے باعث آپ کے پیر مبارک پر ورم آگیا تھا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! آپؐ یہ تکلیف و محنت کیوں اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت کی بشارت اور حوض کوثر کی خوشخبری دے دی ہے۔"

حضورؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"

○

حضورؐ کا تمام رات قیام کرنا:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات نماز میں کھڑے رہے اور قرآن کی ایک ہی آیت بار بار پڑھتے رہے۔

○

حضورؐ کی نماز تہجد:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر گیارہ رکعتیں تہجد پڑھا کرتے تھے اور یہ نماز اتنی لمبی ہوتی تھی کہ ایک ایک سجدہ پچاس پچاس آیتوں کے قدر پر ہوتا یعنی حضورؐ اتنی دیر سجدے میں پڑے رہتے جتنی دیر میں کوئی پچاس آیتیں پڑھ لے۔

○

علیؓ! کیا تم تہجد نہیں پڑھتے؟:

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک رات حضورؐ ان کے گھر میں تشریف لے گئے اور دونوں میاں بیوی (حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ) سے فرمایا:

"کیا تم تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟"

حضرت علیؓ اس وقت عالم شباب میں تھے۔ وہ کہنے لگے:

"حضورؐ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ جب وہ اٹھانا چاہے گا' اٹھا دے گا۔"

حضورؐ یہ سن کر واپس چلے گئے اور ناراضگی کی وجہ سے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ ران مبارک پر ہاتھ مارتے جاتے تھے جیسے کوئی بہت افسوس کرتا ہے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔

ترجمہ: "اور انسان اکثر چیزوں کا جھگڑا کرنے والا ہے۔"

ایک دوسرے موقع پر حضورؐ نے فرمایا تھا:

"اگر تمہیں وہ کچھ معلوم ہوتا جو مجھے معلوم ہے تو تم زیادہ رویا کرتے اور تھوڑا ہنسا کرتے۔

○

حضورؐ اور آخری عشرہ رمضان المبارک:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہوتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساری ساری رات عبادت کرتے رہتے۔ حضورؐ اپنے گھر کے لوگوں کو بھی بیدار کرتے اور تہبند مضبوطی سے باندھ کر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔

○

حضورؐ کا نماز میں طویل قیام:

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضورؐ نے اتنا طویل قیام فرمایا کہ میں گھبرا گیا اور میں یہ ارادہ کرنے لگا کہ یا تو بیٹھ جاؤں یا آپؐ کو چھوڑ کر بھاگ جاؤں مگر حضورؐ تھے کہ تھکاوٹ محسوس کر رہے تھے اور نہ طویل قیام سے ان پر گھبراہٹ طاری ہو رہی تھی۔

○

حضورؐ کا نماز میں رونا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خشیت الٰہی میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ ایک صحابیؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ حضورؐ نماز پڑھ رہے ہیں اور رونے کے سبب سے حضورؐ کے شکم مبارک سے تانبے کی دیگ کے جوش کی مانند آواز آ رہی ہے۔

○

حضورؐ کی رات میں تین بار نماز:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک رات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سویا۔ ابھی تھوڑی رات گزری تھی کہ حضورؐ اٹھ کھڑے ہوئے، وضو کیا. اور نماز پڑھی۔ آپؐ نے اس نماز میں اپنے قیام اور رکوع و سجود کو بہت دراز کیا۔ پھر سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔ پھر اٹھے، وضو کیا اور اسی طرح نماز پڑھی اور پڑھ کر پھر سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر اٹھے اور اسی طرح نماز پڑھی۔

اس طرح حضورؐ رات میں تین بار اٹھے اور نماز پڑھی جیسے کوئی سونے سے بیزار ہوتا

ہے اور نماز سے تسکین حاصل کر کے پھر سو جاتا ہے۔

○

حضورؐ کے طویل ارکان نماز:

حضرت ابو عبداللہ حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپؐ نے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ بقرہ شروع کی۔ میں نے خیال کیا کہ سو آیات پڑھ کر رکوع کریں گے مگر آپؐ آگے گزر گئے اور سورۂ بقرہ ختم کر کے سورۂ نساء شروع کر دی۔ پھر میں نے خیال کیا کہ شاید یہ سورۃ ختم کر کے رکوع میں جائیں گے مگر آپؐ نے سورۂ نساء ختم کر کے سورۂ آل عمران شروع کر دی۔ آپؐ قرآن مجید نہایت ٹھہر ٹھہر کر ترتیل سے پڑھتے تھے۔ جس آیت میں تسبیح کا ذکر ہوتا، وہاں تسبیح کہتے اور جہاں سوال یا دعا کا موقع ہوتا، دعا مانگتے۔ سورۂ آل عمران ختم کرنے کے بعد آپؐ نے رکوع کیا اور اس خشوع سے کیا کہ وہ رکوع بھی قیام کی طرح ہو گیا۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور رکوع کی طرح دیر تک قیام کیا پھر سجدہ کیا اور آپؐ کا سجدہ بھی قیام کے قریب ہی تھا۔

○

حضورؐ کا خوشخبری پر سجدۂ شکر:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بھی کوئی خوشی کی خبر آتی تھی تو حضورؐ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے فوراً سجدے میں گر پڑتے تھے۔ قبیلہ ہمدان کے اسلام لانے کی خبر آپؐ کو دی گئی تو آپ نے اس وقت سجدہ شکر ادا کیا۔ ایک دفعہ اور کسی بات کی خبر دی گئی تو آپؐ فوراً سجدہ شکر بجا لائے۔

حضورؐ کا دو رکعتوں کی قضا تمام عمر ادا کرنا:

ایک دفعہ ظہر اور عصر کے درمیان ایک وفد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں باریاب ہوا۔ جس کی وجہ سے آپؐ ظہر کے بعد کی دو رکعت نہ پڑھ سکے۔ نماز عصر کے بعد آپ نے بعض ازواج مطہراتؓ کے حجروں میں جا کر دو رکعت نماز ادا کی۔ چونکہ یہ نماز خلاف معمول تھی، اس لئے ازواج مطہراتؓ نے استفسار کیا۔ آپؐ نے واقعہ بیان فرمایا۔ عام امت کے لئے ایک نماز کی قضا ایک دفعہ کافی ہے لیکن حضورؐ جس چیز کو شروع کرتے تھے، پھر اس کو ترک کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قضا کو تمام عمر ادا کیا۔

راتوں کو نماز پڑھنا حضورؐ کا معمول تھا:

راتوں کو اٹھ اٹھ کر نمازیں پڑھنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک طرح سے معمول تھا۔ گھر کے لوگ جب سو جاتے تو آپؐ چپ چاپ بستر سے اٹھتے اور دعا و مناجات الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ ایک رات میری آنکھ کھلی تو آپؐ کو بستر پر نہ پایا۔ میں سمجھی کہ شاید حضورؐ کسی اور بیوی کے حجرے میں تشریف لے گئے ہیں۔ اندھیرے میں ادھر ادھر ٹٹولا تو دیکھا کہ پیشانی اقدس خاک پر ہے اور آپ سر بسجود دعا میں مصروف ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اپنے شُبے پر بڑی ندامت ہوئی اور وہ دل میں کہنے لگیں کہ سبحان اللہ! ہم کس خیال میں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں۔

نماز میں خلل ڈالنے والی شے سے احتراز:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس چیز سے احتراز فرماتے تھے جو نماز کی حضوری میں خلل ڈالنے کا باعث بنتی تھی۔ ایک دفعہ آپؐ نے ایک چادر اوڑھ کر نماز ادا فرمائی۔ اس چادر کے دونوں طرف حاشئے تھے۔ نماز میں اتفاق سے حاشیوں پر نظر پڑ گئی۔ آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

"یہ چادر لے جا کر فلاں شخص کو دے آؤ اور ان سے سادہ چادر مانگ لاؤ۔"

حضورؐ کی منقش پردے سے بیزاری:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرےؓ میں نماز ادا فرمائی۔ دروازے پر منقش پردہ پڑا ہوا تھا۔ نماز میں اس پر نگاہ پڑ گئی تو اس کے نقش و نگار دل کی حضوری میں خلل انداز ہوئے۔ چنانچہ حضورؐ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا کہ اس پردے کو ہٹا دو۔

یا اللہ! مجھے سزا نہ دینا:

ایک دفعہ مسجد نبویؐ میں عرب بدوؤں کا اتنا ہجوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں پھنس کر پسنے کے قریب ہو گئے۔ مہاجرین نے اٹھ کر ان لوگوں کو ہٹایا۔ حضورؐ لوگوں کے ہجوم سے نکل کر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں داخل ہو گئے اور بہ تقاضائے بشریت زبان سے بددعا نکل گئی۔ حضورؐ نے فوراً قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھ خدا کی بارگاہ میں اٹھائے

اور دعا کی:

"یا باری تعالیٰ! میں ایک انسان ہوں۔ اگر تیرے کسی بندے کو مجھ سے تکلیف پہنچے تو مجھے سزا نہ دینا۔"

○

قبر کی کھدائی سے رقت طاری ہونا:

ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں شریک تھے۔ قبر کھودی جا رہی تھی۔ آپ قبر کے کنارے بیٹھ گئے۔ قبر کی کھدائی کا منظر دیکھتے ہوئے حضورؐ پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ آنسوؤں سے زمین نم ہو گئی۔ پھر حضورؐ نے فرمایا:

"بھائیو! اس دن کے لئے سامان کر رکھو!"

○

اللہ صرف سرکش کو سزا دے گا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس آ رہے تھے۔ راہ میں ایک پڑاؤ ملا۔ کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

"تم کون ہو؟"

انہوں نے جواب دیا:

"یا رسولؐ اللہ! ہم مسلمان ہیں۔"

ایک عورت بیٹھی چولہا سلگا رہی تھی۔ پاس ہی اس کا لڑکا تھا۔ آگ خوب روشن ہو گئی اور بھڑک گئی تو وہ لڑکے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور بولی:

"آپؐ اللہ کے رسول ہیں؟"

حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"ہاں بے شک!"

اس پر اس عورت نے پوچھا:

"ایک ماں اپنے بچے پر جس قدر مہربان ہے' اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہاں' بے شک۔"

یہ سن کر اس عورت نے کہا:

"تو کوئی ماں تو اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالتی۔"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گریہ طاری ہو گیا۔ پھر حضورؐ نے سر اٹھا کر فرمایا:

"خدا صرف اُس بندے کو عذاب دے گا جو سرکش اور متمرد ہے اور اس کو ایک نہیں کہتا۔"

(سنن ابن ماجہ)

○

میدان جنگ میں حضورؐ کا دعا کرنا:

حنین کے معرکہ میں بارہ ہزار فوج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی لیکن کفار کے پہلے ہلے ہی میں فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس فوج ہی کے بھروسے پر میدان جنگ میں اترے ہوتے تو وہ شاید سب سے پہلے بھاگ کر اپنی جان

بچانے کی فکر کرتے لیکن حضورؐ کو جس قوت پر اعتماد تھا، حضورؐ اس کو تنہائی میں بھی اسی طرح ناصر و مددگار سمجھتے تھے جس طرح فوج و لشکر کے ساتھ، چنانچہ عین اس وقت جبکہ دس ہزار تیر انداز تیروں کا مینہ برساتے سیلاب کی طرح بڑھتے چلے آتے تھے اور آپؐ کے پہلو میں چند جاں نثاروں کے سوا کوئی اور باقی نہ رہا تھا، آپؐ سواری سے اتر آئے اور فرمایا:

"میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔"

پھر آپؐ نے بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہو کر نصرت موعودہ کی درخواست کی۔ پھر آپؐ کے حکم پر حضرت عباسؓ نے انصار اور مہاجرین کو پکارا۔ وہ پلٹ کر جمع ہوئے۔ دفعتاً" ہوا کا رخ بدل گیا اور مسلمانوں کی شکست فتح میں بدل گئی۔ مگر دس ہزار تیر اندازوں کے بے پناہ تیروں کو بارگاہ الٰہی میں مناجات و عبادت کی سپر پر روکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کام تھا۔

○

آندھی اور بادل پر حضورؐ کی تشویش:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب کبھی زور سے ہوا چلتی، آندھی آتی یا آسمان پر بادل نمودار ہوتے تو حضورؐ سہم جاتے اور اگر کسی ضروری کام میں مصروف ہوتے، تو اسے چھوڑ کر قبلہ رخ ہو جاتے اور فرماتے:

"اے اللہ! میں تیری بھیجی ہوئی مصیبت سے پناہ مانگتا ہوں۔"

" جب مطلع صاف ہو جاتا یا پانی برس جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسرور ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرماتے۔ ایک دن اسی قسم کا واقعہ پیش آیا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آپؐ سے پوچھا:

"یا رسول اللہ! آپ ایسے موقع پر مضطرب کیوں ہو جاتے ہیں؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عائشہؓ! تجھے کیا معلوم کہ قوم ہود کا واقعہ پیش نہ آئے جس نے بادل دیکھ کر کہا تھا کہ یہ ہماری کھیتوں کو سیراب کرنے والا ہے، حالانکہ وہ عذاب الٰہی تھا۔"

○

علیؓ! تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی شب جبکہ قریش کے بہادر جوان ننگی تلواروں کے ساتھ خوں آشام ارادے لئے کاشانہ اقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ اپنے عزیز اور قوت بازو حضرت علیؓ کو اپنی جگہ بستر پر لٹا دیا حالانکہ اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ قتل گاہ ہے، بستر خواب نہیں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی معلوم تھا کہ ایک قادر کل ہستی ہے جو تختہ مقتل کو فرش گل بنا سکتی ہے۔ حضرت علیؓ کو بستر پر لٹاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال اطمینان سے فرمایا:

"تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔"

اور حضرت علیؓ اطمینان سے بستر پر لیٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح فرمایا تھا، اسی طرح ہوا۔ حضورؐ تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی بدولت قریش کی ننگی تلواروں کے درمیان سے اس طرح گئے تھے کہ انہیں پتہ تک نہیں چلا تھا مگر صبح کے وقت جب انہوں نے بستر نبویؐ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ حضرت علیؓ کو محو خواب دیکھا تو اپنی ناکامی کے شدید دکھ کے باوجود انہوں نے حضرت علیؓ کو کچھ نہیں کہا۔

ایک کافر کی راست گوئی کی تحسین:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ اسلام کے لئے اکثر ان میلوں میں جاتے تھے جو عرب میں مختلف مقامات پر لگتے تھے اور جن میں دور دور کے قبائل آتے تھے۔ ان میں سے عکاظ کا میلہ ایک طرح سے عرب کا قومی میلہ شمار ہوتا تھا۔ عکاظ کے میلے میں ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ اسلام کے لئے وہاں آئے ہوئے مختلف قبیلوں کے رئیسوں سے ملنے کے بعد جب قبیلہ بنو ذہل بن شیبان کے پاس گئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی آپؐ کے ہمراہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رئیس قبیلہ مغروق سے کہا:

"تم نے کسی پیغمبر کا تذکرہ سنا ہو گا، وہ یہی ہیں۔"

مغروق نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کر کے کہا:

"برادر قریش! تم کیا تلقین کرتے ہو؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

"یہ کہ اللہ ایک ہے اور میں اس کا رسول ہوں۔"

پھر حضورؐ نے سورہ انعام کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔

ترجمہ: کہہ دو کہ آؤ میں تمہیں سناؤں کہ خدا نے کیا چیزیں حرام کی ہیں، یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کا حق خدمت بجا لاؤ اور اپنے بچوں کو افلاس کے خیال سے قتل نہ کرو، ہم تم کو اور ان کو، دونوں کو روزی دیں گے۔ فحش باتوں کے پاس نہ جاؤ، وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور آدمی کی جان جس کو خدا نے حرام کیا ہے، ناحق ہلاک نہ کرو۔"

مغروق کے علاوہ اس قبیلے کے دیگر رؤساء مثنیٰ اور ہانی بن قبیصہ بھی اس موقع پر موجود

تھے۔ ان لوگوں نے کلام کی تحسین کی لیکن کہا:

"مدتوں کا خاندانی دین چھوڑ دینا زود اعتقادی ہے۔ اس کے علاوہ ہم کسریٰ کے زیر اثر ہیں اور ہمارا شاہ ایران سے یہ معاہدہ ہو چکا ہے کہ ہم کسی اور کے اثر میں نہیں آئیں گے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی راست گوئی کی تحسین کی اور فرمایا:

"اللہ اپنے دین کی آپ مدد کرے گا۔"

○

کیا تمہارے بعد ریاست ہمیں ملے گی؟:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ اسلام کے لئے قبیلہ بنو عامر کے پاس گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سن کر قبیلے کے ایک معزز شخص نے، جس کا نام بحیرہ بن فراس تھا، کہا:

"اگر یہ شخص میرے ہاتھ آجائے تو میں تمام عرب کو مسخر کرلوں۔"

پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

"اگر ہم تمہارا ساتھ دیں اور تم اپنے مخالفوں پر غالب آجاؤ تو کیا تمہارے بعد ریاست ہم کو ملے گی؟"

حضورؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"یہ اللہ کے ہاتھ ہے۔"

اس پر بحیرہ بن فراس نے کہا:

"واہ ہم اپنا سینہ عرب کے تیروں اور نیزوں کی آماجگاہ بنائیں اور حکومت غیروں کے ہاتھ آئے یہ ہمیں منظور نہیں۔"

حضورؐ نے خاموشی اختیار فرمائی اور معاملہ اللہ کی رضا پر چھوڑ کر وہاں سے چلے آئے۔

اللہ اپنے دین کی مدد کرے گا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرامؓ کے ساتھ حدیبیہ پہنچے تو قبیلہ خزاعہ کا بدیل بن ورقاء اپنی قوم کے چند اشخاص کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہنے لگا:

"قبائل کعب بن لوی اور عامر بن لوی حدیبیہ کے آب کثیر پر اترے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ دودھیل اونٹنیاں عورتوں اور بچوں سمیت ہیں۔"

قبیلہ بنو خزاعہ نے زمانہ جاہلیت میں عبدالمطلب سے عہد موالات کیا تھا۔ اسی کی رو سے بدیل اس موقع پر بغرض خیر خواہی حضورؐ کے پاس آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

"ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے، بلکہ صرف عمرہ کے ارادے سے آئے ہیں۔ قریش اگر چاہیں تو ہم ایک مدت کے لئے ان سے جنگ ملتوی کردیتے ہیں۔ باقی لوگوں سے ہم خود سمجھ لیں گے۔ اگر میں غالب آجاؤں اور بصورت غلبہ وہ میری اطاعت میں آنا چاہیں تو ایسا کرسکتے ہیں۔ اگر انہوں نے انکار کردیا تو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں ان سے ضرور لڑتا رہوں گا، یہاں تک کہ میں اکیلا رہ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ضرور مدد کرے گا۔"

دیکھو! نرمی کرنا سختی نہیں

یمن کے علاقے میں جو بحرین تک پھیلا ہوا تھا اسلام کی تعلیم کے لیے حضورؐ نے اپنے دو صحابہ حضرت مُعاذ بن جَبلؓ اور حضرت ابو موسیٰ اَشعریؓ کو مقرر فرمایا۔ یہ دونوں یمن کے ایک ایک ضلع میں بھیجے گئے۔

جب یہ دونوں مدینے سے روانہ ہونے لگے تو رسولُ اللہؐ نے ان کو بلایا اور فرمایا:

"دیکھو، تم دونوں مل کر کام کرنا، لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا، سختی مت کرنا، خوش خبری سنانا، نفرت مت دلانا۔ تم کو وہ لوگ ملیں گے جو پہلے سے کوئی مذہب رکھتے ہیں، پہلے ان کو بتانا کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی ساتھی نہیں، پھر بتانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے اپنا رسول بناکر بھیجا ہے۔ جب وہ ان دونوں باتوں کو مان لیں تو پھر ان سے کہنا کہ اللہ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے۔ جب وہ اس کو بھی مان لیں تو ان کو بتانا کہ تم پر زکوٰۃ فرض ہے جو امیروں سے لی جائے گی اور غریبوں کو دی جائے گی۔

دیکھو، جب وہ زکوٰۃ دینا قبول کرلیں تو چُن کر صرف اچھا مال نہ لینا۔ مظلوموں کی بد دعا سے ڈرتے رہنا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہے۔"

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہؐ! یمن میں جَو اور شہد کی شراب بنتی ہے۔ کیا یہ بھی حرام ہے؟"

حضورؐ نے فرمایا:

"ہاں، ہر چیز جو نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے۔"

عدل و انصاف

حضورؐ کا عدل شیر خوارگی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ عادل و امین تھے۔ عالم طفولیت میں جب آپ کی رضاعی ماں حلیمہؓ سعدیہ نے آپؐ کو گود میں لیا تو آپؐ نے صرف داہنی چھاتی سے دودھ پیا اور دوسری حلیمہؓ سعدیہ کے اپنے شیر خوار بچے کے لئے چھوڑ دی۔

○

حجرِ اسود کی دوبارہ تنصیب کا فیصلہ:

بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے خانہ کعبہ کی دیواریں کمزور ہو گئی تھیں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ سال قبل خانہ کعبہ کی چھت کو آگ لگ گئی جس سے وہ مسمار ہو گیا۔ اہل مکہ نے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کا فیصلہ کیا۔ خانہ کعبہ کی مرمت کرتے وقت حجر اسود کو دیوار سے نکال لیا گیا تھا۔ جب تعمیر و مرمت کا کام پورا ہو گیا تو حجر اسود کو دوبارہ اس کے مقام پر نصب کرنے کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ اب سوال یہ تھا کہ اس متبرک خدمت کو کون انجام دے؟

خانہ کعبہ کی تعمیر و مرمت کے کام میں تمام قبیلے شامل تھے اور حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب کرنا بہت بڑی عزت تھی۔ ہر قبیلہ یہ عزت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ہر قبیلے بلکہ ہر قبیلے کے ہر فرد کی یہ دلی خواہش تھی کہ یہ کام اس کے سپرد ہو اور وہی اس متبرک خدمت کو سرانجام دے۔ چنانچہ ہر ایک نے اپنے اپنے استحقاق پر زور دیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ اگر میرے سوا کوئی حجر اسود کو ہاتھ لگائے گا تو اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ اس بات پر تکرار ہونے لگی اور تلواریں کھنچ گئیں اور جھگڑے نے یہاں تک طول پکڑا کہ تمام قبائل بگڑ گئے اور ایک دوسرے کے مقابلے پر ڈٹ گئے۔ بزرگوں اور مدبرین نے ہزار چاہا کہ یہ معاملہ کسی طرح نپٹ جائے اور تمام قبائل کسی ایک شخص پر متفق ہو جائیں مگر ایسا نہ ہوا۔ کئی بہتر سے بہتر تجویزیں پیش کی گئیں مگر ان میں سے کسی پر بھی لوگوں کا اتفاق رائے نہ ہوا۔

آخر بزرگوں کو سمجھانے بجھانے پر لوگ اس بات پر راضی ہو گئے کہ اس معاملے میں کسی شخص کو پنچ بنا لیا جائے اور وہ جو فیصلہ کرے، اسے سب قبیلے مان لیں۔ اب سوال یہ تھا کہ پنچ کون ہو۔ اس بارے میں بھی کئی تجویزیں سامنے آئیں۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ صبح کو جو شخص سب سے پہلے خانہ کعبہ میں آئے، اسے پنچ بنا لیا جائے۔

دوسری صبح خانہ کعبہ میں سب سے پہلے داخل ہونے والے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ انہیں دیکھتے ہی سب لوگ پکار اٹھے:

"محمد آ گیا، صادق آ گیا، امین آ گیا۔"

سب نے بلا تامل حضورؐ کو پنچ تسلیم کر لیا کیونکہ تمام لوگ حضورؐ کو سب سے زیادہ سچا اور سب سے بڑا امین مانتے اور جانتے تھے۔ حضورؐ نے لوگوں سے دریافت فرمایا:

"میں جو فیصلہ کروں، کیا وہ تم سب کو منظور ہو گا؟"

سب نے بیک آواز کہا۔ ضرور ہو گا۔

اس پر آپؐ نے اپنی چادر زمین پر بچھادی' اپنے مبارک ہاتھوں سے حجر اسود اٹھا کر اس چادر پر رکھا اور پھر لوگوں سے کہا:

"ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی آگے آئے اور چادر پکڑ لے۔"

ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی آگے آیا۔ سب نے مل کر چادر پکڑی اور حجر اسود کو اس کی جگہ کے پاس پہنچا دیا۔ اس کے بعد حضورؐ نے سب لوگوں سے اجازت لے کر حجر اسود کو اپنے مبارک ہاتھوں سے اٹھایا اور دیوار میں لگا دیا۔ اس طرح حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب کرنے کی عزت میں ہر قبیلہ شریک ہو گیا۔

حضورؐ کے اس فیصلے سے تمام لوگ خوش ہو گئے۔ حضورؐ نے ایک قطرہ خون گرے بغیر جھگڑے کو ایسا نپٹا دیا کہ مخالفین بھی اس کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگ ثالث یا پنچ بناتے تھے اور اپنے تنازعات فیصلے کے لئے آپؐ کے پاس لایا کرتے تھے اور آپؐ کے فیصلے تمام قبائل میں بنظر استحسان دیکھے جاتے تھے۔

○

معاہدہ حلف الفضول:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آغاز شباب تھا جب قریش اور قیس کے قبیلوں کے درمیان جنگ فجار وقوع میں آئی۔ قریش کے تمام خاندانوں نے اس میں اپنی اپنی الگ فوجیں قائم کی تھیں۔ آل ہاشم کے علمبردار زبیر بن عبدالمطلب تھے۔ اسی صف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے۔ اس معرکے میں پہلے قیس' پھر قریش غالب آئے اور بالآخر

صلح پر خاتمہ ہوا۔

جنگ فجار سے واپسی پر زبیر بن عبدالمطلب کی تجویز پر خاندان ہاشم' زہرہ اور تیم عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے اور یہ معاہدہ ہوا کہ ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا اور کوئی ظالم مکہ میں نہ رہنے پائے گا۔

یہ معاہدہ "حلف الفضول" کہلاتا ہے کیونکہ اول اول جن لوگوں کو اس معاہدہ کا خیال آیا' ان کے ناموں میں "فضل" کا لفظ شامل تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاہدہ میں شریک تھے اور عہد نبوت میں فرمایا کرتے تھے:

"اگر اس معاہدہ کے مقابلے میں مجھے سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں نہ بدلتا اور آج بھی کوئی مجھے ایسے معاہدے کے لئے بلائے تو حاضر ہوں۔"

○

اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی!:

ایک دفعہ قریش کے ایک معزز قبیلے کی ایک عورت فاطمہ بنت الاسود چوری کرتی ہوئی پکڑی گئی۔ مقدمہ پیش ہوا اور چوری کا جرم ثابت ہو جانے پر حضورؐ نے شریعت کے احکام کے مطابق ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا۔ عورت کا تعلق چونکہ قریش سے تھا اس لئے عمائد قریش نے شرافت نسبی کی وجہ سے اس سزا کو عار اور بدنامی کا باعث سمجھتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اس عورت کو سزا نہ دی جائے کہ اُس سے ایک امیر خاندان اور معزز قبیلے کی بدنامی ہوگی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

پھر عمائد قریش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت اسامہ بن زیدؓ کے پاس گئے جن سے حضورؐ بہت محبت فرماتے تھے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ سیدھے سادھے آدمی تھے۔ عمائد قریش کے کہنے سے انہوں نے جا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی کہ اس عورت کی سزا معاف کر دی جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن زیدؓ سے بہت محبت فرماتے تھے مگر ان کی زبان سے اس عورت کی سفارش سن کر ناراض ہو گئے اور خفگی کے لہجے میں حضرت اسامہ سے فرمایا۔

"اے اسامہ! اللہ کی مقرر کردہ سزا میں سفارش کو دخل دیتے ہو؟ خبردار آئندہ ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کرنا۔"

اس کے بعد حضورؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ سب لوگوں کو مسجد میں جمع کرو۔ جب سب لوگ آگئے تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہو گئیں کہ جب کوئی امیر آدمی جرم کرتا تھا تو وہ اسے سزا نہیں دیتے تھے اور کوئی غریب آدمی جرم کرتا تھا تو وہ اسے پکڑ لیتے تھے اور سزا دیتے تھے۔ خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو سزا کے طور پر اس کا بھی ہاتھ کاٹا جاتا۔"

اس کے بعد کسی کو حوصلہ نہ ہوا کہ اس عورت کی سفارش کرے اور اسے چوری کی سزا مل کر رہی۔

حضرت عباس کا فدیہ:

حضرت عباسؓ ان دس رؤسائے قریش میں سے تھے جنہوں نے جنگ بدر کے لئے

رسد کا سامان فراہم کرنا اپنے ذمے لیا تھا۔ اس غرض سے حضرت عباسؓ کے پاس بیس اوقیہ سونا تھا۔ چونکہ ان کی نوبت کھانا کھلانے کی نہ آئی اس لئے وہ سونا انہی کے پاس رہا اور ان کی گرفتاری پر مال غنیمت میں شامل کرلیا گیا۔ بدر کے قیدیوں میں سے ہر ایک کا فدیہ حسب استطاعت ایک ہزار درہم سے چار ہزار درہم تک تھا۔ جن کے پاس مال نہ تھا اور وہ لکھنا جانتے تھے، ان میں سے ہر ایک کا فدیہ یہ تھا کہ انصار کے دس نوجوانوں کو لکھنا سکھا دے۔ چنانچہ زید بن ثابت نے اسی طرح لکھنا سیکھا تھا۔

جب قیدیوں کے فدیئے کی بات چلی تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! میں مسلمان ہوں۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ کو تیرے اسلام کا خوب علم ہے۔ اگر تو سچا ہے تو اللہ تجھے جزا دے گا۔ تو اپنے فدیئے کے ساتھ عقیل بن ابی طالب، نوفل بن حارث بن عبدالمطلب اور اپنے حلیف عمرو بن مجدم کا فدیہ بھی ادا کر۔"

یہ سن کر حضرت عباسؓ نے کہا:

"میرے پاس کوئی مال نہیں۔"

اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ مال کہاں ہے جو تو نے اپنی بیوی ام الفضل کے پاس رکھا تھا اور اسے کہا تھا کہ اگر میں لڑائی میں مارا جاؤں تو اتنا فضل کو، اتنا عبداللہ کو اور اتنا عبید اللہ کو ملے۔"

یہ سن کر حضرت عباسؓ نے کہا:

"قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، اس مال کا علم سوائے

میرے اور ام الفضل کے کسی کو نہ تھا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ بات آپؐ کو اللہ کے سوا کسی نے نہیں بتائی اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔"

اس پر حضورؐ نے بغیر کسی رو رعایت کے فرمایا:

"تیرا یہ بیس اوقیہ سونا فدیہ میں شمار نہ ہوگا۔ یہ تو اللہ عزوجل نے ہمیں عطا کیا ہے۔"

چنانچہ حضرت عباسؓ نے اپنے بھائیوں کے بیٹوں اور حلیف کا فدیہ ادا کر دیا۔

○

کسی نبی کی تحقیر نہ کی جائے:

ایک دفعہ ایک مسلمان اور یہودی میں کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ مسلمان نے بات کرتے ہوئے اس طرح قسم کھائی:

"قسم ہے اس خدا کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے افضل پیدا کیا۔"

جواب میں یہودی نے بھی اسی طرح قسم کھائی۔

"قسم ہے اس خدا کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سب سے افضل پیدا کیا۔"

اس پر مسلمان نے غصے میں آ کر یہودی کے طمانچہ کھینچ مارا۔ یہودی نے آ کر بارگاہ رسالتمآب میں شکایت پیش کی۔ اصل جھگڑا تو ایک معمولی سی بات پر تھا۔ جسے حضورؐ نے ذرا کی ذرا میں سلجھا دیا مگر ساتھ ہی معاملہ اس طمانچے کا تھا جو مسلمان نے یہودی کو مارا تھا۔ اس پر آپؐ نے اس مسلمان کو خوب ڈانٹا اور زجر و توبیخ کرتے ہوئے فرمایا:

"جب اس نے یہ کہہ ہی دیا تھا تو تمہیں خاموش ہو جانا چاہیے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام میرے بھائی ہیں۔ جب بصورت مقابلہ میری بڑائی بیان ہو گی تو یقیناً اس میں ان کی تحقیر ہو گی اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی نبی کی تحقیر کرے۔ پس خبردار! آئندہ مجھے

کبھی کسی نبی پر ترجیح نہ دینا خصوصاً اس حیثیت میں جب کہ دو کا مقابلہ ہو۔"

○

کھیت کو پانی لگانے کا جھگڑا:

ایک دفعہ حضرت زبیرؓ اور ایک انصاری میں کھیت کے پانی پر جھگڑا ہو گیا۔ انصاری کہتا تھا کہ پہلے میں اپنے کھیت کو پانی دوں گا اور زبیرؓ کہتے تھے کہ پہلے میں دوں گا۔ دونوں نے اپنا مقدمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضورؐ نے مقام متنازعہ کا نقشہ طلب کیا۔ نقشہ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اس پانی کے قریب پہلے حضرت زبیرؓ کا کھیت ہے اور اس کے بعد انصاری کا کھیت ہے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا کہ

"پہلے زبیرؓ اپنے کھیت کو پانی لگالیں اور اس کے بعد پانی انصاری کو دے دیں۔"

انصاری یہ سن کر کسی قدر غصے میں آگیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا۔

"حضرت زبیرؓ آپ کے رشتہ دار ہیں' اس لئے آپؐ نے ان کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انصاری کی یہ بات ناگوار معلوم ہوئی مگر حضورؐ نے طیش میں آئے بغیر کمال تحمل سے فرمایا۔

"اے نادان! اگر میں نے بھی انصاف نہ کیا تو پھر کون انصاف کرے گا؟ خدا کی قسم! جس نے جانبداری سے کام لیا اور انصاف چھوڑ دیا' وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔"

○

طائف کا محاصرہ کرنے والا رئیس:

طائف کے محاصرہ کے موقع پر جس رئیس نے طائف کی حصار بندی کی تھی اس نے طائف والوں کو اتنا دبایا کہ وہ عاجز آ کر مصالحت پر اتر آئے۔ رئیس نے ان کی بہت سی اشیاء پر قبضہ کرلیا۔ جب امن و امان قائم ہوگیا تو مغیرہ نے اس رئیس کے خلاف حضورؐ کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا کہ "اس رئیس نے ہمارے چشمے پر ناجائز قبضہ جما لیا ہے اور اس نے میری پھوپھی کو بھی بند کر رکھا ہے۔"

حضورؐ نے اس رئیس کو بلا کر جواب طلب کیا اور کوئی معقول وجہ نہ پا کر مغیرہ کی پھوپھی کو واپس کرا دیا اور وہ چشمہ جو حکومت کے لئے بے حد اہم، مفید اور ضروری تھا، وہ بھی واپس دلا دیا حالانکہ اس رئیس نے یہ دونوں اشیاء اس وقت اپنے قبضے میں لی تھیں جبکہ اہل طائف ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر حضورؐ کی عدالت سے ہر کسی کو یہ توقع ہوتی تھی کہ وہاں ضرور انصاف ہوگا اور حقدار کو اس کا حق لازماً ملے گا۔

○

باپ کا بدلہ بیٹے سے نہیں لیا جاسکتا:

ایک دفعہ قبیلہ بنو ثعلبہ کے چند افراد مدینہ منورہ آئے تو ایک انصاری نے ان پر دعویٰ دائر کر دیا اور حضورؐ سے عرض کیا:

"حضورؐ ان لوگوں کے مورث اعلیٰ نے ہمارے خاندان کے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ آپؐ انصاف کیجئے اور اس کے بدلے میں ان کا ایک آدمی قتل کرا دیجئے۔"

انصاری کی بات سن کر حضورؐ نے فرمایا:

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ قتل کرے مورث اعلیٰ اور پکڑا

جائے آنے والی نسلوں کو۔۔۔ باپ کا بدلہ بیٹے سے نہیں لیا جا سکتا۔"

انصاری جو پہلے بہت جوش میں بھرا بیٹھا تھا۔ حضورؐ کی بات سنتے ہی اس کا سارا جوش فرو ہو گیا اور اس نے اپنا دعویٰ واپس لے لیا کیونکہ حضورؐ کی بات نے اس پر یہ حقیقت واضح کر دی تھی کہ اسلام کی رو سے ایک شخص کا بار دوسرے پر نہیں ڈالا جا سکتا۔

○

ایک یہودی اور مسلمان کے درمیان جھگڑا:

مدینے میں ایک دفعہ ایک یہودی اور ایک مسلمان کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ پہلے تو آپس میں تکرار ہوتی رہی، پھر یہودی نے کہا:

"چلو، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس کا فیصلہ کرا لیں۔"

چونکہ یہودی جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجے کے منصف اور عادل ہیں، اس لئے مذہبی طور پر شدید مخالفت رکھنے کے باوجود وہ اپنے اکثر مقدمات حضورؐ ہی کے پاس لایا کرتے تھے۔ مسلمان چونکہ جھوٹا اور منافق تھا، اس لئے وہ حضورؐ کے سامنے آنے سے ہچکچاتا تھا۔ اس نے کہا:

"وہاں جانے کی بجائے چلو تمہارے یہودی سردار کعب بن اشرف کے پاس اپنا مقدمہ لے چلیں۔ وہ قریب بھی ہے اور تمہارا ہم مذہب بھی ہے۔ اس نے اگر میرے حق میں فیصلہ دے دیا تو تم یہ اعتراض تو نہیں کر سکو گے کہ اس نے ہم مذہب ہونے کی وجہ سے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے۔"

یہودی جانتا تھا کہ کعب بن اشرف رشوت خور ہے۔ جو اسے زیادہ رشوت دیتا ہے، وہ اسی کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہے اس لئے وہ حضورؐ ہی کے پاس مقدمہ لے جانے پر اصرار

کرتا رہا۔ مجبوراً مسلمان کو ماننا پڑا اور وہ دونوں اپنا مقدمہ حضورؐ کے پاس لے گئے۔ مقدمہ حضورؐ کے سامنے پیش ہوا۔ شہادتیں لی گئیں اور حضورؐ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا' اس لئے کہ شہادتوں کے مطابق وہ سچا اور مسلمان جھوٹا تھا۔

اس مسلمان کی بدبختی کہ اس نے باہر نکل کر یہودی سے کہا:

"آخر حضورؐ بھی تو انسان ہی ہیں۔ ممکن ہے کہ غلطی کھا گئے ہوں۔ چلو عمر فاروقؓ کے پاس چلتے ہیں۔ ان کا گھر راستے ہی میں ہے۔ ان سے بھی فیصلہ لے لیتے ہیں۔"

یہودی ساتھ ہو لیا۔ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے' مقدمہ پیش ہوا تو یہودی نے ساتھ ہی پچھلی سرگزشت سنا دی۔

"آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے حق میں فیصلہ دے چکے ہیں اور چونکہ اس شخص کو اس فیصلے پر اطمینان نہیں ہے اس لئے یہ مجھے یہاں کھینچ لایا ہے اور اپنا مقدمہ آپ کے پاس لایا ہے۔"

حضرت عمر فاروقؓ اٹھے' اندر گئے اور تلوار لا کر اس مسلمان کا سر تن سے جدا کر دیا اور کہنے لگے:

"جو حضورؐ کے فیصلے کو قبول نہیں کرتا' اس کی سزا یہی ہے۔"

جب اس قتل کی اطلاع حضورؐ کو ہوئی تو آپؐ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا:

"تم نے یہ کیا کیا؟"

حضرت عمر فاروقؓ ابھی جواب نہ دے پائے تھے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی جس نے حضرت عمرؓ کے فیصلے کی تصدیق فرمائی۔

یا رسول اللہ! عدل کیجئے!:

غزوہ حنین کے بعد جب آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ تو ذوالخویصرہ راس الخوارج نے کہا:

"یا رسولؐ اللہ! عدل کیجئے۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"تجھ پر افسوس! اگر میں عدل نہ کروں تو اور کون کرے گا؟ اگر میں عادل نہیں تو تو ناامید و زیاں کار ہے۔"

حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"اسے جانے دو کیونکہ اس کے ساتھی ایسے ہیں کہ ان کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے مقابلے میں تم اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ دین سے یوں نکل جاتے ہیں جیسے تیر شکار میں سے نکل جاتا ہے۔"

تقاضا کرنے والے کا حق:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کچھ کھجوریں ادھار لی تھیں۔ جب اس نے واپسی کا تقاضا کیا تو حضورؐ نے فرمایا:

"آج ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ مہلت دیجئے کہ کچھ آجائے تو ادا کردیں۔"

یہ سن کر وہ شخص بولا:

"آہ بے وفائی!"

اس پر حضرت عمر فاروقؓ کو غصہ آگیا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"عمرؓ! جانے دو۔ صاحب حق کو ایسا ویسا کہنے کا حق ہے۔"

پھر آپؐ نے حضرت خولہ بنت حکیم انصاریہ سے کھجوریں منگوا کر اس شخص کے حوالے کیں۔

○

اس کا حق ادا کر دو:

حضرت ابو حدرد اسلمی کہتے ہیں کہ مجھ پر ایک یہودی کا چار درہم قرض تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر کا ارادہ فرما رہے تھے۔ یہودی نے مجھ سے تقاضا کیا' میں نے مہلت مانگی۔ وہ نہ مانا اور مجھے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ حضورؐ نے مجھ سے دو دفعہ فرمایا:

"اس کا حق ادا کر دو!"

میں نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! آپ ہم خیبر کا ارادہ فرما رہے ہیں۔ شاید وہاں سے ہمیں کچھ مال غنیمت ہاتھ لگے۔"

یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا:

"اس کا حق ادا کر دو۔"

یہ قاعدہ تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بات کے لیے تین مرتبہ فرما دیتے تو پھر کوئی عذر نہ کیا جاتا۔ میرے پاس بدن پر ایک تہہ بند اور سر پر عمامہ تھا۔ میں نے

اس یہودی سے کہا:

"اس تہہ بند کو مجھ سے خرید لو۔"

چنانچہ اس نے وہ تہہ بند چار درہم میں لے لیا اور میں نے عمامہ سر سے اتار کر کمر سے لپیٹ لیا۔۔۔۔ایک عورت میرے پاس سے گزری تو اس نے اپنی چادر مجھے اڑھا دی۔

○

جب سرقؓ نے دو اونٹ خریدے:

سرق نام کے ایک صحابی تھے۔ ان کا اصل نام تو کچھ اور تھا۔ مگر ایک خاص واقعے کی بنا پر وہ اس نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک بدوی دو اونٹ لے کر آیا جو انہوں نے خرید لئے۔ پھر وہ اونٹ لے کر قیمت لانے کے بہانے سے گھر میں داخل ہوئے اور گھر کے پچھلے دروازے سے باہر نکل گئے۔ باہر نکل کر انہوں نے ان اونٹوں کو بیچ کر اپنی حاجت پوری کی۔ ان کا خیال تھا کہ بدوی چلا گیا ہو گا مگر وہ واپس آئے تو دیکھا وہ بدوی وہیں ان کے دروازے پر کھڑا ہے۔ وہ انہیں پکڑ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گیا اور واقعہ عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا:

"تم نے ایسا کیوں کیا؟"

انہوں نے جواب دیا:

"یا رسول اللہ! میں نے اونٹوں کو بیچ کر اپنی حاجت روائی کی ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بدوی کو قیمت ادا کر دو۔"

انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! میرے پاس کچھ نہیں ہے۔"

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

"تو سرق ہے۔"

پھر حضورؐ نے بدوی سے فرمایا:

"اسے لے جاؤ اور اسے بیچ کر اپنی قیمت وصول کر لو۔"

بدوی انہیں غلاموں کی طرح پکڑ کر بازار میں لے گیا۔ لوگ اس بدوی سے ان کی قیمت پوچھنے لگے۔ بدوی نے لوگوں سے پوچھا:

"تم اسے خرید کر کیا کرو گے؟"

لوگوں نے جواب دیا:

"ہم خرید کر اسے آزاد کر دیں گے۔"

یہ سن کر بدوی نے کہا:

"تمہاری نسبت میں ثواب کا زیادہ مستحق اور خواہاں ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے بدوی ان سے مخاطب ہوا۔

"جاؤ، میں نے تمہیں آزاد کر دیا"

تم مجھؐ سے قصاص لے لو:

ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور آپؐ پر جھک گیا۔ حضورؐ نے کھجور کی ایک خشک شاخ سے جو حضورؐ کے دست مبارک میں تھی، اسے ٹھوکا دیا جس سے اس کے منہ پر خراش آ گئی۔ حضورؐ نے فی الفور

فرمایا:

"تم مجھ سے قصاص لے لو۔"

اس شخص نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! میں نے معاف کر دیا۔"

○

اپنا قصاص لے لو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غزوۂ بدر کی صف آرائی کر رہے تھے۔ حضورؐ کے دست مبارک میں ایک تیر کی لکڑی تھی جس سے کسی کو آپؐ اشارہ فرماتے کہ آگے ہو جاؤ اور کسی سے ارشاد فرماتے تھے کہ پیچھے ہو جاؤ۔ حضرت سواد بن غزیہ انصاریؓ جو صف سے آگے نکلے ہوئے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تیر کی لکڑی سے ان کے پیٹ کو ٹھوکا دیا اور فرمایا:

"اے سواد! برابر ہو جاؤ!"

حضرت سواد نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! آپؐ نے مجھے ضرب شدید لگائی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق و انصاف کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپؐ مجھے قصاص دیں۔"

یہ سن کر حضورؐ نے اپنا شکم مبارک ننگا کر دیا اور فرمایا:

"اپنا قصاص لے لو۔"

اس پر حضرت سواد رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گلے لپٹ گئے اور آپؐ کے شکم مبارک کو بوسہ دیا۔ حضورؐ نے پوچھا:

"اے سواد! تو نے ایسا کیوں کیا؟"

سواد نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! موت حاضر ہے۔ میں نے چاہا کہ آخر عمر میں میرا بدن آپ کے بدن اطہر سے مس کر جائے۔"

یہ سن کر آپ نے سوادؓ کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

○

عینی شہادت کی عدم موجودگی:

فتح خیبر کے بعد جب صلح ہو کر وہاں کی زمین مجاہدین میں تقسیم کر دی گئی تو عبداللہؓ بن سہل ایک دفعہ کھجوروں کی بٹائی لینے کے لیے گئے۔ ان کے عم زاد محیصہ ساتھ تھے۔ عبداللہؓ گلی میں جا رہے تھے کہ کسی نے ان کو قتل کر کے لاش ایک گڑھے میں ڈال دی۔ محیصہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر استغاثہ کیا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"کیا تم قسم کھا سکتے ہو کہ عبداللہؓ کو یہودیوں نے قتل کیا ہے؟"

محیصہ نے جواب دیا:

"یا رسول اللہ! میں نے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"تو یہودیوں سے حلف لے لیا جائے۔"

محیصہ بولے:

"یا رسول اللہ! یہودیوں کی قسم کا کیا اعتبار؟ وہ تو سو دفعہ جھوٹی قسم کھا لیں گے۔"

خیبر میں یہودیوں کے سوا اور کوئی قوم آباد نہ تھی اس لئے یہ یقینی بات تھی کہ یہودیوں

نے حضرت عبداللہؓ بن سہل کو قتل کیا ہے تاہم چونکہ کوئی عینی شہادت موجود نہ تھی اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں سے تعرض نہیں فرمایا اور محیصہ کو خون بہا کے سو اونٹ بیت المال سے دلوا دیئے۔

ایک یتیم کا دعویٰ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عدالت میں ایک دفعہ ایک یتیم نے ایک شخص پر ایک نخلستان کے متعلق دعویٰ پیش کیا مگر وہ دعویٰ ثابت نہ ہو سکا اور حضورؐ نے وہ نخلستان مدعی یتیم کی بجائے مدعا علیہ کو دلا دیا۔ وہ یتیم اس پر رو پڑا۔ حضورؐ کو رحم آیا اور آپؐ نے مدعا علیہ سے کہا:

"تم یہ نخلستان اس کو دے دو۔ اللہ تمہیں اس کے بدلے جنت دے گا۔"

وہ شخص اس ایثار پر راضی نہ ہوا۔ ابودرداؓ صحابی حاضر تھے۔ انہوں نے اس شخص سے کہا:

"تم اپنا یہ نخلستان میرے فلاں باغ سے بدلتے ہو؟"

اس نے آمادگی ظاہر کی۔ حضرت ابودرداؓ نے اس نخلستان کے عوض اپنا باغ اس شخص کے حوالے کیا اور نخلستان اپنی طرف سے اس یتیم کو ہبہ کر دیا۔

یہودیوں میں برابر کا قصاص جاری کرنا:

مدینے کے یہودی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہونے کے باوجود اپنے مقدمات آپؐ ہی کی بارگاہ عدالت میں لاتے تھے اور حضورؐ ان مقدمات

کا فیصلہ ان کی شریعت کے مطابق فرماتے تھے۔ اسلام سے پہلے یہودیان بنو نضیر و بنو قطریظہ کے درمیان عزت و شرافت کی عجیب و غریب حد قائم تھی۔ اگر کوئی قریظی کسی نضیری کو قتل کر دیتا تھا تو قصاص میں وہ قتل کیا جاتا تھا لیکن کوئی قریظی کسی نضیری کے ہاتھ سے مارا جاتا تو اسے خوں بہا کے طور پر سو بار شتر چھوہارے ادا کرنے پڑتے تھے۔ اسلام کے ظہور کے بعد جب مدینے میں ایسا ایک واقعہ پیش آیا تو بنو قریظہ نے بنو نضیر کے خلاف اپنا مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تو حضورؐ نے فوراً توراۃ کے حکم آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت، جان کے بدلے جان" کے مطابق دونوں قبیلوں میں برابر کا قصاص جاری کر دیا۔

○

جب ماغز اسلمی نے اعترافِ گناہ کیا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حد اور قصاص کے معاملات میں نہایت احتیاط فرماتے تھے۔ حتی الوسع درگزر کرنا چاہتے اور نرمی اور مہربانی فرماتے تھے مگر یہ نرمی اور مہربانی اس وقت تک کی جاتی تھی جب تک جرم ضابطے میں نہیں آجاتا تھا۔ ضابطے میں آجانے کے بعد اللہ کے حکم کی تعمیل قطعی ہوتی تھی۔

ماغز اسلمی ایک صاحب تھے جو مبتلائے زنا ہو گئے تھے۔ وہ مسجد نبویؐ میں آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! میں نے بدکاری کی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھرلیا۔ وہ دوسری سمت آئے اور اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔ حضورؐ نے اور طرف منہ پھرلیا۔ حضورؐ بار بار منہ پھیر لیتے اور وہ بار بار سامنے آ

کر زنا کا اقرار کرتے۔

بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمہیں جنون تو نہیں ہے؟"

ماغر اسلمی نے جواب دیا:

"یا رسولؐ اللہ! نہیں۔"

حضورؐ نے پھر دریافت فرمایا۔

"تمہاری شادی ہو چکی ہے؟"

ماغر اسلمی نے جواب دیا:

"یا رسولؐ اللہ! ہاں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم نے صرف ہاتھ لگایا ہوگا۔"

ماغر اسلمی نے جواب میں کہا:

"نہیں، یا رسولؐ اللہ! بلکہ مجامعت کی ہے۔"

آخر مجبور ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماغر اسلمی کے سنگسار کیے جانے کا حکم سنا دیا۔

○

جب ایک عورت نے اعتراف گناہ کیا:

ایک دفعہ قبیلہ غامدہ کی ایک عورت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اظہار کیا:

"یا رسول اللہ! میں نے بدکاری کی۔ مجھے پاک کر دیجئے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"واپس جاؤ۔"

وہ عورت دوسرے دن پھر آئی اور اس نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! کیا آپ مجھ کو ماعز کی طرح چھوڑ دینا چاہتے ہیں؟ خدا کی قسم! مجھ کو حمل رہ گیا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا:

"واپس چلی جاؤ۔"

وہ عورت چلی گئی اور تیسرے دن واپس آکر عرض کیا:

"یا رسول اللہ! مجھے پاک کر دیجئے۔"

حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"بچے کے پیدا ہونے تک انتظار کرو۔"

جب عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو وہ بچے کو گود میں لئے ہوئے آئی۔ حضورؐ نے فرمایا:

"بچے کے دودھ پینے کی مدت تک انتظار کرو۔ جب بچے کا دودھ چھوٹ جائے، تب آنا۔"

جب رضاعت کا زمانہ گزر گیا تو وہ پھر آحاضر ہوئی۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور ہو کر اس کے سنگسار کئے جانے کا حکم دیا۔ حکم کے مطابق لوگوں نے اس پر پتھر برسانے شروع کئے۔ ایک صاحب کا پتھر اس کے

چہرے پر لگا اور خون کی چھینٹیں اڑ کر ان کے چہرہ یا لباس پر آئیں۔ انہوں نے اس کو گالی دی اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صاحب سے فرمایا:

"زبان روکو! خدا کی قسم۔ اسنے ایسی توبہ کی ہے کہ جبراً محصول لینے والا بھی یہ توبہ کرتا تو بخش دیا جاتا۔"

○

پیالہ توڑنے کا کفارہ:

ام المومنین حضرت صفیہؓ کو کھانا پکانے میں خاص سلیقہ تھا۔ ایک دن حضرت صفیہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ دونوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا پکایا۔ حضرت صفیہؓ کا کھانا پہلے تیار ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں تشریف فرما تھے۔ حضرت صفیہؓ نے وہیں ایک لونڈی کے ہاتھ کھانا بھجوا دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنی محنت کو یوں برباد جاتے دیکھ کر جھنجلا اٹھیں اور ایک ایسا ہاتھ مارا کہ لونڈی کے ہاتھ سے پیالہ چھوٹ کر گر پڑا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی کے ساتھ پیالے کے ٹکڑوں کو چننے لگے اور لونڈی سے فرمایا:

"تمہاری ماں (حضرت عائشہؓ) کو غصہ آگیا۔"

چند لمحوں کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اپنے فعل پر خود ندامت ہوئی تو انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! اس جرم کا کیا کفارہ ہو سکتا ہے؟"

آپؐ نے فرمایا:

"ایسا ہی پیالہ اور ایسا ہی کھانا۔" (بخاری)

چنانچہ انہوں نے ایک نئے پیالے میں کھانا ڈال کر حضرت صفیہؓ کو واپس بھجوایا۔

مرض الموت میں حضورؐ کا اعلان:

مرض الموت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا:

"اگر میں نے کسی کی جان و مال یا آبرو کو صدمہ پہنچایا ہو تو میری جان و مال اور آبرو حاضر ہے' اسی دنیا میں مجھ سے بدلہ لے لے۔"

سارے مجمع میں سناٹا تھا۔ صرف ایک شخص نے چند درہم کا دعویٰ کیا جو اسے دلوا دیئے گئے۔

عفو و درگزر

معاف کرنا حضورؐ کا وصف تھا:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ طبعاً فحش گو تھے اور نہ تکلف سے فحش کہنے والے تھے۔ نہ بازاروں میں با آواز بلند گفتگو کرتے تھے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ معاف کرتے اور درگزر فرماتے تھے۔

(ترمذی)

○

عفو و درگزر کرنے والے کا مقام:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عفو کرنے سے اللہ تعالیٰ آدمی کی عزت بڑھاتا ہے۔

(عن ابو ہریرہؓ مسلم)

○

حضورؐ نے کبھی کسی کو نہیں مارا:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ

سے کبھی کسی کو نہیں مارا۔ نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو، مگر یہ کہ فی سبیل اللہ جہاد کیا کرتے اور کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ نے دکھ دینے والے سے انتقام لیا ہو۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے محارم کی ہتک کی جاتی تو آپ اللہ کی خاطر ضرور انتقام لیتے۔

(مسلم)

○

حضورؐ کی قیدیوں سے نرمی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ (جو اس وقت تک اسلام نہ لائے تھے) جب دوسرے قیدیوں کے ساتھ ایک قیدی کی حیثیت سے پیش ہوئے تو صحابہؓ نے پہلی رات ان سب کی مشکیں باندھ دیں تاکہ بھاگ نہ جائیں۔ چونکہ سب قیدی مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیئے گئے تھے۔ اس لئے جب حضورؐ نماز کے لئے اٹھے تو کراہنے کی آواز سنی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت عباسؓ کی مشکیں ذرا زور سے کس کر باندھ دی گئی ہیں اور وہ درد کی تکلیف سے کراہ رہے ہیں۔ حضورؐ نے اسی وقت حکم دیا:

"تمام قیدیوں کی مشکیں کھول دو تاکہ انہیں تکلیف نہ ہو۔"

○

حضورؐ کا حاتم طائی کی بیٹی سے سلوک:

ایک جنگ میں یمن کے مشہور سخی حاتم طائی کی لڑکی گرفتار ہو کر آئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بڑی عزت اور احترام سے رکھا اور فرمایا:

"تمہارے شہر کا کوئی آدمی یہاں آیا تو تمہیں اس کے ساتھ رخصت کر دوں گا۔"

چنانچہ حضورؐ نے نہ صرف اسے بلکہ اس کے تمام خاندان کے قیدیوں کو بغیر کسی فدیئے

یا معاوضے کے رہا کر کے واپس بھجوا دیا۔

○

حضورؐ کا حلیمہ سعدیہؓ کی بیٹی سے سلوک:

غزوۂ حنین کے بعد جب اسیران جنگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے تو ان میں سے ایک بی بی نے عرض کیا:

"میں آپؐ کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ کی دختر شیما ہوں اور آپؐ کی رضاعی بہن ہوں۔"

حضورؐ نے اس کا ثبوت طلب کیا تو اس نے کہا:

"میں بچپن میں آپؐ کو کھیلایا کرتی تھی۔ ایک دفعہ آپ نے میری پشت میں کاٹ لیا تھا جس کا نشان اب بھی موجود ہے۔"

چنانچہ اس نے حضورؐ کو وہ نشان دکھایا۔ حضورؐ نے فوراً اپنی چادر مبارک زمین پر بچھا دی اور اسے اس چادر پر نہایت عزت سے بٹھایا اور فرمایا:

"میں تمہارا بھائی ہوں۔ میرے پاس رہو یا اپنے قبیلے میں جانا پسند کرو۔ کسی حال میں تمہاری توقیر میں فرق نہ آئے گا۔"

شیما سعدیہ نے اپنے قبیلے میں جانا پسند کیا۔ حضورؐ نے اسے ایک کنیز، ایک غلام اور بھیڑ بکریوں کا ایک ریوڑ عنایت فرمایا۔ حضورؐ کی اس تواضع اور خاطرداری سے متاثر ہو کر شیما سعدیہ نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

○

حضورؐ کا اپنے جانی دشمن کو معاف کرنا:

غزوۂ نجد (جمادی الاول ۴ ہجری) سے واپس آتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو ایک گھنے جنگل میں دوپہر ہو گئی۔ حضورؐ ایک درخت کے سائے میں اترے اور اپنی تلوار اس درخت سے لٹکا دی۔ صحابہ کرامؓ بھی ایک ایک کر کے درختوں کے سائے میں اتر پڑے اور آرام کرنے لگے۔ غورث بن حارث نام کا ایک بدو موقع پا کر حضورؐ کو سوتے دیکھ کر آیا اور آکر حضورؐ کی تلوار کھینچ لی۔ حضورؐ بیدار ہوئے تو بدو تلوار کھینچے سر پر کھڑا تھا۔ وہ کہنے لگا:

"اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟"

حضورؐ نے کمال تحمل اور اطمینان سے جواب دیا:

"اللہ!"

یہ سن کر غورث بن حارث پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ اس نے تلوار نیام میں کر لی اور حضورؐ کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضورؐ نے صحابہؓ کو آواز دے کر بلایا اور انہیں غورث بن حارث کا ماجرا سنایا۔ صحابہؓ کی خواہش تھی کہ اسے گرفتار کر کے سزا دی جائے مگر حضورؐ نے اسے جانے دیا اور کوئی سزا نہ دی۔

○

حضورؐ کی منافقوں کے ساتھ نرمی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنی مصطلق (شعبان ۵ ہجری) سے واپس آ رہے تھے۔ اثنائے راہ میں ایک انصاری اور ایک مہاجر میں کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ طیش میں آکر مہاجر نے انصاری کے تھپڑ کھینچ مارا۔ اس پر انصاری نے انصار کو مدد کے لئے پکارا تو مہاجر

نے بھی مہاجرین کو مدد کے لئے آواز دی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو پوچھا:

"یہ کیا معاملہ ہے؟"

جب سارا ماجرا عرض کیا گیا تو حضورؐ نے فرمایا:

"یہ دعویٰ جاہلیت اچھا نہیں۔"

حضورؐ کی مداخلت سے معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے سنا تو کہنے لگا:

"اگر ہم اس سفر سے بخیریت مدینے میں پہنچ گئے تو ہم معزز لوگ کمینوں کو مدینے سے نکال دیں گے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! آپ مجھے اجازت دیں کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں!"

حضورؐ نے جواباً فرمایا:

"اسے جانے دو کیونکہ لوگ یہی کہیں گے کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔"

○

حضورؐ کا عبداللہ بن ابی سے سلوک:

عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے خلاف سازشوں میں وہ ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا رہا۔ واقعہ افک میں حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگانے والوں کا سرغنہ بھی وہی تھا۔ غزوۂ احد میں اس نے عین میدان کارزار میں مسلمانوں کے ساتھ غداری کی تھی اور اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر واپس مدینے چلا گیا تھا۔ حضورؐ کو اس کی تمام حرکات کا علم تھا لیکن آپؐ ہمیشہ درگزر فرماتے۔ جب وہ فوت ہوا تو

حضورؐ نے اس کے کفن کے لئے اپنا پیراہن مبارک عطا فرمایا۔ عبداللہ بن ابی نے اسلام سے قبل کسی وقت حضورؐ کے چچا کو ایک کرتا دیا تھا۔ یہ حضورؐ کی طرف سے اس کے احسان کا بدلہ تھا۔ جب حضورؐ اس کے جنازہ کی نماز پڑھنے لگے تو حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! کیا آپؐ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں تو جس نے فلاں فلاں موقع پر ایسا ایسا کہا اور فلاں فلاں موقع پر ایسا ایسا کیا؟"

اس پر حضورؐ نے مسکرا کر فرمایا:

"عمرؓ! چھوڑو ان باتوں کو۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ستر سے زیادہ بار استغفار سے اس کی بخشش ہو سکتی ہے تو میں اس سے بھی زیادہ پڑھتا۔"

○

حضورؐ کا عمیر بن وہب سے سلوک:

غزوۂ بدر کے کچھ دن بعد خانہ کعبہ میں عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ عمیر بن وہب شیاطین قریش میں سے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو ستانے اور اذیتیں دینے میں پیش پیش رہتا تھا۔ اس کا بیٹا وہب بدر کے اسیران جنگ میں تھا۔ عمیر نے دلی دکھ کا اظہار کرتے ہوئے صفوان سے کہا:

"بدر میں ہمارے ساتھیوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں سے کیا کیا مصیبتیں اٹھائیں۔ ظالموں نے کس بے رحمی سے ان کو گڑھے میں پھینک دیا۔ اللہ کی قسم! اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جسے میں ادا نہیں کر سکتا اور عیال نہ ہوتا جس کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے تو میں سوار ہو کر محمدؐ کو قتل کرنے جاتا کیونکہ اب تو ایک بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا ان کے ہاتھ میں گرفتار ہے۔"

اس پر صفوان بن امیہ نے کہا:

"تمہارا قرض میں ادا کر دیتا ہوں۔ تمہارا عیال میرے عیال کے ساتھ رہے گا۔ میں تمہارے بال بچوں کا کفیل ہوں جب تک وہ زندہ ہیں۔"

دونوں کے درمیان یہ رازدارانہ گفتگو ہونے کے بعد عمیر بن وہب زہر میں بجھی ہوئی تلوار لے کر مدینے روانہ ہو گیا۔ جب وہ مدینہ پہنچا تو اس وقت حضرت عمر فاروقؓ مسلمانوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے غزوۂ بدر میں مسلمانوں پر خدا کی عنایات کا ذکر کر رہے تھے۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت اس کا ارادہ بھانپ لیا اور شمشیر بدست عمیر بن وہب کو روکنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ مگر حضورؐ نے کمال تحمل سے عمیر کو اپنے پاس بلوایا اور پوچھا:

"عمیر! کیوں کر آنا ہوا؟"

عمیر بن وہب نے جواب دیا:

"اپنے بیٹے کے لئے جو آپ کے پاس اسیرانِ جنگ میں ہے۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"اگر بیٹے کے لئے آئے ہو تو گلے میں تلوار آڑی کیوں لٹکائی ہے؟ سچ بتاؤ کس لئے آئے ہو؟"

عمیر بن وہب نے کہا:

"فقط اپنے بیٹے کے لئے۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"نہیں، تو اپنے بیٹے کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ تو اور صفوان دونوں حطیم میں بیٹھے ہوئے

تھے۔ تو نے مقتولین بدر کا ذکر کیا جو گڑھے میں پھینکے گئے۔ پھر تو نے کہا کہ مجھ پر قرض اور بار عیال نہ ہوتا تو میں محمدؐ کو قتل کرنے نکلتا۔ یہ سن کر صفوان نے بار قرض و عیال اپنے ذمے لیا اس غرض سے کہ تو مجھے قتل کر دے مگر اللہ تیرے اور تیری اس غرض کے درمیان حائل ہے۔"

یہ سن کر عمیر بن وہب بے ساختہ پکار اٹھا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسول ہیں۔ یا رسولؐ اللہ! آپؐ نے جو بات بتلائی، وہ میرے اور صفوان کے سوا کسی کو معلوم نہیں تھی، اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ خدا کے سوا آپؐ کو کسی نے نہیں بتائی۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے سیدھی راہ دکھا دی۔"

یہ کہہ کر عمیر بن وہب نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ حضورؐ نے عمیر بن وہب کا قصور معاف کر دیا۔ پھر صحابہ کرامؓ سے فرمایا:

"تم اپنے بھائی عمیرؓ کو مسائل دینی سکھاؤ اور قرآن پڑھاؤ اور اس کے بیٹے کو بھی چھوڑ دو۔"

○

حضورؐ کا فرات بن حیان کو معاف کرنا:

حضرت فراتؓ بن حیان قبول اسلام سے قبل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن تھے اور حضورؐ کے ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے۔ وہ انصار میں سے ایک شخص کے حلیف تھے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ابوسفیان نے انہیں مسلمانوں کی جاسوسی پر مامور کر کے مدینہ بھیجا۔ غزوۂ خندق (ذی القعدہ ۵ ہجری) میں وہ مسلمانوں کی جاسوسی کرتے ہوئے

پکڑے گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ لوگ انہیں قتل کرنے کے لئے لے جا رہے تھے کہ انصار کے ایک محلّہ میں پہنچ کر وہ بلند آواز سے کہنے لگے:

"میں مسلمان ہوں! میں مسلمان ہوں!"

ایک انصاری نے حضورؐ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! فرات کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے ایمان کا حال ہم انہی پر چھوڑتے ہیں اور ان میں سے ایک فرات ہے۔"

یہ کہتے ہوئے حضورؐ نے فرات کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ فرات حضورؐ کے اس عفو و کرم سے بہت متاثر ہوئے اور بعد میں صدق دل سے ایمان لائے۔ حضورؐ نے انہیں یمامہ میں ایک قطعہ زمین عطا فرمایا جس کی آمدنی چار ہزار درہم سالانہ تھی۔

○

حضورؐ کا واجب القتل دشمنوں کو آزاد کرنا:

حدیبیہ کے میدان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ساتھ نماز فجر ادا فرما رہے تھے کہ اسی (۸۰) آدمی کوہ تنعیم سے مسلمانوں کو قتل کرنے کے ارادے سے اترے۔ وہ سب کے سب ہتھیار لگائے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو غافل پا کر حملہ کر دیں مگر اللہ کی قدرت کہ بغیر کسی لڑائی کے مسلمانوں نے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ اگرچہ وہ تمام کے تمام واجب القتل تھے مگر حضورؐ کا دریائے عفوو کرم جوش میں آگیا اور حضورؐ نے ان سب کو نہ صرف زندہ رکھا بلکہ بغیر کسی فدیئے کے آزاد

کردیا۔

○

حضورؐ کا زہریلا گوشت کھلانے والی یہودیہ کو معاف کرنا:

فتح خیبر (محرم ۷ ہجری) کے بعد ایک یہودی عورت زینب بنت حارث نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ حضورؐ نے فرط کرم سے اس کی دعوت قبول فرمالی۔ اس بدبخت عورت نے بکری کا گوشت بھون کر اس میں زہر ملا دیا اور شام کو کھانا حضورؐ کے سامنے رکھ کر چلی گئی جسے حضورؐ نے اور چند صحابہؓ نے کھایا۔ حضورؐ نے ایک لقمہ کھا کر کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا کہ اس کھانے میں زہر ہے۔

زینب بنت حارث کو گرفتار کرکے حضورؐ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اقبال جرم کرتے ہوئے کہا:

"میں نے یہ حرکت آپؐ کو آزمانے کے لئے کی تھی کہ اگر آپؐ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو زہر آپؐ پر اثر نہ کرے گا۔"

حضورؐ چونکہ اپنی ذات کے معاملے میں انتقام لینا پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس لئے آپؐ نے اس کا قصور معاف کردیا ـــــ مگر جب ایک صحابیؓ جو اس زہر آلود کھانے میں حضورؐ کے شریک تھے اس زہر خورانی کے باعث انتقال کرگئے تو ان کے قتل کے جرم میں زینب بنت حارث کو سزائے موت دی گئی۔

○

حضورؐ کا طائف والوں کے لئے دعا کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تبلیغ اسلام کے لئے طائف تشریف لے گئے تو

وہاں کے لوگوں نے کفار مکہ سے بھی کہیں بڑھ کر شقاوت اور کمینگی کا مظاہرہ کیا اور پتھر مار مار کر حضورؐ کو لہولہان کر دیا۔ حضورؐ بعد میں فرمایا کرتے تھے کہ طائف سے واپسی کا دن میری زندگی کا سخت ترین دن تھا لیکن طائف سے رخصت ہوتے ہوئے ان ظالموں کے بارے میں حضورؐ نے جو کلمات ارشاد فرمائے، تاریخ میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ حضورؐ نے فرمایا:

"میں ان لوگوں کی تباہی کے لئے بددعا نہیں کرنا چاہتا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ وہ انہیں ہدایت دے گا اور ان کی آئندہ نسلیں خدائے واحد کی پرستار ہوں گی۔"

اس واقعہ کے بعد اہل طائف کئی سال تک کفر و شرک کے اندھیروں میں بھٹکتے رہے۔ ۸ ہجری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا تو اہل طائف نے نہایت سختی کے ساتھ مسلمانوں کی مزاحمت کی۔ انہوں نے بڑی شدت سے مسلمانوں پر تیر برسائے، منجنیقوں سے پتھر پھینکے، لوہے کی گرم سلاخیں پھینکیں اور مسلمانوں کو ہر طرح سے نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن اس حال میں بھی حضورؐ ان کے حق میں یہی دعا مانگ رہے تھے۔

"الٰہی! انہیں ہدایت دے یہ بے سمجھ ہیں۔"

پھر طائف کا محاصرہ اٹھاتے وقت حضورؐ نے دوبارہ یہی دعا فرمائی:

"یا باری تعالیٰ! بنو ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں میرے پاس بھیج۔"

حضورؐ کی دعا سے کچھ مدت کے بعد اہل طائف کے دلوں سے کفر و شرک کی سیاہی دور ہو گئی اور ان کا ایک وفد عبدیالیل کی سرکردگی میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے ان لوگوں کی تمام زیادتیوں سے درگذر فرمایا اور ان سے نہایت عزت و احترام کے ساتھ پیش

آئے۔۔۔ حضورؐ کے اس فراخ دلانہ سلوک کی بدولت اہل طائف ایمان لاکر سچے دل سے اسلام کے طاقت ور دست و بازو بن گئے۔

○

حضورؐ کی غزوۂ حنین کے قیدیوں سے فیاضی:

غزوۂ حنین میں چھ ہزار مرد و زن اسیر ہوئے تھے۔ قیدیوں کی اتنی بڑی تعداد اس سے پہلے کسی جنگ میں نہیں آئی تھی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد حضورؐ میدان جنگ کے قریب ہی قیام فرماتے اور ابھی مال غنیمت کو تقسیم نہیں فرمایا تھا کہ قبیلہ ہوازن جس نے حملہ کیا تھا' اس کے چھ سردار حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رحم کی درخواست پیش کی۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے مکی دور میں جبکہ حضورؐ دعوت اسلام کے لئے طائف تشریف لے گئے تھے تو حضورؐ پر پتھر برسائے تھے' اور اس قدر سنگ باری کی تھی کہ جسم مبارک لہولہان ہو گیا تھا اور پاؤں سے جب آپؐ نے جوتا اتارنا چاہا تو وہ خون سے جم گیا تھا اور پاؤں سے نہ اترتا تھا۔ اس وقت ان سنگدل لوگوں نے اتنے پتھر مارے تھے کہ حضورؐ بے ہوش ہو گئے تھے اور حضرت زیدؓ حضورؐ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لائے تھے۔۔۔ اب یہی لوگ حضورؐ سے رحم کی التجا کر رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے حضورؐ سے رحم کی درخواست کی تو حضورؐ نے فرمایا:

"میں تمہارا انتظار کر ہی رہا تھا۔"

واقعہ یہ تھا کہ حصول فتح کے بعد پندرہ دن تک اسی انتظار میں حضورؐ نے مال غنیمت کو بھی تقسیم نہ فرمایا تھا اور اسی جگہ قیام فرماتے۔ گویا حضورؐ جان کے دشمن اور خون کے پیاسے دشمنوں پر لطف و کرم فرمانے کے لئے انتظار فرما رہے تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا:

"میں اپنے حصے کے اور اپنے خاندان کے حصے کے قیدی تو با آسانی چھوڑ سکتا ہوں اور

اگر میرے ساتھ انصار و مہاجر ہی ہوتے تو سب قیدیوں کو چھوڑ دینا بھی کچھ مشکل نہ تھا مگر تم دیکھتے ہو کہ اس لشکر میں میرے ساتھ وہ لوگ بھی ہیں جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے۔ اس لئے تم لوگ کل صبح نماز کے بعد آنا اور مجمع عام میں اپنی درخواست پیش کرنا۔ اس وقت کوئی نہ کوئی صورت نکل آئے گی۔"

چنانچہ دوسرے دن وہ سردار آئے اور قیدیوں پر رحم کی درخواست پیش کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں اپنے اور بنو عبدالمطلب کے حصے کے تمام قیدی بغیر کسی معاوضے کے آزاد کرتا ہوں۔"

حضور اکرمؐ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر وہ انصار و مہاجرین کس طرح انکار کر سکتے تھے جو حضورؐ کے ادنیٰ اشارے پر اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ ان سب نے بیک زبان کہا:

"ہم بھی اپنے قیدیوں کو بغیر کسی معاوضے اور شرط کے آزاد کرتے ہیں۔"

اب وہ لوگ رہ گئے جو اس جنگ میں آپ کے ساتھ ہو گئے تھے اور ان میں سے زیادہ تعداد غیر مسلموں کی تھی۔ ان کو حضورؐ اور ان کے ساتھیوں کا یہ طرز عمل بہت عجیب محسوس ہوا کہ دشمن کے قیدیوں کو بغیر معاوضہ یا شرط کے آزاد کر دیا جائے کیونکہ یہ طرز عمل تو انہوں نے اس سے پہلے نہ کہیں دیکھا تھا اور نہ سنا تھا۔ وہ تو بس یہی جانتے تھے کہ قیدی کو یا تو قتل کر دیا جاتا ہے یا غلام بنا کر رکھا جاتا ہے یا انہیں فروخت کر ڈالا جاتا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے قیدیوں کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ ان کی طرف سے انکار ہونے کے بعد حضورؐ نے ان کو بلایا اور گفت و شنید کے بعد ہر قیدی کا فدیہ یا معاوضہ چھ اونٹ قرار پایا۔ چنانچہ حضورؐ نے

اپنے پاس سے ان قیدیوں کا معاوضہ ادا کر دیا۔ صرف معاوضہ ہی ادا نہیں کیا بلکہ چھ ہزار کے چھ ہزار قیدیوں کو مصری لباس کے چھ ہزار جوڑے پہنا کر رخصت کیا۔

○

حضورؐ کا دعثور کو معاف کرنا:

ایک دفعہ ایک کافر قبیلے نے مدینے پر چڑھائی کی۔ اس قبیلے کے سردار کا نام دعثور تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حملے کی خبر ہوئی تو حضورؐ مسلمانوں کی فوج لے کر مقابلہ کے لئے نکلے۔ دشمن ڈر کے پہاڑ میں چھپ گیا اور مسلمانوں نے ایک میدان میں قیام کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے ہٹ کر دور ایک درخت کے نیچے جا کر لیٹ گئے۔

دعثور نے جب یہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقی مسلمانوں سے الگ اور خاصی دور ایک درخت کے نیچے سو رہے ہیں تو وہ تلوار لے کر آ کھڑا ہوا اور حضورؐ کو جگا کر کہنے لگا:

"اے محمدؐ! اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟"

حضورؐ نے گھبرائے بغیر بڑے اطمینان سے جواب دیا:

"اللہ!"

یہ سنتے ہی دعثور کا بدن کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھٹ آگے بڑھ کر وہ تلوار اٹھالی اور اس سے پوچھا:

"اب بتا، تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟"

دعثور نے شرمندہ ہو کر جواب دیا:

"کوئی نہیں۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار پھینک دی اور فرمایا:

"رحم کرنا مجھ سے سیکھ۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اخلاق دیکھ کر دعثور اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

○

حضورؐ کا سراقہ کو امان دینا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جب مکے سے نکل کر مدینے کی طرف روانہ ہوئے تو کفار مکہ نے اعلان کر دیا کہ جو کوئی محمدؐ اور ان کے ساتھی کو پکڑ کر لائے گا، اسے ایک سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔

انعام کے لالچ میں بہت سے کافر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور ادھر ادھر دوڑنے لگے۔ ان کافروں میں ایک شخص سراقہ نام کا تھا۔ اس کے پاس ایک گھوڑا تھا جو تیز رفتاری میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ اس نے سوچا کہ میں اس گھوڑے کی مدد سے رسولؐ اللہ اور ان کے ساتھی کو آسانی سے پکڑ سکتا ہوں۔ یہ سوچ کر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور مدینے کی طرف چل دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ چند روز تک غار ثور میں چھپے رہنے کے بعد مدینے کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ سراقہ اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا آپہنچا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب دیکھا کہ سراقہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے ہمارے پیچھے آرہا ہے اور ہم تک پہنچنے ہی والا ہے تو انہوں نے حضورؐ سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! سراقہ نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ وہ ہمارے پیچھے آ رہا ہے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی گھبراہٹ ظاہر نہیں کی بلکہ نہایت اطمینان' سکون اور حوصلہ مندی سے فرمایا:

"فکر نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

حضورؐ کی اس بات سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اطمینان ہو گیا۔ وہ جانتے تھے کہ حضورؐ کا کہنا کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔"

اتنے میں سراقہ بالکل قریب آ پہنچا۔ اسی وقت خدا کی قدرت سے سراقہ کے گھوڑے کے چاروں پیر پیٹ تک زمین میں دھنس گئے۔ یہ دیکھ کر سراقہ بہت گھبرایا۔ بہت کوشش کی لیکن گھوڑے کے پاؤں باہر نہ نکلے۔

سراقہ نے سمجھ لیا کہ رسول پاکؐ اور ان کے ساتھی کو گرفتار کرنا بہت مشکل ہے۔ جس کی حفاظت خدا کر رہا ہو' اس کو کون پکڑ سکتا ہے؟ یہ سوچ کر وہ کہنے لگا۔

"اے محمدؐ! مجھے اور میرے گھوڑے کو اس مصیبت سے نجات دلایئے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ واپس چلا جاؤں گا اور جو کوئی آپؐ کی تلاش میں اس طرف آ رہا ہو گا' اسے بھی واپس لے جاؤں گا۔"

سراقہ کی یہ درخواست سن کر حضورؐ نے دعا فرمائی اور اس کے گھوڑے کے پیر زمین سے باہر نکل آئے۔ سراقہ واپس جانے لگا تو حضورؐ نے فرمایا:

"اے سراقہ! اگرچہ تم ابھی اللہ پر ایمان نہیں لائے مگر اللہ کی شان نرالی ہے۔ میں تمہارے ہاتھوں میں ایران کے بادشاہ نوشیرواں کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی طرف روانہ ہو گئے اور سراقہ واپس مکے چلا

گیا۔

سراقہ بعد میں اسلام لے آیا اور اس کے بارے میں حضورؐ نے جو پیش گوئی فرمائی تھی، وہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں پوری ہوئی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں ایران فتح ہوا اور اس فتح کے ساتھ جو مال غنیمت آیا۔ اس میں ایران کے بادشاہ نوشیرواں کے کنگن بھی تھے جو حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے ہاتھوں سے سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے۔

○

حضورؐ کا قریش مکہ کو معاف کرنا:

کفار مکہ پورے اکیس (۲۱) سال تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے نام لیواؤں کو ستاتے رہے تھے۔ ظلم و ستم کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے خدائے واحد کے پرستاروں پر نہ آزمایا ہو یہاں تک کہ وہ اپنے گھربار اور اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔۔۔ لیکن جب مکہ فتح ہوا تو اسلام کے یہ بدترین دشمن مکمل طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم و کرم پر تھے۔ وہ مسجد حرام میں نہایت خوف و بے قراری کی حالت میں حضورؐ کے حکم کے منتظر تھے۔ حضورؐ کا ایک اشارہ ان سب کو خاک و خون میں لوٹا سکتا تھا۔۔۔ مگر جو کچھ ہوا وہ ان لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا۔

حضورؐ نے تمام جباران قریش سے جو خوف اور ندامت کے عالم میں سر جھکائے آپؐ کے سامنے کھڑے تھے، پوچھا:

"تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟"

انہوں نے دبی زبان سے جواب دیا:

"اے صادق، اے امین! تم ہمارے شریف بھائی اور شریف برادر زادے ہو۔ ہم نے

تمہیں ہمیشہ رحم دل پایا ہے۔"

حضورؐ ان اذیتوں کا ذکر تک زبان پر نہیں لائے جو ان جبارانِ قریش کے ہاتھوں حضورؐ اور حضورؐ کے ساتھیوں کو پہنچی تھیں۔ اس کی بجائے حضورؐ نے فرمایا:

"میں تم سے وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ آج کے دن تم سے کوئی مواخذہ نہیں۔ جاؤ، تم آزاد ہو۔"

اس بے مثال عفو عام کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام اہل مکہ اسی روز حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور فتح مکہ کو ایک سال نہ گزرنے پایا تھا کہ تمام ملک عرب توحید کے جھنڈے تلے آگیا۔

○

حضورؐ کا ابو سفیانؓ کو معاف کرنا:

ابو سفیانؓ فتح مکہ سے پہلے اسلام کے شدید ترین دشمن تھے۔ بدر، احد، خندق اور دوسری لڑائیوں میں انہوں نے علم برداران توحید کے خلاف بھرپور حصہ لیا تھا لیکن فتح مکہ کے موقع پر وہ گرفتار ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے گئے تو حضورؐ نے ان کی تمام زیادتیاں معاف فرما دیں۔ یہی نہیں بلکہ یہ بھی اعلان کر دیا کہ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا، اسے بھی امان ہے۔

○

حضورؐ کا ہندہ بنت عتبہ کو معاف کرنا:

ابو سفیانؓ کی بیوی ہندہ بھی مسلمانوں کی سخت دشمن تھیں۔ احد کی جنگ میں انہوں نے ہی شیر خدا حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبایا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر وہ نقاب منہ پر ڈال کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ حضورؐ پہچان نہ لیں۔ ہندہ نے ایمان

لانے کے بعد نقاب اٹھا دیا اور کہنے لگیں:

"یا رسولؐ اللہ! میں ہندہ بنت عتبہ ہوں۔ میرا قصور معاف فرما دیجئے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے گا۔"

حضورؐ نے احد کے واقعہ کا ذکر تک نہ فرمایا اور ہند کو معاف فرما دیا۔ اس پر ہندہ نے کہا:

"یا رسولؐ اللہ! روئے زمین پر کوئی اہل خیمہ میری نگاہ میں آپؐ کے اہل خیمہ سے زیادہ مبغوض نہ تھا مگر آج میری نگاہ میں کوئی اہل خیمہ آپؐ کے اہل خیمہ سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔"

○

حضورؐ کا حمزہؓ کے قاتل کو معاف کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہؓ کا قاتل وحشی حبشی جنگ احد کے بعد مکہ میں رہا کرتا تھا۔ مکہ فتح ہوا تو وہ بھاگ کر طائف چلا گیا۔ پھر وہاں سے اہل طائف کے وفد میں شامل ہو کر ماہ رمضان ۹ ہجری میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لایا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ گو اس کا جرم نہایت شدید تھا مگر حضورؐ نے معاف فرما دیا۔۔۔۔ البتہ اس قدر فرمایا۔ "تم میرے سامنے نہ آیا کرنا کیونکہ تمہیں دیکھ کر مجھے اپنے چچا کی یاد آتی ہے۔"

○

حضورؐ کا واجب القتل ہبار کو معاف کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو جب ابوالعاص بن ربیع نے مکہ سے مدینہ بھیجا تھا تو راستے میں قریش کے چند افراد نے مزاحمت کی تھی ان میں سے

ایک ہبار ابن الاسود قریشی اسدی نے نیزہ مار کر حضرت زینبؓ کو ہودج سے نیچے گرا دیا تھا۔ حضرت زینبؓ امید سے تھیں۔ وہ پتھر پر گریں جس سے ان کا حمل ضائع ہو گیا تھا اور اسی صدمے سے انہوں نے وفات پائی تھی۔

فتح مکہ کے دن ہبار ان دس افراد کی فہرست میں شامل تھا جو واجب القتل قرار دیئے گئے تھے۔ ہبار مکہ سے بھاگ گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ایران چلا جائے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ سے واپس تشریف لائے تو بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! میں آپ کے ہاں سے بھاگ کر شہروں میں پھرتا رہا۔ میرا ارادہ تھا کہ ایران چلا جاؤں۔ پھر مجھے آپ کی نفع رسانی، صلہ رحمی اور عفو و کرم یاد آئے۔ مجھے اپنی خطا و گناہ کا اعتراف ہے۔ آپؐ درگزر فرمائیں۔"

اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"میں نے تجھے معاف کر دیا۔"

○

حضورؐ کا مخبری کرنے والے کو معاف کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر لشکر کشی سے پہلے یہ احتیاط رکھی تھی کہ قریش مکہ کو مسلمانوں کی تیاریوں کا حال معلوم نہ ہونے پائے۔ ایک بدری صحابی حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے قریش کو مسلمانوں کی تیاریوں کی اطلاع دینے کے لئے ایک خط کسی عورت کے ہاتھ روانہ کیا۔ حضورؐ کو اس کا علم ہو گیا۔ وہ عورت گرفتار کر لی گئی اور اس کے پاس سے وہ خط بھی برآمد ہو گیا جو حضرت حاطبؓ نے قریش مکہ کے نام لکھا تھا۔

یہ جرم ہر زاویئے سے ایک خوفناک اور ناقابل معافی جرم تھا۔ حضرت حاطبؓ کو طلب کیا گیا تو انہوں نے بلا تامل اپنے قصور کا اعتراف کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے جوش میں آ کر کہا:

"یا رسولؐ اللہ! اجازت ہو تو اس منافق کی گردن اڑا دوں!"

حضورؐ نے فرمایا:

"اے عمرؓ! حاطبؓ بدری ہیں اور اہل بدر کے گناہ اللہ معاف کر چکا ہے۔"

پھر حضورؐ نے حاطب سے اس حرکت کی وجہ دریافت فرمائی۔ انہوں نے جواب دیا۔

"یا رسولؐ اللہ! میرے اقربا مکہ میں محصور ہیں۔ میں نے صرف ان کی حفاظت کے خیال سے قریش کو خط لکھا تھا۔"

اس پر حضورؐ نے حضرت حاطبؓ کا قصور معاف فرما دیا اور اس عورت سے بھی کوئی تعرض نہ کیا جو ان کی شریک جرم تھی۔

○

حضورؐ کی ہجو گانے والی عورتوں کی معافی:

فرتنی اور سارہ قریش مکہ کی دو خوش اندام اور خوش گلو کنیزیں تھیں۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے کہے ہوئے ہجویہ اشعار خوش الحانی سے پڑھ پڑھ کر کفار کو مسلمانوں کے خلاف لڑائی پر ابھارا کرتی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واجب القتل قرار دے دیا تھا لیکن جب فتح مکہ کے بعد انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے کئے پر ندامت کا اظہار کیا تو حضورؐ نے ان دونوں کو معاف فرما دیا۔ اس عفو و کرم سے متاثر ہو کر وہ دونوں مشرف بہ اسلام ہو گئیں۔

حضورؐ کے قتل کے لئے آنے والا:

ایک دفعہ ایک کافر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے ارادے سے مدینے آیا۔ صحابہ کرامؓ اس کی بری نیت کو بھانپ گئے اور اسے گرفتار کرکے حضورؐ کے سامنے لا پیش کیا۔ رعب نبوت سے اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا تو حضورؐ نے فرمایا:

"ڈرو نہیں۔ اگر تم مجھے قتل کرنا چاہتے، تب بھی میرا اللہ تمہیں اس پر قادر نہ کرتا۔"

اتنا فرما کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔

○

حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ کے لئے دعا:

حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ مشرکہ تھیں اور حضرت ابو ہریرہؓ اپنی تمام کوششوں کے باوجود انہیں حلقہ اسلام میں لانے میں ناکام رہے تھے۔ ایک روز انہوں نے والدہ کو دعوت اسلام دی تو والدہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ اور مکروہ الفاظ ادا کئے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو سخت صدمہ پہنچا۔ وہ روتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ سے بازپرس کرنے کی بجائے دعا کی:

"اے اللہ! ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے۔"

حضرت ابو ہریرہؓ اس دعا سے خوش ہو کر گھر واپس آئے تو دیکھا کہ کواڑ بند ہیں۔ والدہ نے ان کے قدموں کی آہٹ سن کر کہا:

"ابو ہریرہ! یہیں ٹھہرو!"

حضرت ابو ہریرہؓ نے پانی کی آواز سنی۔ پھر ان کی والدہ نے غسل کرکے جلدی جلدی

کپڑے پہنے اور دروازہ کھولتے ہی کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام لے آئیں۔

○

حضورؐ کا عکرمہ سے فیاضانہ سلوک:

عکرمہ بن ابو جہل اپنے باپ کی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن تھے۔ بدر سے لے کر فتح مکہ تک انہوں نے تمام مہموں میں مسلمانوں کے خلاف حصہ لیا یہاں تک کہ فتح مکہ کے دن کفار کے جس گروہ نے مسلمانوں پر حملہ کیا، عکرمہ اس میں بھی شامل تھے۔ فتح مکہ کے بعد وہ بھاگ کر یمن چلے گئے۔ ان کی زوجہ ام حکیم بنت حارث اسلام کی سعادت سے بہرہ ور ہو چکی تھیں۔ وہ یمن گئیں اور عکرمہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر صلہ رحم اور احسان کرنے والے ہیں۔ غرض وہ عکرمہ کو لے کر نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کے لئے معافی کی درخواست کی۔ عکرمہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا تو حضورؐ ان کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور ایسی جلدی سے ان کی طرف بڑھے کہ چادر مبارک گر پڑی۔ ساتھ ہی حضورؐ نے فرمایا:

"ہجرت کرنے والے سوار کو آنا مبارک ہو۔"

اس طرح حضورؐ نے عکرمہؓ کو نہ صرف معاف فرما دیا بلکہ ان کے ساتھ نہایت عزت و احترام سے پیش آئے۔

○

حضورؐ کا ایک مرتد سے سلوک:

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب وحی مقرر فرمایا تھا۔ شیطان نے انہیں ورغلایا اور وہ مرتد ہو کر اور مدینے سے بھاگ کر پھر کفار میں جا

شامل ہوئے۔ یہی نہیں بلکہ خود صاحب وحی والہام ہونے کے مدعی بن بیٹھے۔ فتح مکہ تک ان کا یہی حال رہا۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت عثمانؓ انہیں لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے لئے معافی کی درخواست کی۔ عبداللہ بھی اپنے کئے پر سخت نادم تھے۔ اگرچہ ان کا جرم شدید تھا اور حضورؐ نے انہیں واجب القتل قرار دے رکھا تھا مگر اس موقع پر حضورؐ کا دریائے عفو وکرم جوش میں آیا اور آپؐ نے عبداللہ کو معاف فرما دیا۔

○

حضورؐ کا صفوان بن امیہ کو امان دینا:

صفوان بن امیہ جاہلیت میں اشراف قریش میں سے تھے اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ مکہ کی فتح کے بعد وہ بھاگ کر جدہ کی طرف چلے گئے۔ ان کے عم زاد حضرت عمیرؓ بن وہب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! صفوان میری قوم کے سردار ہیں۔ وہ بھاگ گئے ہیں تاکہ اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیں۔ آپؐ نے اسود و احمر سب کو امان دی ہے، صفوان کو بھی امان دیجئے۔"

"تو اپنے عم زاد کو لے آ، اسے امان ہے۔"

حضرت عمیرؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! امان کی کوئی نشانی چاہیے جو میں اسے دکھا سکوں۔"

اس پر حضورؐ نے اپنا وہ عمامہ حضرت عمیرؓ کو عطا فرما دیا جو حضورؐ فتح مکہ کے دن پہنے ہوئے تھے۔ صفوان جدہ میں ایک جہاز میں سوار ہونے کو تھے کہ حضرت عمیرؓ جا پہنچے اور انہیں مژدہ امان سنایا۔ صفوان نے کہا:

"مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔"

حضرت عمیرؓ نے جواب میں کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم و کرم اس سے برتر ہے۔"

غرض صفوان حضرت عمیرؓ کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یہ عمیر کہتا ہے کہ آپؐ نے مجھے امان دی ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"عمیر سچ کہتا ہے۔"

یہ سن کر صفوان نے کہا:

"یا رسولؐ اللہ! مجھے دو ماہ کی مہلت دیجئے۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"تجھے چار ماہ کی مہلت ہے۔"

مگر غزوہ حنین کے موقع پر حضورؐ کا لطف و کرم دیکھ کر صفوان برضا و رغبت چار ماہ کی مدت پوری ہونے سے قبل ہی اسلام لے آئے۔

○

حضورؐ کا کعب بن زہیر کو معاف کرنا:

کعب بن زہیر اور ان کے بھائی بجیر ابرق عزاف میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جب اطراف عرب میں یہ مشہور ہوا کہ مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو بجیر نے کعب سے کہا:

"تم یہاں ٹھہرو، میں اس مدعی نبوت کے پاس جاتا ہوں تاکہ دیکھوں کہ وہ کیا کہتا ہے؟"

بجیر ابرق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی باتیں سن کر مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ کعب کو معلوم ہوا تو اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو اور اسلام کی توہین میں اشعار لکھ کر بجیر کو بھیج دیئے۔

حضرت بجیر نے سارا ماجرا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دیا۔ اشعار ایسے سخت اور توہین آمیز تھے کہ حضورؐ نے کعب کے واجب القتل ہونے کا حکم جاری کر دیا۔

حضرت بجیر نے کعب کو اس امر کی اطلاع کر دی اور ترغیب دی کہ حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر معافی مانگیں۔ چنانچہ کعب ۹ ہجری میں غزوۂ تبوک سے پہلے حاضر خدمت ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ حضورؐ کعب سے واقف نہ تھے۔ کعب نے حضورؐ کے دست مبارک میں ہاتھ دے کر عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! کعب بن زہیر مسلمان ہو کر امان طلب کرتا ہے۔ اجازت ہو تو میں اسے آپؐ کے پاس لے آؤں؟"

حضورؐ نے اجازت دی تو کعب نے کپڑا اپنے چہرے سے ہٹا کر عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! کعب میں ہی ہوں۔"

پھر انہوں نے اسلام لا کر اپنا قصیدہ پڑھا جس میں تمہید مدعا کے بعد ایک شعر اس مفہوم کا تھا:

مجھے خبر دی گئی ہے کہ بارگاہ رسالت سے میری نسبت وعید قتل صادر ہوئی ہے حالانکہ

رسول اللہؐ سے عفو کی امید کی جاتی ہے۔"

اس قصیدہ سے خوش ہو کر حضورؐ نے کعب کو اپنی چادر عنایت فرمائی اور ان کی گزشتہ خطا کا ایک حرف بھی زبان پر نہ لائے۔

○

حضورؐ کا کعبہ کے کلید بردار کو معاف کرنا:

حضرت عثمانؓ بن طلحہ کعبہ کے کلید برادر تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ہجرت سے پہلے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ملے۔ آپؐ نے مجھے دعوت اسلام دی۔ میں نے کہا:

"اے محمدؐ! تعجب ہے کہ تو چاہتا ہے کہ میں تیری پیروی کروں۔ حالانکہ تو نے اپنی قوم کے دین کی مخالفت کی ہے اور ایک نیا دین لایا ہے۔"

ہم جاہلیت میں کعبہ کو دو شنبہ (پیر) اور پنج شنبہ (جمعرات) کے دن کھولا کرتے تھے۔ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کعبہ میں داخل ہونے کے ارادے سے آئے۔ میں نے آپؐ سے درشت کلامی کی اور آپؐ کو برا بھلا کہا مگر آپؐ نے درگذر کیا اور فرمایا:

"عثمان! تو یقیناً عنقریب اس کنجی کو میرے ہاتھ میں دیکھے گا کہ جہاں چاہوں رکھ دوں اور جسے چاہوں دوں۔"

میں نے کہا:

"اس دن بے شک قریش ہلاک ہو جائیں گے اور ذلیل ہو جائیں گے۔"

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نہیں بلکہ زندہ رہیں گے اور عزت پائیں گے۔"

یہ کہہ کر آپؐ کعبہ میں داخل ہوئے۔ آپؐ کے اس ارشاد نے مجھ پر اثر کیا اور میں نے گمان کیا کہ جیسا آپؐ نے فرمایا ہے، عنقریب ویسا ہی ہو جائے گا۔ میں نے ارادہ کیا کہ مسلمان ہو جاؤں مگر میری قوم مجھ سے درشت کلامی کرنے لگی۔

جب فتح مکہ کا دن آیا تو حضورؐ نے مجھ سے فرمایا:

"عثمان، کنجی لا!"

آپؐ نے کنجی مجھ سے لے لی۔ پھر وہی کنجی مجھے دے دی اور فرمایا:

"لو، یہ پہلے سے تمہاری ہے اور تمہارے ہی پاس رہے گی۔ ظالم کے سوا کوئی اسے تم سے نہ چھینے گا۔ عثمان! اللہ نے تم کو اپنے گھر کا امین بنایا ہے۔ پس اس گھر کی خدمت کے سبب سے جو کچھ تمہیں ملے، اسے دستورِ شرعی کے موافق کھاؤ۔"

جب میں نے پیٹھ پھیری تو آپؐ نے مجھے پکارا۔ میں پھر حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا:

"عثمان! کیا وہ بات نہ ہوئی جو میں نے تجھ سے کہی تھی؟"

اس پر مجھے ہجرت سے پہلے مکہ میں آپ کا وہ قول یاد آگیا۔ میں نے عرض کیا:

"ہاں! یہ بات ہو گئی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔"

○

حضورؐ کا قیدیوں سے نرمی کرنا:

غزوۂ بدر کے قیدیوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء صحابہ کرامؓ میں تقسیم فرما دیا تھا۔ بعد میں حضورؐ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیتے ہوئے فرمایا:

"تمہاری ان قیدیوں کے متعلق کیا رائے ہے؟"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رائے دی:

"حضورؐ! فدیہ لے کر ان سب کو رہا کر دینا چاہیے۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"حضورؐ! یہ لوگ کفر و شرک کے امام ہیں۔ خدا نے ہم کو ان پر غلبہ دیا ہے' اس لئے مسلمانوں کے خون کا اور مسلمانوں پر انہوں نے جو جو ظلم کئے ہیں' ان کا قصاص و انتقام لینا چاہیے اور ان کی گردنیں اڑا دینی چاہئیں۔"

مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شان رحمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مشورے کو پسند فرمایا اور سب قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔

○

حضورؐ کا قبیلہ دوس کے لئے دعا کرنا:

یمن کے قبیلہ دوس کے سردار حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ کو شروع ہی میں اسلام لانے کی سعادت نصیب ہو گئی تھی مگر عجیب بات یہ تھی کہ ان کا قبیلہ نہایت سختی سے اپنے کفر و شرک پر جما ہوا تھا اور حضرت طفیلؓ کی تمام کوششیں بھی ان کو راہ راست پر لانے میں ناکام رہی تھیں۔ دل گرفتہ ہو کر وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! ان بدبختوں کے لئے بددعا فرمایئے۔"

حضورؐ نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور بارگاہ الٰہی میں التجا کی:

"اے اللہ! دوس کو ہدایت دے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ سن کر حضرت طفیلؓ اور دوسرے صحابہؓ حیرت زدہ رہ گئے کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ حضورؐ اب بددعا فرمائیں گے اور قبیلہ دوس تباہ و

برباد ہو جائے گا مگر حضورؐ نے اللہ تعالیٰ سے ان مشرکین دوس کے لئے تباہی نہیں بھلائی اور ہدایت ہی طلب فرمائی تھی۔

○

حضورؐ کی اپنی قوم کے لئے دعا:

جنگ اُحد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی زخم آئے اور حضورؐ کے دو دندان مبارک بھی شہید ہوگئے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! ان کافروں کے لئے بددعا فرمایئے۔"

حضورؐ نے جواباً ارشاد فرمایا:

"میں لعنت کرنے کے لئے نبی نہیں بنایا گیا۔"

اس کے بعد حضورؐ نے یہ دعا فرمائی:

"اے خدا! میری قوم کو ہدایت دے۔ وہ مجھے نہیں جانتے۔"

○

حضورؐ کا کفار مکہ کے لئے بارش کی دعا کرنا:

ایک دفعہ مکہ میں سخت قحط پڑا۔ قحط سے تنگ آکر لوگوں نے ہڈیاں اور مردار بھی کھانے شروع کر دیئے۔ ابوسفیانؓ جو ان دنوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے، حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:

"اے محمدؐ! تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو۔ تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اپنے خدا سے دعا کیوں نہیں کرتے؟"

اگرچہ قریش مکہ کی ایذا رسانیاں انسانیت کی تمام حدود پھلانگ گئی تھیں لیکن

ابو سفیانؓ کی بات سن کر فوراً حضورؐ کے دست مبارک دعا کے لئے اٹھ گئے۔ اس دعا کے لئے حضورؐ کے ہاتھ اٹھے تو اللہ تعالیٰ نے اس قدر مینہ برسایا کہ جل تھل ایک ہوگئے اور قحط دور ہوگیا۔

○

قیدیوں کو مہمان کی طرح رکھنے کا حکم:

غزوۂ بدر میں ۷۳ قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دو دو، چار چار کر کے صحابہ کرامؓ میں تقسیم کردیا اور ارشاد فرمایا:

"انہیں آرام کے ساتھ رکھنا۔"

صحابہ کرامؓ نے ان کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا کہ ان کو کھانا کھلاتے تھے اور خود کھجوریں کھا کر گزر بسر کرتے تھے۔ ایک قیدی کا بیان ہے کہ مجھ کو جن انصار نے اپنے گھر میں رکھا ان کا عالم یہ تھا کہ جب کھانا لاتے تو روٹی میرے سامنے رکھ دیتے اور خود کھجوریں کھاتے۔ مجھ کو شرم آتی اور میں روٹی ان کے ہاتھ میں دے دیتا لیکن وہ اصرار کے ساتھ روٹی مجھے یہ کہہ کر واپس کر دیتے کہ ہمیں حضورؐ کا حکم ہے کہ ہم تمہیں مہمانوں کی طرح آرام سے رکھیں۔"

○

حضورؐ کو دشمن پر بھی زیادتی پسند نہ تھی:

غزوۂ بدر کے قیدیوں میں سے ایک شاعر تھا جو مجمع عام میں حضورؐ کے خلاف تقریریں کیا کرتا تھا۔ اس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رائے دی:

"یا رسولؐ اللہ! اس کی بدزبانی کی سزا یہی مناسب ہے کہ اس کے دو نچلے دانت اکھڑوا

دیئے جائیں، تاکہ پھر اچھی طرح بول نہ سکے۔" مگر حضورؐ نے جواباً فرمایا:

"نہیں، نہیں! ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اگر آج ہم اس کے عضو بگاڑیں گے تو کل خدا ہمارے بگاڑ دے گا۔"

یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں پر بھی زیادتی پسند نہ تھی۔

○

حضورؐ کا ثمامہ اور کفار مکہ کے ساتھ احسان:

قریش مکہ کے باہمی معاہدہ کے نتیجے میں مسلمان تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور ہو کر سختیاں جھیلتے رہے تھے۔ مکہ میں غلہ یمامہ سے آتا تھا اور کفار مکہ کے ایماء پر اہل یمامہ نے غلہ شعب ابی طالب کے محصورین کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ رئیس یمامہ ثمامہ بن آثال نے ایسا اہتمام کیا تھا کہ یمامہ کے غلے کا ایک دانہ بھی شعب ابی طالب میں نہیں پہنچ سکتا تھا۔ صرف یہی نہیں، ثمامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہتا تھا اور حضورؐ نے دعا فرمائی تھی کہ خدایا! اس کو میرے قابو میں کر دے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کے بعد ۶ ہجری کے شروع میں سواروں کا ایک [illegible] نجد کی طرف بھیجا اور حسن اتفاق سے وہ اہل یمامہ کے سردار ثمامہ بن آثال کو پکڑ لائے۔ ثمامہ کو حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپؐ نے حکم دیا کہ اسے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف نکلے تو پوچھا:

"ثمامہ! کیا کہتے ہو؟"

ثمامہ نے لجاجت سے جواب دیا:

"اے محمدؐ! اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خونی کو قتل کریں گے اور اگر احسان کریں گے تو ایک شکر گزار پر احسان کریں گے اور اگر زر فدیہ سے میری رہائی ہو سکتی ہے تو جس قدر طلب کریں گے، میں دینے کو تیار ہوں۔"

حضورؐ نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اور مسجد سے تشریف لے گئے۔ دوسرے دن پھر ثمامہ نے حضورؐ کے سامنے یہی بات کہی مگر حضورؐ خاموش رہے۔ تیسرے دن پھر ثمامہ نے یہی کلمات دہرائے تو حضورؐ نے حکم دیا:

"اسے آزاد کردو!"

ثمامہ کو اپنی شقاوت اور اسلام دشمنی اچھی طرح یاد تھی۔ بالکل خلاف توقع رہائی پا کر اس قدر متاثر ہوئے کہ اسی وقت مسجد کے قریب ایک درخت کی آڑ میں غسل کیا اور مسجد میں آ کر صدق دل سے کلمہ شہادت پڑھا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ پھر روتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! خدا کی قسم، میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی چہرہ آپؐ کے چہرے سے زیادہ مبغوض نہ تھا، اب وہی چہرہ میرے نزدیک سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! آج سے پہلے مجھ سے بڑھ کر آپ کا دشمن کوئی نہ تھا لیکن آج آپ سے بڑھ کر مجھے کوئی محبوب نہیں ہے۔ خدا کی قسم! میرے نزدیک کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مبغوض نہ تھا مگر اب وہی دین میرے نزدیک سب دینوں سے محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مبغوض نہ تھا۔ اب وہی شہر میرے نزدیک سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔"

ثمامہؓ مشرف بہ اسلام ہو کر مکہ گئے تو قریش نے طعنہ دیا۔ "تیری عقل ٹھکانے نہیں

رہی جو تو نے محمدؐ کا دین اختیار کر لیا ہے۔"

ثمامہؓ نے غضب ناک ہو کر جواب دیا:

"خدا کی قسم! اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر غلہ کا ایک دانہ بھی یمامہ سے یہاں نہیں آئے گا۔"

چنانچہ انہوں نے مکہ کو غلہ کی ترسیل بند کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مکہ میں قحط پڑ گیا اور لوگوں کو جان کے لالے پڑ گئے۔ قریش مکہ نے حضورؐ کی خدمت میں ایک وفد بھیجا کہ مکہ کے بوڑھے، بچے، مرد، عورتیں سب اناج کے ایک ایک دانے کو ترس رہے ہیں۔ آپؐ یہ بندش ختم کرا دیں۔

حضورؐ کو رحم آ گیا اور آپؐ نے ثمامہؓ کو پیغام بھجوایا کہ اب ان لوگوں پر رحم کرو اور بندش اٹھا لو۔ ثمامہؓ نے حضورؐ کے حکم کی تعمیل کی اور پھر حسب دستور مکہ کو غلہ بھیجنے لگے۔

○

نماز پڑھنے پر گناہ سے معافی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے آ کر عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! مجھ سے گناہ سرزد ہوا۔ آپؐ سزا کا حکم فرمائیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے۔ اس اثناء میں نماز کا وقت آ گیا۔ حضورؐ نے نماز ادا فرمائی اور حضورؐ کے ساتھ اسی شخص نے بھی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد اس نے پھر اپنی درخواست کو دہرایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا تم نے نماز نہیں پڑھی؟"

اس شخص نے جواب دیا:

''ہاں رسول اللہ! پڑھ لی ہے۔''

اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

''تو خدا نے تمہارا گناہ معاف کر دیا۔''

حضورؐ کا ابوالعاص کا مال واپس کرانا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت ابوالعاصؓ بھی بدر کے اسیران جنگ میں شامل تھے۔ ان کے پاس فدیہ کی رقم نہ تھی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو جو ان کی زوجہ تھیں، کہلا بھیجا کہ فدیہ کی رقم بھیج دیں۔ حضرت زینبؓ کا جب نکاح ہوا تو حضرت خدیجہؓ نے جہیز میں ان کو ایک قیمتی ہار دیا تھا۔ حضرت زینبؓ نے زر فدیہ کے ساتھ وہ ہار بھی گلے سے اتار کر بھیج دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو پچپن برس پہلے کا محبت انگیز واقعہ یاد آگیا۔ آپؐ بے اختیار رو پڑے اور صحابہؓ سے فرمایا:

''تمہاری مرضی ہو تو بیٹی کو ماں کی یادگار واپس کر دی جائے۔''

سب نے تسلیم کی گردنیں جھکا دیں اور وہ ہار واپس کر دیا گیا۔

حضرت ابوالعاص رہا ہو کر مکہ واپس آئے اور حضرت زینبؓ کو مدینے بھیج دیا۔ ابوالعاص بہت بڑے تاجر تھے۔ چند سال کے بعد بڑے ساز و سامان کے ساتھ شام کی طرف تجارت کے لئے گئے۔ واپسی پر مسلمان دستوں نے ان کو مع تمام مال و اسباب گھیر لیا اور تمام اسباب ایک ایک سپاہی پر تقسیم ہو گیا۔ ابوالعاص چھپ کر حضرت زینبؓ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے پناہ دی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا:

"اگر تم مناسب سمجھو تو ابو العاص کا مال و اسباب واپس کر دو۔"

تسلیم کی گردنیں ایک بار پھر اسی طرح جھک گئیں جس طرح ہار کی واپسی کے سوال پر جھکی تھیں اور مسلمان سپاہیوں نے ابو العاص کے مال و اسباب کا ایک ایک تنکا' ایک ایک تاگا واپس کر دیا۔ حسن سلوک کا یہ وار ایسا نہ تھا جو خالی جاتا۔ ابو العاص مکہ آئے اور اپنے کاروبار میں شریک تمام افراد کے ساتھ حساب کتاب بے باق کر کے دولت اسلام سے بہرہ ور ہوئے اور واپس مدینے کا رخ کیا۔ جانے سے پہلے انہوں نے لوگوں سے کہا:

"میں یہاں صرف اس لئے آیا کہ جس جس کے ساتھ میرا جو لین دین ہے۔ اس کا حساب بے باق کر سکوں تاکہ کل کو تم یہ نہ کہو کہ ابو العاصؓ ہمارا روپیہ کھا کر تقاضے کے ڈر سے مسلمان ہو گیا۔"

حضورؐ کا عبد اللہ بن ابی کا جنازہ پڑھنا:

غزوۂ بنی مصطلق کے بعد ایک انصاری اور مہاجر میں ایک معمولی سا جھگڑا ہو گیا تھا۔ قریب تھا کہ انصار اور مہاجرین میں تصادم ہو جائے مگر چند لوگوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ عبد اللہ بن ابی جو منافقین کا سردار تھا' اس نے انصار کو بھڑکانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"تم نے یہ بلا خود مول لی ہے۔ مہاجرین کو بلا کر تم نے اتنا کر دیا کہ اب وہ خود تم سے برابر کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اب بھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا۔ تم دستگیری سے ہاتھ اٹھا لو تو وہ خود یہاں سے نکل جائیں گے۔"

یہ واقعہ لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

حضرت عمرؓ بھی موجود تھے۔ وہ غصے سے بے تاب ہو گئے اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ! اجازت ہو تو اس منافق کی گردن اڑا دی جائے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا تم یہ چرچا پسند کرتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ والوں کو قتل کر دیا کرتے ہیں۔"

عبداللہ بن ابی جس درجہ کا منافق اور دشمن اسلام تھا، اس کے بیٹے کہ ان کا نام بھی عبداللہ تھا، اسی قدر اسلام کے جان نثار تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی کی بنا پر یہ خبر پھیل گئی تھی کہ آپؐ عبداللہ بن ابی کے قتل کا حکم دینے والے ہیں۔ یہ سن کر وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ! دنیا جانتی ہے کہ میں اپنے باپ کا کس قدر خدمت گزار ہوں لیکن اگر حضورؐ کی مرضی اس کے قتل کی ہے تو مجھ کو حکم ہو۔ میں ابھی اس کا سر کاٹ لاتا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ آپؐ کسی اور کو حکم دیں اور میں غیرت و حمیت کے جوش میں آکر قاتل کو قتل کر دوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان دلاتے ہوئے کہا:

"نہیں، قتل کی بجائے میں اس پر مہربانی کروں گا۔"

حضورؐ کا یہ ارشاد اس طرح پورا ہوا کہ جب عبداللہ بن ابی مرا تو کفن کے لئے حضورؐ نے اپنا پیراہن مبارک عنایت فرمایا اور جنازہ کی نماز پڑھی۔ حضرت عباسؓ جب بدر کی جنگ میں قید ہو کر آئے تھے تو ان کے بدن پر کرتا نہ تھا اور ان کا قد اس قدر اونچا تھا کہ کسی کا کرتا ان کے بدن پر ٹھیک نہیں آتا تھا۔ عبداللہ بن اُبی نے (جو کہ حضرت عباس کا ہم قد تھا) اپنا کرتا منگوا کر دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کے کفن کے لئے جو اپنا

پیراہن مبارک عطا فرمایا تھا۔ وہ عبداللہ بن ابی کے اسی احسان کا معاوضہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے حضورؐ کے دامن کو تھام لیا اور عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! آپؐ اس شخص کا جنازہ پڑھتے ہیں جس نے فلاں موقع پر آپؐ کے بارے میں یہ یہ کہا؟"

مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے عمرؓ! چھوڑو ان باتوں کو۔ اگر مجھے اختیار دیا جاتا کہ میرے ستر دفعہ نماز پڑھنے سے اس کی بخشش ہو سکتی ہے تو میں اس سے بھی زیادہ پڑھتا۔"

خوش مزاجی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں زہد و تقدس، طہارت و تقویٰ اور حلم و عفو جیسے اوصاف حمیدہ میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ وہاں اعلیٰ ترین حس مذاق بھی رکھتے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ اکثر ہم سے خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن حارثؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بامذاق شخص کوئی نہیں دیکھا۔ مگر یہ حقیقت بھی اپنی جگہ ہے کہ حضورؐ کا مذاق سچ پر مبنی ہوتا تھا اور اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا۔

○

اونٹ کا بچہ:

ایک دفعہ ایک صحابیؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سواری کے لئے اونٹ طلب کیا۔ حضورؐ نے فرمایا:

"اسے ایک اونٹ کا بچہ دے دو۔"

صحابیؓ نے عرض کیا:

"حضورؐ! میں اونٹ کے بچے کو لے کر کیا کروں گا؟ مجھے تو سواری کی ضرورت ہے۔ اونٹ دلوایئے۔"

حضورؐ نے پھر فرمایا:

"نہیں، تجھے اونٹ کا بچہ ہی دیا جائے گا۔"

وہ صحابیؓ بہت پریشان ہوئے۔ لوگ ہنسنے لگے تو حضورؐ نے فرمایا:

"نادان! آخر اونٹ بھی تو اونٹ کا بچہ ہی ہوگا۔"

ظاہر ہے کہ حضورؐ کا یہ مذاق کوئی خلاف واقعہ نہ تھا کہ ہر اونٹ فی الحقیقت اونٹ ہی کا بچہ ہوتا ہے۔ اس خوش طبعی کے لئے حضورؐ نے ایسا انداز اختیار فرمایا جس سے سب نے لطف اٹھایا۔

○

بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب جو بہت بوڑھی تھیں۔ ایک روز خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں:

"حضورؐ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔"

حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی۔"

وہ حیران رہ گئیں اور اسی حیرانی میں رونے لگیں۔ حضورؐ نے فرمایا:

"بڑی اماں! روتی کیوں ہو؟ کیا قرآن نہیں پڑھا۔ بوڑھے لوگ بڑھاپے کی حالت میں جنت میں داخل نہ ہوں گے بلکہ وہ جوان ہو کر جنت میں جائیں گے۔"

○

آنکھ میں سفیدی:

ایک دفعہ ایک صحابیہؓ اپنے خاوند کا کچھ تذکرہ کر رہی تھی۔ حضورؐ نے ازراہ تفنن فرمایا:

"تیرا خاوند وہی ہے جس کی آنکھ میں کچھ سفیدی ہے؟"

صحابیہؓ نے عرض کیا:

"نہیں حضورؐ! میرے خاوند کی آنکھیں تو بالکل بے داغ ہیں۔"

حضورؐ کا اشارہ اس حقیقت کی طرف تھا کہ ہر شخص کی آنکھ کا ایک حصہ سفید بھی ہوتا ہے۔

○

تمہارے ماموں کی بہن تمہاری کیا لگی؟:

ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دل لگی کے طور پر ایک شخص سے پوچھا:

"بتاؤ تمہارے ماموں کی بہن تمہاری کیا لگی؟"

وہ شخص سادہ لوح واقع ہوا تھا' سر جھکا کر سوچنے لگا۔ حضورؐ مسکرائے اور آپؐ نے فرمایا:

"ہوش کر! کیا تجھے اپنی ماں بھول گئی؟ وہی تو تیرے ماموں کی بہن ہے۔"

○

اندھا جنت میں نہ جائے گا:

ایک دفعہ ایک نابینا شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور

عرض کرنے لگا:

"یا رسول اللہ ! کیا میری بخشش ہو جائے گی۔"

حضورؐ نے فرمایا:

"بھائی کوئی اندھا جنت میں نہ جائے گا۔"

اندھا رونے لگا۔ حضورؐ ہنس پڑے اور فرمایا:

"بھائی، کوئی اندھا، اندھے کی حیثیت سے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ سب کی آنکھیں روشن ہوں گی۔"

○

نئی چیز کا ہدیہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نعمانؓ تھے۔ ان کا قاعدہ یہ تھا کہ جب شہر میں کوئی نئی چیز آتی تو وہ شے خرید کر حضورؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کر دیتے اور جب دوکان دار اس چیز کی قیمت طلب کرتا تو اس کو ساتھ لے کر حضورؐ کی خدمت میں آجاتے اور عرض کرتے:

"حضورؐ! فلاں شے کی قیمت اس شخص کو عنایت فرما دیجئے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے:

"تم نے تو وہ چیز بطور تحفہ مجھے دی تھی۔"

نعمانؓ عرض کرتے:

"واللہ! اس کی قیمت میرے پاس نہ تھی اور میں چاہتا تھا کہ وہ شے سب سے پہلے آپ کی خدمت میں ہدیئے کے طور پر پیش کروں۔"

حضورؐ مسکرا دیتے اور اس کی قیمت دکان دار کو ادا کر دیتے۔

○

کون اس غلام کو مول لیتا ہے؟:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بدوی صحابی تھے جن کا نام زاہرؓ تھا۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں دیہات کی چیزیں ہدیہ کے طور پر بھیجا کرتے تھے' اس لئے کہ انہیں حضورؐ سے بہت محبت تھی اور حضورؐ بھی ان کو بہت چاہتے تھے۔ ایک دن وہ کچھ چیزیں فروخت کرنے شہر میں آئے۔ حضورؐ "اتفاقاً" بازار سے گزر رہے تھے۔ زاہرؓ کو دیکھا تو اس کی طرف تشریف لے گئے۔ حضورؐ نے پیچھے سے جا کر چپکے سے زاہرؓ کو پکڑ لیا اور فرمانے لگے:

"کون ہے جو اس غلام کو مول لیتا ہے؟"

زاہرؓ نے آواز پہچان لی۔ مڑ کر حضورؐ کی طرف دیکھا اور کہا:

"یا رسولؐ اللہ! مجھ ایسے غلام کی قیمت بہت کم ملے گی۔"

حضورؐ نے ہنس کے فرمایا:

"نہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری قیمت زیادہ ہے۔"

○

او دو کانوں والے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خادم حضرت انسؓ سے بہت پیار کرتے تھے۔ وہ ایسے سعادت مند تھے کہ حضورؐ کے ارشاد پر کان لگائے رکھتے تھے۔ ایک دن حضورؐ نے خوش طبعی کے طور انہیں یوں پکارا:

"اے دو کانوں والے!"

پھر اکثر ایسا ہوتا کہ حضورؐ انہیں محبت سے "اے دو کانوں والے!" کہہ کر پکارتے۔ حضرت انسؓ حضورؐ کے اس جملے پر بہت ہنستے اور سمجھ جاتے کہ حضورؐ خوش طبعی فرما رہے تھے۔

○

تمہاری چڑیا نے کیا کیا؟:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انسؓ کے ایک چھوٹے بھائی تھے جن کا نام عمیرؓ تھا۔ انہوں نے سرخ رنگ کی ایک چڑیا پال رکھی تھی۔ اتفاق سے وہ چڑیا مر گئی تو عمیرؓ کو اس کا بہت رنج ہوا اور رونے لگے۔ حضورؐ کا ادھر سے گزر ہوا۔ جب حضورؐ نے بچے کو روتے دیکھا تو اسے بہلانے کے لئے فرمایا:

"اے ابو عمیرؓ! تمہاری چڑیا نے کیا کیا؟"

یہ ایک ایسا پیارا جملہ تھا جسے سن کر بچہ ہنس پڑا اور دوسرے لوگ بھی اسے خوش کرنے کے لئے یہی جملہ استعمال کرنے لگے۔

○

زیادہ کھجوریں کس نے کھائی ہیں؟:

ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ایک صاحب کچھ کھجوریں لے کر آئے اور بطور تحفہ حضورؐ کی خدمت میں پیش کیں۔ حضورؐ نے سب صحابہؓ کو کھجوریں کھانے کا حکم دیا اور خود بھی کھانے میں شریک ہو گئے۔ حضرت علیؓ جو عمر میں سب سے چھوٹے تھے، آپؐ کے پاس تشریف فرما تھے۔ حضورؐ از راہ مذاق کھجوریں کھا کر گٹھلیاں حضرت علیؓ کے آگے رکھنے لگے۔ جب صحابہؓ نے یہ دیکھا تو وہ بھی کھجوریں کھا کر

گٹھلیاں حضرت علیؓ ہی کے آگے ڈھیر کرنے لگے۔ جب سب کھجوریں کھانے سے فارغ ہو چکے تو حضورؐ نے فرمایا:

"اچھا بھئی' بتاؤ سب سے زیادہ کھجوریں کس نے کھائیں؟"

صحابہؓ نے جواب دیا:

"جس کے آگے گٹھلیاں سب سے زیادہ ہوں۔"

اس پر حضرت علیؓ فوراً بول اٹھے:

"نہیں' نہیں وہ جو کھجوریں گٹھلیوں سمیت کھا گئے ہوں۔"

یہ سن کر سب ہنس پڑے۔

○

مزے دار بیر کون سے ہوتے ہیں؟:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ ایک جنگل میں تشریف لے گئے۔ صحابہ کرامؓ جھٹ بیریوں کے ساتھ لگے ہوئے بیر توڑ توڑ کر کھانے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ بیر جو خوب سیاہ ہو جاتے ہیں' زیادہ مزے کے ہوتے ہیں۔ یہ میرا اس زمانے کا تجربہ ہے جب میں بچپن میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔"

○

حمیرا! لو اللہ کا نام لے کر کھاؤ:

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بات پر ناراض سی ہو کر ایک طرف منہ کر کے بیٹھ گئیں۔ اسی اثناء میں کسی شخص نے کچھ کھجوریں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوریں اٹھا کر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے آگے رکھ دیں اور ارشاد فرمایا:

"اے حمیرا! لو اللہ کا نام لے کر کھاؤ!"

حضرت عائشہ صدیقہؓ جلدی سے بولیں:

"تو کیا پہلے میں اپنے باپ کا نام لے کر کھاتی ہوں؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کا جواب سن کر ہنس دیئے اور دیر تک ہنستے رہے۔

○

حضورؐ کا حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑ لگانا:

ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ دوڑنے کا مقابلہ کیا۔ اس دوڑ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ آگے نکل گئیں جس سے ان کا حوصلہ بڑھ گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد دوسری دفعہ دوڑ ہوئی تو اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پیچھے رہ گئیں۔ اس پر حضورؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"لو عائشہ! اب اس کا بدلہ اتر گیا۔ پہلی دوڑ میں تم آگے نکل گئی تھیں۔ اس مرتبہ میں آگے رہا۔"

○

حریرہ چہرے پر مل دیا:

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حریرہ پکا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

سامنے رکھا۔ اس وقت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت سودہؓ سے کہا:

"آپ بھی کھائیں۔"

وہ انکار کرنے لگیں تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بطور مزاح کہا:

"اگر نہ کھاؤ گی تو میں یہ حریرہ تمہارے منہ پر مل دوں گی۔"

انہوں نے پھر بھی نہ کھایا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اٹھ کر مذاق مذاق میں حریرہ حضرت سودہؓ کے چہرے پر مل دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو ہنسنے لگے۔ پھر آپؐ نے حضرت سودہؓ سے فرمایا:

"اب تم بھی یہ حریرہ عائشہؓ کے منہ پر ملو۔"

یہ کہہ کر حضورؐ نے عائشہ صدیقہؓ کو پکڑلیا اور حضرت سودہؓ نے اٹھ کر حریرہ کا لیپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے منہ پر کردیا۔

○

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا حضورؐ کے جسم پر آٹا مل دینا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز غسل فرما رہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ آئیں اور حضورؐ کے گیلے جسم پر جو کا آٹا مل دیا' پھر منہ پر کپڑا رکھ کر ہنسنے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عائشہ! یہ کیا؟"

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ہنستے ہوئے جواب دیا:

یارسولؐ اللہ! آپؐ خود ہی تو فرمایا کرتے ہیں جو کا آٹا ملنے سے جسم صاف ہو جاتا

ہے۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا جواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے اور دوبارہ غسل فرما کر جسم صاف کر لیا۔

○

بچے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا:

حضرت ام قیسؓ کا لڑکا فوت ہوا تو وہ فرط غم سے اس قدر بدحواس ہو گئیں کہ لڑکے کو غسل دینے والے سے کہنے لگیں:

"میرے بچے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا ورنہ یہ مر جائے گا۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو سن کر مسکرا دیئے اور ان کو عمر طویل کی دعا دی۔ چنانچہ ام قیسؓ نے تمام عورتوں سے زیادہ عمر پائی۔

○

حضرت صہیبؓ کا دکھتی آنکھ کے ساتھ کھجوریں کھانا:

حضرت صہیب رومیؓ جب مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کرنے لگے تو انہیں کفار مکہ نے آگھیرا۔ حضرت صہیبؓ نے کفار کے بدلے ہوئے تیور دیکھے تو فوراً ترکش سے تیر نکال کر کمان میں چڑھا لیا اور مشرکین مکہ کو للکار کر کہنے لگے:

"اے مکہ والو! تم جانتے ہو کہ میرا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا۔ خدا کی قسم! تم اس وقت تک میرے قریب نہیں آ سکتے جب تک میرے ترکش میں ایک تیر بھی باقی ہے۔"

اس پر کفار مکہ نے کہا:

"صہیب! جب تم مکہ میں آئے تھے تو مفلس تھے۔ جو دولت تم نے مکہ میں رہ کر کمائی

ہے، وہ ہم تمہارے ساتھ نہیں جانے دیں گے۔ اگر تم جانا چاہتے ہو تو ساری دولت ہمارے حوالے کردو۔"

حضرت صہیب رومیؓ نے اپنا سارا مال ان کے حوالے کیا اور دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو بسائے مدینہ پہنچ گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی قبا ہی میں تھے کہ حضرت صہیبؓ آپہنچے اور آتے ہی سب حاضرین کو سلام کیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت چند صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے کھجوریں تناول فرما رہے تھے۔ حضرت صہیبؓ بھی بے تکلفی کے ساتھ شریک ہوگئے۔ اس وقت حضرت صہیبؓ کی ایک آنکھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی جس سے آنکھ کی تکلیف کا واضح احساس ہوتا تھا۔ حضرت صہیب کو کھجوریں کھاتے دیکھ کر حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا۔ وہ بولے:

"یارسولؐ اللہ! ذرا دیکھئے تو سہی۔ آنکھ بھی دکھ رہی ہے اور یہ شوق سے کھجوریں بھی کھائے جارہے ہیں۔"

حضرت صہیبؓ نے عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! میں تو دوسری طرف کے جبڑے سے کھا رہا ہوں جس طرف آنکھ نہیں دکھتی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صہیبؓ کا جواب سن کر بے ساختہ ہنس دیئے۔

○

میں زیادہ خوب صورت ہوں:

ایک دفعہ ایک بھدی سی شکل کا ایک نوجوان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت حضرت عائشہ

صدیقہؓ کے حجرے میں تشریف فرما تھے۔ بیعت کے بعد اس نوجوان نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ! میرے پاس دو بیویاں ہیں جو اس سرخ رنگ والی سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ اگر جناب کی مرضی ہو تو میں ایک کو طلاق دے دیتا ہوں' آپؐ اس سے نکاح کر لیں۔"

"سرخ رنگ والی" کے الفاظ سے نوجوان کا اشارہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف تھا۔ (یہ پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے) اس کی بات سن کر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس سے پوچھا:

"بھائی! یہ تو بتاؤ کہ تم زیادہ خوبصورت ہو یا تمہاری بیویاں زیادہ خوبصورت ہیں؟"

نوجوان نے جواب دیا:

"میں زیادہ خوبصورت ہوں۔"

نوجوان کے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ صدیقہؓ دیر تک اس کی پیشکش پر ہنستے رہے۔

○

حکمت و عظمت

اللہ دلوں اور کاموں کو دیکھتا ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو اور کاموں کو دیکھتا ہے۔

(عن ابو ہریرہؓ، کنز العمال)

○

اپنے اعمال کو خالص کرو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے اعمال کو (ریا وغیرہ سے) خالص اور صاف کرو کہ اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول کرتا ہے۔ جو خاص اسی کے لئے ہو۔

(عن ضحاک بن قیسؓ، کنز العمال)

○

خالص اعمال ہی قبول ہوں گے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اعمال کو قبول کرتا ہے جو

خالص اللہ ہی کے لئے ہوں اور صرف اللہ ہی کی رضامندی ان سے مطلوب ہو۔

(عن ابی امامہؓ)

○

طینت کا اچھا یا برا ہونا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی طینت اچھی یا بری ہوگی۔ خدا تعالیٰ (قیامت کے دن) اس پر سے پردہ اٹھا دے گا۔ جس سے وہ شناخت کئے جائیں گے۔

(عن عثمان بن عفانؓ، مشکوٰۃ)

○

شہرت کے لئے عمل کرنے والا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں میں مشہور کرنے کے لئے کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب لوگوں میں شائع کرے گا اور اس کو حقیر و ذلیل کرے گا۔

(عن عبداللہ بن عمرؓ، مشکوٰۃ)

○

بات دانائی کی عمل ظالمانہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس امت میں ایسے شخص سے اندیشہ کرتا ہوں جو بات تو دانائی کی کرے لیکن عمل اس کا ظالمانہ ہو۔

(عن عمر بن الخطابؓ)

○

غافل دل کی دعا قبول نہیں ہوتی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا سے دعا مانگو۔ حالانکہ تم کو (دعا کی) قبولیت کا یقین ہو اور جان لو کہ خدا اس دعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل اور بے پروا دل سے نکلی ہو۔

(عن ابوہریرہؓ، ترمذی)

○

سجدے کی حالت میں دعا کی تاکید:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ سجدے کی حالت میں اپنے پروردگار سے بہت قریب ہوتا ہے تو اس حالت میں بہت دعا کیا کرو۔

(عن ابوہریرہؓ، مسلم)

○

رات کو خدا سے بھلائی طلب کرنا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان خدا کو یاد کرتے کرتے بحالت طہارت سو جائے۔ پھر رات کو جاگ اٹھے اور خدا سے دنیاوی اور اخروی بھلائی مانگے تو خدا اسے وہ بھلائی ضرور عطا فرماتا ہے۔

(عن معاذؓ، ابوداؤد)

○

آخر شب کی دعا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دعا آخر شب میں (صبح کے قریب) اور فرض

نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد کی جاتی ہے وہ جلد مقبول ہوتی ہے۔

(عن ابوامامہؓ، ترمذی)

اذان اور تکبیر کے درمیان دعا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور تکبیر کے درمیان جو دعا کی جاتی ہے وہ رد نہیں کی جاتی۔ اس وقت دنیاوی اور اخروی عافیت طلب کرو۔

(عن انسؓ، ترمذی، ابوداؤد)

دعا مانگنے کا طریقہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہتھیلیوں کو منہ کے سامنے رکھ کر دعا مانگو۔ ہتھیلیوں کی پشت منہ کے سامنے رکھ کر نہ مانگو اور دعا سے فارغ ہو کر ہاتھوں کو منہ پر ملو۔

(عن ابن عباسؓ، ابوداؤد)

سات چیزوں سے پہلے نیک اعمال کرلو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سات چیزوں سے پہلے نیک اعمال کی طرف سبقت کرو اور انتظار نہ کرو کہ فقر (تنگ دستی) میں مبتلا نہ ہو جاؤ جو تم کو سب کچھ بھلا دے گا یا دولت ملنے کا جو تم کو سرکش بنا دے گی۔ یا بیماری کا جو فاسد کرنے والی ہے یا بڑھاپے کا جو سست کرنے والا ہے یا موت کا جو جلد آنے والی ہے یا دجال کا جو غائب ہے اور جس کا انتظار کیا گیا ہے یا قیامت کا جو بڑی سخت اور تلخ ہے۔

(عن ابو ہریرہؓ، ترمذی)

○

تندرستی کی حالت میں صدقہ کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تندرستی کی حالت میں آدمی کا ایک درہم صدقہ کرنا موت کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

(عن ابو سعیدؓ، ابوداؤد)

○

اعمال صالحہ کی طرف سبقت کرو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اندھیری رات کے ٹکڑوں جیسے فتنوں کے آنے سے پہلے اعمال صالح کی طرف سبقت کرو۔ وہ فتنے ایسے ہوں گے کہ اگر آدمی صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر ہو جائے گا اور اگر شام کو مومن ہوگا تو صبح ہوتے ہی کافر ہو جائے گا اور اپنے دین کو دنیا کے اسباب کے عوض فروخت کرے گا۔

(عن ابو ہریرہؓ، مسلم)

○

ضعیف ترایمان:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے برا کام دیکھے اس کو ہاتھ سے روکے۔ اگر ایسا کرنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے منع کرے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دل سے برا سمجھے تو یہ ضعیف ترایمان ہے۔

○

نیکی کا امر کیا کرو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس ذات پاک کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم ضرور نیکی کا امر کیا کرو اور برائی سے روکا کرو۔ ورنہ عنقریب تم پر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرے گا۔ پھر تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو گے اور تمہاری دعا قبول نہ ہو گی۔

○

بہترین جہاد:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظالم بادشاہ کے سامنے عدل کی بات کہنا بہترین جہاد ہے۔

○

جب لوگ ظالم کے ہاتھ نہ پکڑیں:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ جب ظالم کو ظلم کرتا دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان پر عذاب عام نازل کرے گا۔

○

بھلائی اور برائی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ معروف و منکر یعنی بھلائی اور برائی دونوں مخلوق ہیں۔ قیامت کے روز دونوں کھڑی ہوں گی۔ بھلائی اہل خیر کو خوشخبری دے گی اور ان سے اچھے وعدے لے گی اور برائی کہے گی۔ میں آتی ہوں' میں آتی ہوں اور بدکردار لوگ اس سے بچ نہ سکیں گے۔

○

جب قوم کسی کو گناہ سے نہ روکے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی قوم کا کوئی آدمی گناہ کرے اور قوم اس کے روکنے کی قدرت رکھتی ہو مگر نہ روکے تو اس قوم پر اس کے سبب سے عذاب الٰہی نازل ہو گا پہلے اس سے کہ وہ مریں۔

○

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھاؤ اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

○

دائیں ہاتھ سے کھانا:

جب تم میں سے کوئی کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور کوئی چیز پئے تو دائیں ہاتھ سے پئے۔

○

دسترخوان کے آداب:

جب دسترخوان بچھایا جائے تو کوئی شخص اس پر سے اس وقت تک نہ اٹھے جب تک کہ دسترخوان نہ اٹھالیا جائے۔ اگر کسی کا پیٹ بھر بھی گیا ہو تو اس وقت تک کھانے سے ہاتھ نہ اٹھائے جب تک کہ سب لوگ فارغ نہ ہو جائیں اگر کوئی اپنے ساتھیوں کو کھانا کھاتے ہوئے چھوڑ کر کھڑا ہو جائے تو معذرت کرے کیونکہ اس کا سب سے پہلے کھانے سے ہاتھ روک لینا اور کھڑے ہو جانا ساتھیوں کے لئے شرمندگی اور خجالت کا باعث بنتا ہے۔ ممکن ہے

کسی کو ابھی کھانے کی طلب ہو۔

○

مل کر کھانا کھانا:

لوگو! مل کر کھانا کھایا کرو کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔

○

چاندی کے برتنوں کی ممانعت:

جو شخص چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے۔ وہ اپنے پیٹ میں آتش دوزخ کو گھونٹ گھونٹ کرکے اتارتا ہے۔

○

پانی پینے کے آداب:

تین سانس میں پانی پینا زیادہ سیراب کرنے والا اور جسم کو زیادہ صحت و تندرستی بخشنے والا اور گوارا تر ہے۔

لوگو! کھڑے ہو کر پانی مت پیو۔

لوگو! مشک کے ساتھ منہ لگا کر پانی مت پیو۔

○

کھانا کھانے اور دودھ پینے کی دعا:

جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو کہے اے خدا! اس کھانے میں ہمیں برکت دے اور اس سے بہتر کھلا اور دودھ پئے تو کہے اے خدا! اس میں ہمیں برکت دے اور اس سے زیادہ پہنچا۔

برتن صاف کرنا اور انگلیاں چاٹنا:

لوگو! کھانا کھا کر برتن صاف کیا کرو اور انگلیاں چاٹ لیا کرو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ کون سے لقمے میں برکت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانا:

جب تم میں سے کوئی کھانا شروع کرے تو اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرے اور اگر شروع کرتے وقت بھول جائے تو جب یاد آجائے۔ بسم اللہ اولہ و اخرہ کہہ لیا کرے۔

طعام کی برکت وسط میں ہے:

طعام کی برکت وسط میں نازل ہوتی ہے۔ اس لئے طعام کے کناروں سے کھایا کرو اور وسط میں سے (یعنی کنارہ چھوڑ کر) مت کھایا کرو۔

لقمہ گر جائے تو اٹھالو:

اگر کھانا کھاتے ہوئے لقمہ گر جائے تو اس کو اٹھالو اور آلائش مٹی وغیرہ صاف کر کے کھالو۔

سفر کا مسنون طریقہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اگر سفر میں تم تین آدمی ہو تو ایک کو سردار بنالیا کرو۔

○

رات کو اکیلا سفر نہ کرو:

اگر لوگ یہ جان لیں کہ (رات) کو تنہا سفر کرنے میں کیا خدشات مضمر ہیں جو میں جانتا ہوں تو رات کو کوئی شخص اکیلا سفر نہ کرے۔

○

فرشتے ایسے قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے:

سفر میں فرشتے اس قافلہ کی رفاقت نہیں کرتے۔ جس میں کتے شامل ہوں اور سواریوں کی گردنوں میں گھنگھرو بندھے ہوئے ہوں۔

○

منہ اندھیرے سفر کرنا:

اندھیرے (صبح) ہی سے سفر کیا کرو کہ رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔ یعنی سفر جلدی طے ہو جاتا ہے۔

○

منزل پر اترنے کے آداب:

جو شخص (دوران سفر میں) کسی منزل پر اترے اور کہے کہ میں اللہ کے کلمات تامات (صفات) کی پناہ چاہتا ہوں۔ ہر مخلوق کے شر سے تو اس کو کوئی شے نقصان نہیں پہنچائے گی حتیٰ کہ وہ اپنی منزل سے کوچ کر جائے۔

○

سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے:

سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے جو تمہیں کھانے' پینے اور آرام سے باز رکھتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی اپنا مقصد حاصل کر لے تو اسے چاہئے کہ اپنے گھر بار کی طرف لوٹ آنے میں جلدی کرے۔

○

حسد سے بچو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا لیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے۔

○

حسد دین کو مونڈنے والی چیز ہے:

پہلی امتوں کا مرض تم میں سرایت کرتا جاتا ہے۔ ایک حسد دوسرے (باہمی) دشمنی اور ان میں سے ہر چیز مونڈنے والی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈ دیتی ہے۔

○

سب سے بہتر آدمی:

آدمیوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو مخموم القلب (یعنی ایسا دل رکھنے والا جس میں کھوٹ اور حسد نہ ہو) اور صدوق اللسان (زبان کا سچا) ہو۔

○

ایمان اور حسد یکجا نہیں ہو سکتے:

کسی بندہ کے دل میں ایمان اور حسد دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

آپس میں حسد نہ کرو:

لوگوں پر ہمیشہ بھلائی اور خیر سایہ فگن رہے گی جب تک وہ آپس میں حسد نہ کریں۔

آپس میں اختلاف نہ کرو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

تم آپس میں اختلاف نہ کرو۔ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تھا وہ ہلاک ہو گئے۔

امت میں تفرقہ پیدا کرنے والا:

جو شخص اس امت میں تفرقہ پیدا کرنا چاہے اس وقت جب کہ تمام قوم متفق ہو چکی ہو اس کی تلوار سے خبر لو خواہ وہ کوئی ہو۔

شرک، جادو اور کینہ سے بچنے والا:

تین باتیں جس شخص میں نہ ہوں اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو اس کے (سب) گناہ معاف کرے گا۔

۱۔ جو موت کے وقت مشرک نہ ہو۔

۲۔ جو جادوگر نہ ہو۔

۳۔ جو اپنے بھائی سے دل میں کینہ نہ رکھتا ہو۔

○

تکبر رائی کے دانے جتنا بھی نہ ہو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا وہ دوزخ میں نہ جائے گا اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہ جائے گا۔

○

متکبر کا حال میدان حشر میں:

متکبر میدان میں اس طرح لائے جائیں گے جیسے چھوٹی چیونٹیاں آدمیوں کی صورت میں۔ ان پر ہر طرف سے ذلت چھائی ہوگی اور دوزخ کے قید خانے "بولس" کی طرف دھکیلے جائیں گے۔ ان پر دوزخ کی آگ چڑھتی چلی آئے گی اور دوزخیوں کے زخموں کا دھوون یعنی لہو اور پیپ انہیں پلایا جائے گا۔

○

غرور سے کپڑا دراز رکھنے والا:

جو غرور کی وجہ سے اپنے کپڑے کو دراز رکھے گا۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اس پر رحمت کی نظر نہیں ڈالے گا۔

○

دکھاوے کے لئے نیک کام کرنے والا:

جو شخص دکھاوے اور شہرت کے لئے کوئی نیک کام کرتا ہے۔ خدا قیامت کے دن اس

کے عیبوں کی تشہیر کرے گا اور جو شخص دکھاوے کے لئے عمل کرتا ہے خدا تعالیٰ اسے ریاکاروں کی سزا دے گا۔

○

راہوں میں بیٹھنے کی ممانعت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اپنے تئیں راہوں میں بیٹھنے سے بچاؤ۔ اگر تم کو راہوں میں بیٹھنا ضروری ہے تو راستے کا حق ادا کرو اور راستے کا حق یہ ہے کہ اجنبی عورتوں کو دیکھنے سے آنکھیں بند رکھنا۔ جو چیز آنے جانے والوں کو تکلیف پہنچائے۔ (مثلاً پتھر کانٹے وغیرہ) انہیں راستے سے ہٹانا۔ سلام کا جواب دینا۔ اچھی بات کرنے کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا۔

○

راہوں میں بیٹھنا کب جائز ہے؟:

راہوں میں بیٹھنا بھلائی کی بات نہیں ہے لیکن ہاں (ایسے شخص کو سرراہ بیٹھنا جائز ہے) جو بھولوں کو راستہ بتائے۔ سلام کا جواب دے۔ نامحرم عورتوں پر نظر نہ ڈالے اور بوجھ اٹھانے والے کی مدد کرے۔

○

ستر دیکھنے والے پر لعنت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (ستر) دیکھنے والے پر اور اس پر جس کی طرف دیکھا لعنت کرے۔

○

غسل چھپ کر کرو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ حیا اور عفت کو پسند کرتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو غسل کرنا ہو تو چھپ کر کرے۔

○

ستر پر نظر ڈالنے کی ممانعت:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی مرد کے ستر پر نظر نہ ڈالے اور کوئی عورت دوسری عورت کے ستر پر نظر نہ کرے۔ نہ مرد مرد ایک کپڑے میں برہنہ جمع ہوں اور نہ عورت عورت ایک کپڑے میں برہنہ جمع ہوں۔

○

ران ستر ہے:

رسول اکرمؐ نے حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "اے علیؓ! اپنی ران کسی کے سامنے ظاہر نہ کرو اور نہ کسی زندہ یا مردہ کی ران کی طرف نظر کرو۔"

○

مسلمان کو کافر کہنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہو جاتا ہے۔

○

کسی کو اللہ کا دشمن کہنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو کافر یا اللہ کا دشمن کہہ کر

بلائے اور وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کفر کہنے والے پر رجوع کرے گا۔ (یعنی کہنے والا کافر یا دشمن خدا ہو جاتا ہے۔)

○

حاکم کی اطاعت کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نکٹے غلام کو تم پر حاکم مقرر کر دیا جائے اور وہ کتاب اللہ کے موافق تم کو چلائے تو اس کی سنو اور اطاعت کرو۔

(عن ام الحصینؓ، مشکوٰۃ)

○

اطاعت صرف نیک باتوں میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں اطاعت نہیں کرنی چاہئے۔ اطاعت صرف نیک باتوں ہی میں کرنی لازم ہے۔

(عن علیؓ، مشکوٰۃ)

○

رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے سرکشی کی اس نے اللہ سے سرکشی کی۔ اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے امیر یعنی حاکم سے سرکشی کی اس نے مجھ سے سرکشی کی۔ اور امام ڈھال ہے جس کی آڑ میں لڑا جاتا ہے اور اسی سے بچایا جاتا ہے۔ اور حاکم پرہیزگاری اختیار کرے اور انصاف کا طریقہ برتے تو اس کا اجر اس کو ملے گا ورنہ اس کا

بار اس پر رہے گا۔

(عن ابو ہریرہؓ، مشکواۃ)

○

ایسی موت جاہلیت کی موت ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اطاعت سے باہر ہوا اور جماعت سے الگ ہوگیا اور اسی حالت میں مرگیا تو جاہلیت کی موت مرے گا اور جو ایسے جھنڈے کے نیچے لڑے جس کا حق پر ہونا معلوم نہ ہو اس کا غضب محض تعصب پر مبنی ہو۔ تعصب کی لوگوں کو ترغیب دے اور تعصب کی مدد کرے (یعنی اللہ کے لئے نہ لڑے) پس اگر وہ قتل ہوگا تو جاہلیت کی حالت میں قتل ہوگا اور جو میری امت پر شمشیر کشی کرے اور نیک وبد کو مارے اور مومن سے درگذر نہ کرے اور نہ معاہدہ والوں کا عہد پورا کرے وہ مجھ سے نہیں ہے اور نہ میں اس سے ہوں۔

(عن ابو ہریرہؓ، مشکواۃ)

○

احمقوں کی حکومت سے اللہ بچائے!:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں احمقوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ کعبؓ نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیا مراد ہے۔ آپؐ نے فرمایا میرے بعد امیر ہونگے جو لوگ ان کو پائیں گے اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے اور ظلم پر ان کی مدد کریں گے۔ وہ مجھ سے نہیں ہیں اور نہ میں ان سے ہوں اور وہ میرے ساتھ حوض کوثر پر نہ ہونگے اور جو لوگ ایسے امیروں کے پاس نہیں جائیں گے اور نہ ان کی جھوٹی

باتوں کی تصدیق کریں گے اور نہ ظلم کرنے میں ان کی مدد کریں گے پس وہ میرے گروہ سے ہیں اور میں ان کے گروہ سے ہوں۔ یہی لوگ حوض کوثر پر میرے ساتھ ہوں گے۔

(عن کعب بن عجرةؓ، مشکواۃ)

○

فتنوں کا برپا کرنا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے فتنے برپا ہوں گے کہ ایک شخص صبح کو مومن اور شام کو کافر ہوا کرے گا مگر وہ لوگ جن کو خدا نے علم سے زندہ کیا ہے۔

○

طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر طلب علم فرض ہے۔

○

لوگو! قرآن اور فرائض سیکھو:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو قرآن اور فرائض سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ میں دنیا سے اٹھ جانے والا ہوں۔

○

جب کسی سے علمی مسئلہ پوچھا جائے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص سے کوئی علمی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ اسے چھپائے تو (قیامت کے دن) ایسے شخص کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

○

علم سیکھو اور سکھاؤ:

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ احکام و فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ قرآن سیکھو اور اوروں کو سکھاؤ کیونکہ میں دنیا سے اٹھ جانے والا ہوں۔

(مسند دارمی)

○

حصول علم کا راستہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص علم کے حصول کے لئے رستہ چلتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسے جنت کی راہوں میں سے ایک راہ میں لے جاتا ہے اور فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لئے تواضعاً" اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور عالم کے لئے آسمانوں کے فرشتے، زمین کے باشندے اور پانی کی مچھلیاں سب مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور عالم کی فضیلت ویسی ہی ہے جیسے چاند کی چودھویں رات کی فضیلت دوسری تمام راتوں پر۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء نے کسی کو درہم و دینار کا نہیں بلکہ علم کا وارث ٹھہرایا ہے۔ تو جس نے علم حاصل کیا اس نے میراث انبیاءؑ کا ایک بڑا حصہ حاصل کیا۔

(عن ابوالدرداءؓ، ابوداؤد)

○

طلب علم کی حالت میں موت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اس حالت میں موت آئے کہ وہ اسلام کے زندہ کرنے کے لئے طلب علم میں مشغول ہو تو اس کے اور انبیاءؑ کے

درمیان صرف ایک درجے کا فرق ہو گا۔

(عن حسنؓ، مسند دارمی)

○

خود نیک عمل نہ کرنے والے واعظ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

معراج کی رات کو میں نے ایسے لوگ دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل نے جواب دیا کہ آپ کی امت کے وہ خطیب (واعظ) ہیں جو خود تو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور خود اپنے تئیں بھول جاتے ہیں۔ (یعنی خود نیک عمل نہیں کرتے۔)

(عن انسؓ، مسند بیہقی)

○

اللہ شرک کا گناہ نہیں بخشے گا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے جان لیا کہ میں گناہوں کو بخش دینے کی طاقت رکھتا ہوں۔ میں اس کو بخش دوں گا۔ خواہ کچھ بھی گناہ ہوں۔ سوائے اس کے کہ اس نے میرا کوئی شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

(عن ابن عباسؓ، شرح السنہ)

○

پورے ایمان کی شرط:

تم میں کوئی پورا ایمان دار نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ میرے (رسول اکرمؐ کے)

ساتھ اپنے باپ اور اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔

(عن انسؓ، صحیحین)

○

بے فیض عالم:

اللہ کے نزدیک جو لوگ قیامت کے دن بہت برے درجے کو پہنچنے والے ہیں ان ہی میں ایسا عالم ہوگا جس کے علم سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے۔

عن ابودرداءؓ، مسند دارمی)

○

عیادت کا مسنون طریقہ:

عیادت میں مسنون طریق یہ ہے کہ مریض کے پاس بہت کم بیٹھیں اور گفتگو بھی کم کریں۔

(عن ابن عباسؓ، رزین)

○

سب سے بڑھ کر ثواب والا صدقہ:

میں تمہیں وہ صدقہ نہ بتلا دوں جس کا سب سے بڑھ کر ثواب ہے؟ تو اپنی بیٹی کی مدد کر جو تمہارے پاس واپس بھیج دی گئی ہے (یعنی سسرال والوں نے ناپسند کر کے اپنے ہاں سے نکال دیا ہے) اور تمہارے سوا اس کا کوئی کمانے والا نہیں رہا۔

(عن سراقہ بن مالکؓ، ابن ماجہ)

○

کن شرطوں کا پورا کرنا بہت ضروری ہے:

یوں تو سب شرطیں ہی پوری کرنی ضروری ہوتی ہیں مگر جن شرطوں کا پورا کرنا بہت ہی ضروری ہے وہ شرطیں ہیں جن کی رو سے تم عورتوں کے ناموس حلال ٹھہراتے ہو۔

(عن عقبہ بن عامرؓ، صحیحین)

○

قوی مسلمان اللہ کو محبوب ہے:

قوی مسلمان اللہ کے نزدیک کمزور مسلمان سے زیادہ اچھا اور محبوب ہے اور یوں تو دونوں ہی اچھے ہیں۔ ایسی چیز کی حرص کرنی چاہیے جو تجھے نفع دے اور اللہ سے مدد طلب کر اور عاجز (کمزور) مت بن اور اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو ایسا نہ کہہ "اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا" بلکہ یہ کہہ کہ اللہ کی یہی مشیت تھی اور اس نے ایسا ہی مقرر کیا تھا۔ "اگر مگر" کہنے سے شیطانی خیالات کا دروازہ کھلتا ہے۔

(عن ابو ہریرہؓ، مسلم)

○

صابر اور شاکر کون؟:

دو خصلتیں ہیں جس میں وہ ہوں اللہ اسے صابر و شاکر لکھتا ہے۔ وہ شخص جو اپنے دین میں اس شخص کی طرف نظر کرے جو اس سے بڑھ کر ہو اور اس کی پیروی کرے اور اسی طرح جو دنیاوی امور میں اس شخص کی طرف نظر کرے جو اس سے کمتر ہو اور اللہ کا شکر کرے کہ مجھے اس شخص پر فضیلت دی تو اللہ اسے صابر و شاکر لکھتا ہے۔

(عن عمرو بن شعیب، ترمذی)

○

محبوب ترین عمل:

سب سے محبوب عمل وہ ہے جو ہمیشہ بلاناغہ کیا جائے گو تھوڑا ہی کیا جائے۔

(عن ابن مسعودؓ، صحیحین)

○

محبت کا اجر:

جسے جس کے ساتھ محبت ہے۔ قیامت کے دن وہ اسی کے ساتھ ہوگا۔

(عن ابن مسعودؓ، بخاری)

○

راہ خدا میں ہجرت کرنے والا:

خدا کی راہ میں ہجرت کرنے والا وہ شخص ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے جن سے خدا نے منع کیا ہے۔

(عن ابن عمرؓ، بخاری)

○

درخت لگانے کا اجر:

اگر کسی مسلمان نے درخت لگایا جس کا پھل کسی انسان یا جانور نے کھایا تو لگانے والے کے لئے یہ صدقہ ہوگا۔

(عن انسؓ، بخاری)

○

خدا کے نزدیک پسندیدہ کھیل:

کھیلوں میں جو چیز خدا کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے وہ گھوڑ دوڑ اور تیر اندازی ہے۔ وقتاً فوقتاً اپنے دلوں کی تفریح کرتے رہو۔

(عن ابومالک الاشعریؓ، مسلم، ترمذی)

وسعت کے باوجود عیال پر تنگی کرنے والا:

جس شخص کو خدا نے وسعت دی اور اس نے عیال پر تنگی کی تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(عن جبیر بن مطعمؓ، مسند دیلمی)

کون سا دینار زیادہ موجب ثواب ہے؟:

ایک دینار تو نے خدا کی راہ میں دیا۔ ایک دینار کسی غلام کے آزاد کرنے میں صرف کیا اور ایک دینار کسی مسکین کو صدقہ دیا اور ایک دینار تو نے اپنے خاندان پر صرف کیا۔ ان میں سب سے زیادہ موجب اجر و ثواب وہی دینار ہے جو تو نے اپنے خاندان پر صرف کیا ہے۔

(عن ثوبانؓ، مسند احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

معیشت کی اصلاح:

ہر شخص کے لئے اپنی معیشت کی اصلاح کرنا ایک دانشمندانہ کام ہے۔ جن امور سے تمہاری اصلاح ہوتی ہے ان کی جستجو کرنا حب دنیا نہیں ہے۔

(عن ابی الدردا، بیہقی، کامل ابن عدی)

○

دو منہ رکھنے والا شخص:

بدترین وہ شخص ہے جو دو منہ رکھتا ہے۔ ایک منہ سے ایک کے پاس جاتا ہے۔ دوسرے منہ سے دوسرے کے پاس جاتا ہے۔

(عن ابی ہریرۃؓ، صحیحین)

○

چغل خور کی سزا:

چغل خور جو ادھر ادھر کی لگاتا ہے جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(عن حذیفہؓ، صحیحین)

○

زبان اور شرمگاہ کے گناہ:

جو گناہ سب سے زیادہ انسان کو جہنم کا مستحق بناتے ہیں وہ زبان اور شرمگاہ کے گناہ ہیں۔

(عن انسؓ، صحیحین)

○

زانیوں کی سزا:

زانیوں کے منہ جہنم کی آگ سے جلائے جائیں گے۔ آگ سے ان کے منہ بھڑکتے ہوں گے۔

(عن عبداللہ بن بسرؓ، طبرانی)

○

بلا ضرورت سوال کرنا:

جو شخص بلا ضرورت لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ گویا انگارے کھاتا ہے۔

(عن ابو عمرؓ، طبرانی)

○

بخیل کی سزا:

بخیل جنت میں نہیں جائے گا۔

(عن ابن عمرؓ، طبرانی)

○

ریشمی کپڑے پہننے والا:

ریشمی کپڑے پہننے والا قیامت میں ذلیل و خوار ہو گا۔

(عن ابو ہریرہؓ، طبرانی)

○

عام گزر گاہ پر گندگی ڈالنے والا:

لوگوں کی عام گزر گاہ پر جو شخص گندگی ڈالے وہ ملعون ہے اس پر خدا، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

(عن ابو ہریرہؓ، مسند بیہقی)

○

جھوٹے گواہ کی سزا:

جھوٹے گواہ کے پاؤں قیامت میں اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکیں گے۔ یہاں تک کہ اس پر جہنم واجب کر دی جائے گی۔ (عن ابن عمرؓ، مسند حاکم، ابن ماجہ)

○

حسب نسب بدلنے والا:

جس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا (یعنی اپنے حقیقی نسب کو چھپایا) تو اس پر جنت حرام ہے۔

(عن ابن عباسؓ، صحیحین)

○

جھوٹی قسم کھانے والا:

جو شخص جھوٹی قسم کھائے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

(عن حارث بن رضاؓ، مسند حاکم)

○

زبردستی زمین چھیننے والا:

جس کسی نے کسی کی زمین زبردستی چھین لی تو وہ زمین میں دھنسایا جائے گا۔

(عن سالمؓ، بخاری)

○

ادا نہ کرنے کی نیت سے قرض لینے والا:

جو شخص اس ارادے کے ساتھ کسی سے قرض لیتا ہے کہ ادا نہیں کرے گا تو قیامت

کے دن وہ چور بن کر خدا سے ملاقات کرے گا۔

(عن صہیبؓ، صحیحین)

○

بدترین کھانا کون ہے؟:

سب سے بدتر کھانا اس ولیمے (شادی کے کھانے) کا ہے جس میں مالدار بلائے جائیں اور محتاج چھوڑ دیئے جائیں اور جو شخص بلا عذر دعوت ولیمہ قبول نہ کرے اس نے خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کی۔

(عن ابوہریرہؓ، صحیحین)

○

فاسقوں کی دعوت:

فاسقوں کی دعوت قبول نہ کرو۔

(عن عمران بن حصینؓ، مشکواۃ)

○

بھوکے، بیمار اور قیدی کی اعانت:

بھوکے کو کھلاؤ، بیمار کی بیمار پرسی کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔

(عن ابوموسیٰؓ، بخاری)

○

بیمار کی عیادت:

جب تم بیمار یا قریب المرگ کے پاس جاؤ۔ تو دعائے خیر کرو۔ تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے

اس پر آمین کہتے ہیں۔

(عن ام سلمہؓ، مسلم)

○

امانت دار تاجر:

امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین و شہداء کے ساتھ ہو گا۔

(عن عمر بن خطابؓ، ابن ماجہ)

○

سود کی حرمت:

سود کھانے والے، کھلانے والے، کاتب اور گواہ سب برابر ہیں۔ خدا سب پر لعنت کرے۔

(عن جابر بن عبداللہؓ، مسلم)

○

پیشاب کے چھینٹوں سے بچو:

پیشاب کے چھینٹوں سے بچو۔ قبر میں عام طور پر اسی گناہ کے باعث عذاب ہوتا ہے۔

(عن ابن عباسؓ، مسند حاکم)

○

اپنے نفس پر سختی نہ کرو:

اپنے نفسوں پر تشدد نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ تم پر تشدد کرے گا۔ جس قوم نے اپنے اوپر خود تشدد کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کی ہے۔ یہ کنی سوں اور گرجاؤں میں ان ہی کا بقیہ

ہے کہ رہبانیت کو انہوں نے خود اپنے لئے ایجاد کرلیا ہے۔ ہم نے ان پر فرض نہیں کیا۔

(عن انس بن مالکؓ، مشکواۃ)

○

کام میں غور اور احتیاط کرنا:

تامل اور دیر کرنا یعنی کسی امر میں غور کرنا (یعنی اسے سوچ سمجھ کر احتیاط کے ساتھ کرنا) اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے (سوائے ان اچھے کاموں کے جو آخرت میں کام آئیں۔)

(عن سہیلؓ، مشکواۃ)

○

قوم کی ناحق بات پر مدد کرنے والا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

جو شخص اپنی قوم کی ناحق اور ناروا بات پر مدد کرتا ہے۔ وہ اس اونٹ جیسا ہے جو اونچی جگہ سے (کنویں میں) گر کر ہلاک ہو جاتا ہے (اور) پھر دم پکڑ کر کھینچا جاتا ہے۔

○

بے جا حمایت:

جو شخص قوم کی بے جا حمایت کی طرف لوگوں کو بلائے۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو حالت تعصب میں مرجائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

○

حضورؐ کو مدح ناپسند تھی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مداحی اور تعریف کے خواہ وہ دل ہی سے ہو، ناپسند فرماتے تھے۔ ایک دفعہ حضورؐ کے سامنے ایک شخص کا ذکر چل نکلا۔ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے اس شخص کی بہت تعریف کی۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"تم نے اپنے دوست کی گردن کاٹی۔"

یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند بار دہرائے۔ پھر ارشاد فرمایا:

"تمہیں خواہی نخواہی اگر کسی کی مدح کرنی ہی ہو تو یوں کہو کہ میرا ایسا خیال ہے۔"

○

تعریف سن کر نفس موٹا ہو جاتا ہے:

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ مسجد میں ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ حضورؐ اس شخص سے واقف نہ تھے۔ ایک صحابی محجن ثقفیؓ سے پوچھا:

"یہ کون ہے؟"

محجن ثقفیؓ نے اس شخص کا نام بتایا اور پھر اس کی بے حد تعریف بھی کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دیکھو، کہیں یہ سن نہ پائے ورنہ تباہ ہو جائے گا کہ اپنی تعریف سن کر اس کا نفس موٹا ہو جائے گا جو اس کے لئے موجب ہلاکت ہو گا۔"

○

مہر کے لئے سونے کی انگوٹھی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطوں پر مہر کرنے کی ضرورت کے تحت جب

انگوٹھی بنوائی تو پہلے سونے کی بنوائی۔ حضورؐ کی تقلید میں صحابہ کرامؓ نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے۔ سونے کی انگوٹھی اتار کر پھینک دی اور فرمایا:

"اب نہ پہنوں گا۔"

"حضورؐ نے اپنی انگوٹھی اتار کر پھینکی تو صحابہ کرامؓ نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں اسی وقت اتار کر پھینک دیں۔"

○

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ دیواروں پر جا بجا تھوک کے دھبے ہیں۔ حضورؐ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی۔ آپؐ نے اس سے کھرچ کھرچ کر تمام دھبے مٹا دیئے۔ پھر لوگوں کی طرف خطاب کر کے غصے کے لہجے میں فرمایا:

"کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی شخص تمہارے سامنے آ کر تمہارے منہ پر تھوک دے؟ یاد رکھو، جب کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو خدا اس کے سامنے اور فرشتے اس کے دائیں جانب ہوتے ہیں۔ اس لئے انسان کو سامنے یا دائیں جانب نہیں تھوکنا چاہئے۔"

○

حالت نماز میں تھوکنے والا:

ایک صحابیؓ نے عین نماز میں (جبکہ وہ امام نماز تھے) تھوک دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا:

"یہ شخص اب نماز نہ پڑھائے۔"